فتاویٰ افریقہ

اعلیٰ حضرت
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور

فتاویٰ افریقہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور

۱۹۸۸ء

پبلشرز : نذیر حسین
نذیر سنز پبلشرز ۔ لاہور ۲
پرنٹر : گنج شکر پرنٹرز ۔ لاہور
قیمت : ۴۵/- روپے

فہرست مسائل

بعض فوائد ردّ وہابیت و دیوبندیت

السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ
۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محب سنت عدو بدعت خادم الاولیا عبد المصطفیٰ جناب حاجی زائر اسمٰعیل میاں بن حاجی امیر میاں شیخ صدیقی حنفی قادری کاٹھیاواڑی سلمہ الملک باری نے کچھ مسائل کے سوال بریلی دار الافتاء تمام ہندوستان و دیگر اقطار عالم جنوبی افریقہ مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹولینڈ سے تین بار بھیجے جن کے جواب دیئے گئے۔ اب حسب فرمائش صاحب موصوف ان کا مجموعہ نفع برادران دینی کے لیئے مع ترجمہ[1] طبع کیا جاتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو محبت دینی و برکات دینی اور زائد فرمائے۔ آمین!

سوالات بار اوّل ۲۳ صفر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں

سوال اول۔ زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو عورتوں کا حکم دیا دو دو تین تین چار چار کا۔ عورت کو کیوں حکم نہیں کہ تم دو دو تین تین چار چار مرد کرو۔ یہ سوال کرنے والے کو شرع کیا حکم کرتی ہے۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ بے شک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم

---

[1] صاحب موصوف کی یہ بھی تاکید ہے جو عربی عبارتیں فتوے میں منقول ہوں ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے لہٰذا جن کا ترجمہ خود فتوے میں تھا وہ تھا ہی جن کا نہ تھا حاشیہ میں زیادہ کیا گیا ترجمہ صرف عبارات منقولہ کا چاہئے عالمانہ تحقیقات جن کی ضرورت عوام بھائیوں کو نہیں نہ ہر ایک کی سمجھ کے لائق وہ یونہی بہتر ہیں خیر یونہ بجوز ترابغا الیرچہ کلاہ ۱۲

نہیں فرماتا۔ ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے۔ جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث سے خبیث تر ہے یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتہ نہ چلے کہ بچہ کس کا ہے۔ اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو تو معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ دونوں میں کس کا ہے ؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایسا سوال صریح گمراہی ہے۔ زید اگر نرا جاہل بے ادب نہیں تو بد دین ہے، بد دین نہیں تو نرا جاہل بے ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲ ایک شخص نے زانی عورت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا۔ وہ مرد مسلمان ہے۔ اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد کا جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں ہے، اور شاہد و گواہ و حاضران مجلس کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ مجموعہ خانی جلد ثانی صفحہ ۳۹ در ہدایہ و کافی آوردہ است عورتے حربیہ در دار الاسلام آمد بران عورت عدت لازم نشود خواہ اسلام در دارِ حرب آوردہ باشد خواہ نیاوردہ باشد و ایں قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ و نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت لازم شود و باتفاق علما بر کنیزکے کہ در تاخت گیرند عدت لازم نیست فاما استبرا لازم ست و اگر حربیہ کہ در دار اسلام آمدہ است و حاملہ تا آنزماں کہ فرزند نزاید نکاح نکند دیگر روایت از امام آنست کہ نکاح درست است اگر حاملہ باشد فاما نزدیکی بان عورت شوہر نکند تا آنزماں کہ فرزند نزاید چنانچہ اگر عورت را از زنا حمل ماندہ است خواستن او رواست و نزدیکی کردن روا نیست تا آنزماں کہ فرزند نزاید و اگر یکی از میاں زن و شوہر مرتد شد فرقت میاں ایشاں واقع شود فاما طلاق واقع نشود ایں قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ و نزدیک امام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت واقع شود بطلاق و اگر زن مرتد شدہ است فرقت واقع شود بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است و با زن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر بر مرد لازم شود و اگر نزدیکی نہ کردہ است چیزے از مہر لازم نشود و نفقہ نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر خود از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود۔

الجواب

جسے زنا کا حمل ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ اور وہ عورت شوہر دار نہ ہو اس سے زانی و غیر زانی ہر شخص کا نکاح جائز ہے فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو ے اور جس کا حمل ہے وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز: درمختار میں ہے۔ صَحَّ نِکَاحُ حُبْلٰی مِنْ زِنًا وَاِنْ حَرُمَ وَطْؤُهَا وَدَوَاعِیْهِ حَتّٰی تَضَعَ لِئَلَّا یَسْقِیَ مَاءَهٗ زَرْعَ غَیْرِهٖ اِذِ الشَّعْرُ یَنْبُتُ مِنْهُ وَلَوْ نَکَحَهَا الزَّانِیْ حَلَّ لَهٗ وَطْؤُهَا اِتِّفَاقًا

زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا کہ اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر افترا ہے بلکہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ اگرچہ حمل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاہد و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں، افترا بر افترا ہے، مجموعہ خانی سے جو عبارت اس نے نقل کی صراحۃً اس کے خلاف ہے کہ اگر عورت را از زنا حمل ماندہ است خواستن اور رواست و نزدیکی کردن روانیست تا آنکہ نزاید اور وہ جو اسی سے نقل کیا ہے کہ حربیہ کہ در دار الاسلام آمدہ است و حاملہ تا نزاید نکاح نکند یا اس میں ہے کہ حربی کافر کی حاملہ عورت دار الاسلام میں آ کر مسلمان ہو گئی نہ کہ حمل زنا میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳ اگر مرد یا عورت کافر نے اسلام قبول کیا اور عمر بھر میں نماز کا سجدہ نہیں کیا۔ آیا ایسے شخص کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب

بے شک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بے شک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ وَاجِبَۃٌ

لہ جسے زنا کا حمل ہو اس سے نکاح درست ہے اگرچہ اسے ہاتھ لگانا، بوسہ لینا حرام ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے۔ یہ اس لیے کہ دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا نہ ہو اس لیے کہ بال اس سے اگتے ہیں اور اگر خود زانی نے اس سے نکاح کیا تو وہ بالاتفاق اس سے صحبت کر سکتا ہے

عَلَیْکُمْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ ھُوَ عَمِلَ الْکَبَآئِرَ۔ ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں [1] رواہ ابوداؤد وابو یعلٰی والبیھقی فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح علٰی اصولنا پنجگانہ نماز اس پر فرض تھی اس نے شامت نفس سے ترک کی۔ جنازہ مسلم کی نماز ہم پر فرض ہے ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۴ زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کو ختنہ کرنے کا رواج ہے اور ہند میں کیوں رواج نہیں۔

الجواب

لڑکیوں کے ختنے کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے، طعنہ کریں گے اور یہ ان کے گناہِ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمان واجب ہے لہٰذا یہاں اس کا حکم نہیں۔ لا یسن ختانھا وانما ھو مکرمۃ منیۃ المفتی پھر غمز العیون میں ہے وانما کان الختان فی حقھا مکرمۃ لانہ یزید فی اللذۃ [2] درمختار میں ہے ختان المرأۃ لیس سنۃ بل مکرمۃ للرجال وقیل سنۃ اھ [3] وجزم بہ البزازی فی وجیزہ والحدادی فی سراجیہ وقال فی الھندیۃ عن المحیط اختلف الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضھا انہ سنۃ ھکذا حکی عن بعض المشائخ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمۃ اھ ورأیتنی کتبت علیہ ای

---

[1] ترجمہ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابو یعلٰی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سند کے ساتھ روایت کیا جو ہمارے اصول پر صحیح ہے۔ [2] ترجمہ۔ عورت کا ختنہ سنت نہیں وہ صرف ایک بہتری کی بات ہے [3] عورت کا ختنہ ایک بہتری یوں ہوا ہے کہ اس سے لذت بڑھ جاتی ہے۔

[4] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ مردوں کی خاطر ایک بہتری کی بات ہے اور یہ قول ضعیف ہے کہ سنت ہے درمختار کا ترجمہ ختم ہوا، آگے مفتی کے عالمانہ مباحث ہیں کسی کتاب کی عبارت نہیں جس کا ترجمہ ہو۔ ۱۲

فیکون مستحبا وھو عند الشافعیه واجب فلا یترک ما اقله الاستحباب
مع الاحتمال الوجوب لکن الھنود لا یعرفونه ولو فعل احد یلومونه
ویسحرون به فکان الوجه ترکه کیلا یُبتلیٰ المسلمون بالاستھزاء بامر
شرعی وھذا نظیر ما قال العلماء ینبغی للعالم ان لا یرسل العذبة علی
ظهره وان کان سنة اذا کان الجهال یسخرون منه ویشبهونه بالذنب
فیقعون فی شدید الذنب ھذا واحتج البزازی علیٰ استنانه بانہ
لو کان مکرمة لم تختن الخنثیٰ لاحتمال ان تکون امرأة ولکن لا کالسنة
فی حق الرجال اھ وتعقبه العلامة ش فقال ختن الخنثیٰ لاحتمال کونه
رجلا وختان الرجل لا یترک فلذا کان سنة احتیاطًا ولا یفید ذالک
سنتیه للمرأة تامل اھ وکتبت فی ما علقت علیه اقول کان ینبغی ھذا
لو لم یختن منها الا الذکر اذ لا معنی لختان الفرج قصدا الی الختان
لاحتمال الرجولیة فقد صرح فی السراج ان الخنثیٰ تختن من کلا الفرجین
ولاشک ان النظر الی العورة لا تباح لتحصیل مکرمة اھ لکن ھذا
ھو نص الحدیث فقد اخرج احمد عن والد ابی الملیح والطبرانی
فی الکبیر عن شداد بن اوس وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنهم بسند حسن حسنه الامام السیوطی ان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم
قال الختان سنة للرجال ومکرمة للنساء اقول ولا یندفع الاشکال
بما فعل الامام البزازی فانه ان فرض سنة فلیست کل سنة یباح
لها النظر الی العورة ومسھلا لو تری ان الاستنجاء بالماء سنة ولا یحل
له کشف العورة فان لم یجد سترا وجب علیه ترکه وانما ابیح
ذالک فی ختان الرجل لانه من شعائر الاسلام حتّٰی لو ترکه اھل بلدة
قاتلھم الامام کما فی فتح القدیر والتنویر وغیرھما ولیس ھذا منها
فان الشعار یظهر والخفاض مأمور فیه بالاخفاء فسقط الاحتجاج

ولا مخلص الا فی قصر غنا تھا علی الذکر خلافا لما فی السراج الا ان یحمل علی ما اذا اختنت قبل ان تراحق - واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۵ گھی گرم تھا، اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

گھی ناپاک ہو گیا، بے پاک کئے اسکا کھانا حرام ہے۔ پاک کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسی قدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آجائے اتار لیں **اقول** بلکہ جوش دینے کی پہلی ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائے گا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا قال فی الدر[1] لو تنجس الدھن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدھن الماء فیرفع بشیٔ ھکذا ثلاث

---

[1] ترجمہ۔ در میں فرمایا تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر پانی ڈال کر جوش دیں جب تیل اوپر آجائے کسی چیز سے اٹھا لیں تین بار ایسا ہی کریں انتہی اور یہ برخلاف امام محمد مذہب امام یوسف ہے اور یہی زیادہ آسان ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ شرح شیخ اسمٰعیل میں جامع الفتاویٰ سے ہے اور فتاویٰ خیریہ میں فرمایا جوش دینے کا ذکر بعض کتابوں میں ہے اور ظاہر یہ کاتب کی زیادت ہے کہ ہم نے نہ دیکھا کہ کسی نے تیل پاک کرنے کیلئے جوش دینا شرط کیا ہو حالانکہ بکثرت کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور ہم نے خوب تلاش کیا مگر یہ کہ بطور مجاز جوش دینے سے جنبش دینا مراد ہو کہ مجمع الدرایۃ و شرح قدوری میں تصریح فرمائی کہ تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر اس کے برابر پانی ڈال کر جنبش دیں لہٰذا اس مقام پر غور چاہیئے انتہی یا جوش دینے کا حکم خاص اس صورت میں رکھا جائے کہ تیل ناپاک ہونے کے بعد جم گیا ہو پھر میں نے دیکھا کہ صاحب درمختار نے خزائن میں اس کی تصریح کی کہ فرمایا بستہ تیل میں پانی ڈالیں اور جمے ہوئے کو پانی ڈال کر جوش دیں، یہاں تک تیل اوپر آجائے۔ آخر عبارت تک۔۱۲

مرات اھ وھذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد وھو ارسع وعلیہ الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمٰعیل عن جامع الفتاوی وقال فی الفتاوی الخیریۃ لفظہ فیغلی ذکرت فی بعض الکتب والظاھر انھا من زیادۃ الناسخ فانالم نر من شرط التطھیر الدھن الغلیان مع کثرۃ النقل فی المسألۃ والتتبع لھا الا ان یراد بہ التحریک مجازا فقد صرح فی مجمع الروایہ وشرح القدوری انہ یصب علیہ مثلہ ماء ویحرک فتامل اھ او یحمل علی ما اذا جمد الدھن بعد تنجسہ ثم رأیت الشارح صرح بذالک فی الخزائن فقال والدھن السائل یلقی فیہ الماء والجامد یغلی بہ حتی یعلوا لخ

دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر چھنے کی طرف مائل ہو گیا ہو آگ پر پچھلا لیں اور ویسا ہی پچھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں۔ یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے، سب گھی پاک ہو جائے گا۔ جامع الرموز میں ہے المائع کالماء والدبس وغیرھما طھارتہ باجرائہ مع جنسہ مختلطا بہ سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں۔ اس کے بعد یہ ناپاک گھی اسی پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنالے سے برتن میں گریں۔ اس طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے ایک دھار ہو کر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہو گیا۔ خزانہ میں ہے اناان ماء احدھما طاھر والاٰخر نجس فصبا من مکان عال فاختلطا فی الھواء ثم نزل طھر کلہ پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع ہو جائے گا۔ تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے، نہ پرنالے میں بہاتے وقت

---

[۱] ترجمہ۔ بہتی چیز جیسے پانی اور انگور کا شیرہ وغیرہ ان کی پاکی سے بولتا یوں کہ ان کی جنس کے ساتھ ملا کر بہادیں ۱۲

[۲] دو برتن میں ایک کا پانی پاک ایک کا نجس وہ کسی بلند جگہ سے یوں اونڈھلتے کہ دونوں پانی ہوا میں مل کر ایک ہو کر نیچے اترے سب پاک ہو گیا۔

اس کی کوئی چھینٹ اڑکر پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچے گا، سب ناپاک ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶ مقتدی امام کے تابع ہے کہ امام مقتدی کے تابع، حنفی امام کو شافعی مقتدی کے واسطے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے ٹھہرنا چاہیئے یا نہیں۔ زید کہتا ہے ٹھہرنا چاہیئے۔

الجواب

حنفی امام کو ہرگز جائز نہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے مقتدی شافعی کے خیال سے اتنی دیر ساکت رہے کہ وہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا اور نماز خراب و ناقص ہو گی اسے پوری کر کے دوبارہ پھر پڑھنا واجب ہوگا کہ ضم سورت یعنی الحمد شریف کے بعد بلا فاصلہ سورت ملانا واجب ہے۔ اس واجب کے قصداً ترک سے گنہگار ہوگا اور نماز کی اصلاح سجدہ سہو سے بھی نہ ہو سکے گی کہ یہ بھول کر نہیں قصداً ہے۔ لہٰذا نماز پھیرنی واجب ہو گی۔ ردالمحتار میں ہے لو قرأها ای الفاتحۃ فی رکعۃ من الاولیین مرتین وجب سجود السہو لتاخیر الواجب وهو السورۃ کما فی الذخیرۃ وغیرها وکذا لو قرأ اکثرها ثم اعادها کما فی الظہیریۃ اسی میں ہے لتاخیر الواجب وهو السورۃ عن محله لفصله بین الفاتحه والسورۃ باجنبی۔ علاوہ بریں اس میں حکم شرع کی تغییر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما جعل الامام لیؤتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے نہ یہ کہ امام کو مقتدی کے فعل کا پابند کیا جائے فان فیہ قلب الموضوع زید کہ کہتا ہے کہ امام کو ٹھہرنا چاہیئے یا تو جاہل محض ہے اور کسی شافعی المذہب یا غیر مقلد سے سنی سنائی کہتا ہے یا خود غیر مقلد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ترجمہ۔ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ دوبار پڑھی سجدہ سہو واجب ہوگا کہ واجب یعنی سورت کی تاخیر ہوئی۔ اسی طرح ذخیرہ وغیرہا میں ہے یونہی اگر اس کا زیادہ حصہ پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھا جیسا کہ فتاویٰ ظہیریہ میں ہے [2] اس لیے کہ اس میں واجب کہ سورت تھی اپنے محل سے پیچھے ہٹ گئی کہ فاتحہ و سورۃ میں ایک بیگانہ چیز کا فاصلہ ہوگیا [3] اس لئے کہ اس میں قرارداد شریعت کا پلٹ دینا ہے۔

سوال ۷

ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔

الجواب

جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بے شک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں۔ جواب سوال سوم میں اس کی حدیث گزری بلکہ یہ اور بھی اولی کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸

مسلمان کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے بلند مکان پر جائز ہے۔

الجواب

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور سنت نصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من الجفا ان یبول الرجل قائما بے ادبی و بد تہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے رواہ البزار بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] اس کی پوری تحقیق معہ ازالہ اوہام ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۹

بعد فراغت جائے ضرور کے کاغذ سے استنجا پاک کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے ریل گاڑی میں درست ہے۔

الجواب

کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ و ممنوع و سنت نصاریٰ ہے۔ کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجہ اولیٰ۔ درمختار میں ہے کرہ تحریما بشئ محترم[2] ردمختار

---

[1] ترجمہ اسے بزاز نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ [2] ترجمہ۔ کسی احترام والی چیز سے استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

میں ہے یدخل فیہ الورق قال فی السراج فیل انہ ورق الکتابۃ وقیل ورق الشجر وایھما کان فانہ مکروہ اھ واقرہ فی البحر وغیرہ والعلۃ فی الورق الشجر کونہ علفا للدواب ونعومتہ فیکون علوثا غیر مزیل وکذا ورق الکتابۃ لصالۃ وتقومہ ولہ احترام ایضا لکونہ الۃ کتابۃ العلم ولذا علہ فی التاترخانیہ بان تعظیمہ من الادب الدین ونقلوا عندنا ان للحروف حرمۃ ولو مقطعۃ وذکر بعض القراء ان حروف الھجاء قرآن انزلت علی ھود علیہ الصلوۃ والسلام اور ریل کا عذر صرف زید ہی کو لاحق ہوتا ہے مسلمانوں کو کیوں نہیں ہوتا؟ کیا ڈھیلے یا پرانا کپڑا نہیں رکھ سکتے۔ ہاں سنت نصاریٰ کا اتباع منظور ہو تو یہ قلب کا مرض ہے دوا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۰ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آوے کیا حکم ہے۔ زید کہتا ہے ترکیس لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب

مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونہہ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجے کی حدیث میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود رواہ الامام الطحاوی عن انس بن مالک

لہ ترجمہ اس ممانعت میں ورق بھی آگیا۔ سراج میں ہے کسی نے کہا لکھنے کا ورق کسی نے کہا درخت کا ورق یعنی پتا اور دونوں مکروہ ہیں انتہی اور اسے بحر وغیرہ میں مقرر رکھا اور پتے میں علت یہ ہے کہ وہ جانوروں کا چارہ ہے نیز چکنا ہے تو نجاست دور نہ کرے گا بلکہ اور پھیلائے گا یہی حال کاغذ کا ہے کہ وہ بھی چکنا ہے اور قیمتی بھی اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے کہ وہ علم لکھنے کا آلہ ہے اسی لئے تاتارخانیہ میں اس کی وجہ یہ فرمائی کہ کاغذ کی تعظیم دین کے ادب میں سے ہے اور ہمارے مذہب میں منقول ہوا ہے کہ حرفوں کی تعظیم ہے اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں اور بعض قاریوں کا بیان ہے کہ حروف تہجی ایک قرآن ہے کہ حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام پر اترا۔

لفظ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزوا الشوارب واعفوا اللحی وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یا ہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱ ولد الزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہرے گا یا نہیں۔

الجواب

ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا فان الولد یتبع خیر الابوین دینا ہاں اگر وہ سمجھوال ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا فان ردۃ الصبی العاقل صحیحۃ عندنا کما فی التنویر وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۲ مردوں کے درمیان ایک عورت کا انتقال ہوا اور عورتوں کے درمیان ایک مرد کا انتقال ہوا۔ اس صورت میں غسل میت کو کون دے گا

الجواب

میت اگر عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے اگرچہ دوسرے کے بتلانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلوائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے یا اگر میت کنیز تھی شوہر یا کوئی اجنبی ویسے ہی تیمم کرا دے اور کنیز نہ تھی اور کوئی محرم نہیں تو شوہر اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھا کر بے آنکھیں بند کئے تیمم کرائے اور شوہر بھی نہ ہو تو اجنبی مگر آنکھیں بھی بند کرے اور اگر میت مرد یا ہوشیار لڑکا ہے اور وہاں کوئی مرد نہیں تو اگر میت کی زوجہ ہے کہ ہنوز حکم زوجیت میں باقی اور اسے

ـلہ نابالغ بچہ کے ماں باپ میں جس کا دین دوسرے کے دین کی نسبت سے اچھا سمجھا جائے۔ بچہ اسی کے دین پر مانا جائے گا ـلہ اس لیے کہ سمجھوال بچہ اگر بعد اسلام کفر کرے گا۔ ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا جیسا کہ تنویر الابصار وغیرہ میں ہے۔

مس کر سکتی ہو وہ نہلائے وہ نہ ہو تو سات آٹھ برس کی لڑکی اگر نہلا سکے اگرچہ سکھانے سے یا کوئی کافر ملے اور بتانے کے مطابق غسل دے سکے تو ان سے نہلوایا جائے ورنہ جو عورت میت کی محرم یا کسی کی شرعی کنیز ہو وہ اپنے ہاتھوں سے یونہی تیمم کرائے اور آزاد نا محرم ہے تو کپڑا لپیٹ کر مگر رو دست میت پر نگاہ سے یہاں ممانعت نہیں ھکذا فی الفتاوی الرضویہ والدلائل فیہا واللہ تعالیٰ اعلم[1]

سوال ۱۳

اگر ایک مرد نے ظاہر عورت کو بغیر نکاح کے گھر میں رکھا ہے آیا اس شخص کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر بالفرض اس پر زنا ثابت بھی ہو جب بھی زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح کے لئے دین سماوی شرط ہے اور اعمال شرط نہیں اور اتنی بات پر کہ گھر میں رکھا ہے اور ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا نسبت زنا کر بھی نہیں سکتے۔ بہ نص قطعی قرآن مجید حرام شدید ہے بلکہ اگر گھر میں بیبیوں کی طرح رکھتا ہو تو بیبیوں کا سا برتاؤ ہو تو ان کو زوج و زوجہ ہی سمجھا جائے گا اور ان کی زوجیت پر گواہی دینی حلال ہوگی اگرچہ ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا کما فی الھدایہ والدر المختار والھندیہ وغیرھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[2]

سوال ۱۴

قربانی کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد اور نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

دیہات میں نماز عید جائز نہیں قربانی اگر گاؤں میں ہو طلوع صبح کے بعد ہو سکتی ہے اگرچہ شہری نے اپنی قربانی وہاں بھیج دی ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کر لی قربانی نہ ہوئی اگرچہ قربانی دیہاتی کی ہو کہ اس نے

---

[1] اسی طرح فتاویٰ رضویہ میں ہے اور دلائل اسی میں مذکور ہیں [2] جیسا کہ ہدایہ و در مختار و عالمگیری وغیرہ کتابوں میں ہے ۱۲

شہر میں کی۔ در مختار میں ہے[1] اول وقتہا بعد الصلوٰۃ ان ذبح فی مصر ای بعد اسبق صلاۃ عید ولو قبل الخطبۃ لکن بعدہا احب و بعد طلوع فجر یوم النحر ان ذبح فی غیرہ والمعتبر مکان الاضحیۃ لا مکان من علیہ فحیلۃ مصری اراد التعجیل ان یخرجہا لخارج المصر فیضحی بہا اذا طلع الفجر مجتبی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۵ قربانی کے تین حصے کرنا ایک حصہ خود کا دوسرا خویش و اقارب کا تیسرا مسکینوں کا آیا اگر مساکین لوگ اہل اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس حصہ کا کیا حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے قربانی کی اور تین حصے نہیں کئے اور خود ہی گھر میں کھالئے آیا یہ قربانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب

تین حصے کرنا صرف استحبابی امر ہے کچھ ضروری نہیں۔ چاہے سب اپنے صرف میں کرلے یا سب عزیزوں قریبوں کو دیدے یا سب مساکین کو بانٹ دے یہاں اگر مسلمان مسکین نہ ملے تو کسی کافر کو اصلا نہ دے کہ یہ کفار ذمی نہیں تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ کوئی صدقہ اصلا کچھ ثواب نہیں رکھتا۔ در مختار میں ہے[2] اما الحربی ولو مستامنا فجمیع الصدقات لا تجوز لہ اتفاقا بحر عن الغایۃ وغیرہا بحر الرائق میں معراج الدرایہ شرح ہدایہ سے ہے صلتہ لا تکون برا شرعا ولذا لم یجز التطوع الیہ فلم یقع قربۃ واللہ تعالیٰ اعلم (مسائل ہادی نگر)

---

[1] ترجمہ۔ قربانی اگر شہر میں کی جائے تو شہر میں سب سے پہلی نماز عید ہو چکنے کے بعد اس کا وقت ہے اگرچہ خطبہ سے پہلے ہو ہاں خطبہ کے بعد بھی ہونا زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر شہر کے سوا گاؤں وغیرہ میں کریں تو دسویں تاریخ کی پو پھٹتے ہی اس کا وقت ہو جاتا ہے اور اس میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ قربانی ہو قربانی والے کی جگہ کا لحاظ نہیں تو جو شہر میں ہے اور چاہے کہ نماز سے پہلے قربانی کر لوں اس کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی شہر سے باہر بھیج دے۔ وہاں صبح صادق ہوتے ہی قربانی کر دی جائے۔ یہ مجتبے میں ہے [2] ترجمہ جو کافر ذمی ذمی نہیں اگرچہ امان لے کر دار الاسلام میں آیا تو باتفاق ائمہ اسے کسی قسم کا صدقہ و خیرات دینا جائز نہیں۔ اسے بحر الرائق میں غایہ شرح ہدایہ وغیرہ سے نقل فرمایا [3] ترجمہ۔ غیر ذمی کافر کو کچھ دینا شرعاً نیکی نہیں ولہذا اسے نفل خیرات دینا جائز نہیں تو اس میں کچھ ثواب نہیں ۱۲

سوال ۱۶ مولانا صاحب آپ کی طرف سے جواب سوال یازدہم میں ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا اور مولانا مولوی محمد بشیر صاحب کی طرف سے جواب ملا ہے کہ اگر اس بچہ کی ماں کافر ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ہے۔ مولانا صاحب کا جواب[1] پیش نظر ہے۔

الجواب

کرم فرمایا۔ مولوی محمد بشیر صاحب نے یہ جس سوال کا جواب دیا ہے وہ میرے ان مسائل میں سوال یازدہم نہیں بلکہ سوال ہفتم ہے۔ سوال یازدہم یہ تھا ولد الزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہرے گا یا نہیں۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا ہاں اگر سمجھ وال ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا۔ اس سوال کا یہی جواب ہے اور وہ سوال جس کا جواب مولانا موصوف نے دیا وہ سوال ہفتم یہ تھا ولد الزنا کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا تھا جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بے شک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں۔ اس سوال کا یہی جواب ہے جو فقیر نے گزارش کیا اور جب وہ مسلمان ہے۔ یہ شرط اس خیال سے لگائی کہ اگر ناسمجھ ہے اور ماں کافرہ اور سمجھ وال ہو کر خود اس نے کفر کیا تو نہ اس کے جنازے کی نماز ہو سکتی ہے نہ مسلمانوں کے مقابر میں دفن ہو سکتا ہے کہ اب وہ مسلمان نہیں۔ فتاویٰ مولوی عبد الحی سے جو مطلق حکم نقل فرمایا گیا کہ بالغ ہونے سے پہلے ماں کے تابع ہے۔ ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی

---

[1] وہ جواب یہ ہے سوال ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان جواب ولد الزنا نابالغ ہونے کے بعد ایمان لایا تو تجہیز مسلمانوں کی طرح ہوگی اور اگر کافر رہا تو کافر کی طرح دفن کیا جائے گا اور بالغ ہونے سے پہلے ماں کے تابع ہے اس کا نسب ماں سے ہے زانی باپ سے نہیں سو ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر۔ ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان۔ واللہ اعلم۔ فتاویٰ مولانا عبد الحی فقط

کافر، ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان۔ یہ حکم اگر فتاویٰ مذکورہ میں یونہی مطلق ہے تو محض غلط ہے۔ یہ حکم صرف اس وقت تک کہ بچہ ناسمجھ رہے سمجھوال ہونے کے بعد اگر وہ نابالغی ہی میں اسلام لائے گا بے شک مسلمان ہے اگرچہ ماں باپ حلالی بچے کے دونوں کافر ہوں اور اس عمر میں نابالغ کفر کرے گا بے شک کافر ہے اگرچہ ماں باپ دونوں مسلمان ہوں واللہ اعلم

سوال ۱۷ جواب سوال سیزدہم میں زانی کے ہاتھ کا ذبیح جائز ہے زید کہتا ہے کیسے جائز ہو زانی پر غسل چالیس روز تک نہیں اترتا ہے۔ کیا زید کا قول سچا ہے اور زانی کا غسل اترتا ہے یا نہیں۔

الجواب

زید نے محض غلط کہا زانی کے ظاہر بدن کی طہارت اول ہی بار نہانے سے فوراً ہو جائے گی ہاں قلب کی طہارت توبہ سے ہوگی اس میں چالیس دن کی حد باندھنی غلط ہے چالیس برس توبہ نہ کرے تو چالیس برس طہارت باطن نہ ہو گی اور غسل نہ اترنے کو ذبیحہ ناجائز ہونے سے کیا علاقہ۔ طہارت شرط ذبح نہیں جنب کے ہاتھ کا ذبیح بھی درست ہے بلکہ وہ جن کا غسل فی الواقع کبھی نہیں اترتا یعنی کافر ان کتابی ان کے ہاتھ کا ذبیح سب کتابوں بلکہ خود قرآن عظیم میں حلال فرمایا ہے طعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم کتابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے۔ اور کفار کا کبھی غسل نہ اترنا اس لئے کہ غسل کا ایک فرض دہن کے پرزے پرزے کا حلق تک دھل جانا ہے۔ دوسرا فرض ناک کے دونوں نتھنوں میں پورے نرم بانسے تک پانی چڑھنا اول اگرچہ ان سے ہو جاتا ہو جبکہ بے تمیزی سے منہ بھر کر پانی پئیں مگر دوم کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نادرست اور نمازیں باطل ہیں نہ کہ کفار۔ امام ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں فی المحیط[۱] نص محمد فی السیر الکبیر فقال و ینبغی للکافر اذا اسلم ان یغتسل غسل الجنابۃ لان المشرکین لا یغتسلون

---

[۱] ترجمہ: محیط میں ہے کہ امام محمد نے سیر کبیر میں نص فرمایا کہ جو کافر مسلمان ہو اسے غسل جنابت چاہیئے

من الجنابة ولا يدرون كيفية الغسل اھ وفی الذخیرۃ من المشرکین من لا یدری الاغتسال من الجنابۃ ومنھم من یدری کفر شی فانھم توارثوا ذالك من اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام الا انھم لا یدرون کیفیۃ لا یتمضمضون ولا یستنشقون وھما فرضان الا تری ان فرضیۃ المضمضۃ والاستنشاق خفیت علی کثیر من العلماء فکیف علی الکفار فحال الکفار علی ما اشار الیہ فی الکتاب اما ان لا یغتسلوا من الجنابۃ او یغتسلون ولا لا یدرون کیفیتہ وای ذالك کان یومرون بالاغتسال بعد الاسلام لبقاء الجنابۃ وبہ تبین ان ما ذکر بعض مشائخنا ان الغسل بعد الاسلام مستحب فذالك فیمن لم یکن اخبب اھ مختصرا ہاں یہ اور بات ہے کہ بحالِ جنابت بلا ضرورت ذبح نہ چاہئے کہ ذبح عبادت الٰہی ہے جس سے خاص اس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اس میں تسمیہ و تکبیر و ذکر الٰہی ہے تو بعد طہارت اولیٰ ہے اگرچہ ممانعت اب بھی نہیں۔ در مختار میں ہے لا یکرہ النظر الی القران لجنب کما لا تکرہ ادعیۃ ای تحریما والا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بقیہ) کافر جنابت سے نہیں نہاتے اور نہانے کا طریقہ نہیں جانتے انتہی ذخیرہ میں ہے بعض کافر تو سرے سے یہی نہیں جانتے کہ جنابت کے بعد نہانے کا حکم ہے اور بعض اتنا تو جانتے جیسے کفار قریش کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسلاً بعد نسل ان کے یہاں غسل جنابت چلا آیا مگر وہ نہانے کی کیفیت نہیں جانتے نہ کلی کریں نہ ناک میں پانی ڈالیں حالانکہ یہ دونوں فرض ہیں کیا نہیں دیکھتے کہ ان کا فرض ہونا بہتر اہل علم پر مخفی رہا پھر کافروں کی کیا حقیقت تو سب کفار کا حال وہی ہے جس کی طرف امام محمد نے اشارہ فرمایا کہ یا تو جنابت کا غسل ہی نہ کریں گے یا کریں تو کرنہ جانیں گے۔ بہرحال بعد اسلام انہیں نہلانے کا حکم دیا جائیگا کہ جنابت باقی ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو بعض مشائخ نے بعد اسلام نہانے کو مستحب لکھا ہے وہ صرف اس کافر کے لئے ہے جو اب تک کبھی جنب نہ ہوا۔ انتہی مثلاً بلوغ سے پہلے اسلام لے آیا ۲؎ ترجمہ قرآن مجید پر نگاہ کرنا جنب کو مکروہ نہیں جیسے دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں یعنی مکروہ تحریمی و ناجائز نہیں ورنہ وضو تو ہر ذکر کیلئے مستحب ہے اور اس کا ترک خلاف اولیٰ

سوال ۱۸ زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں راقم عبد المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا جل جلالہٗ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبد المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کہ بندہ۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحوا الایامٰی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہٖ و لا فرسہٖ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی صحاح میں ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ بر سرِ منبر فرمایا کُنتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ تعالی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وکنت عبدہٗ وخادمہٗ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمت گار تھا۔ یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النظرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرُنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا عرض کی ہے

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو   کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا انہ ھو الغفور الرحیم اے محبوب تم اپنی امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک

وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

بندۂ خود خواند احمد در رشاد　　جملہ عالم را بخواں قُل یٰعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے۔ حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کو گئے کہ تمام جہان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پاکر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ مسمّٰی بہ "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" میں اور اس مسئلہ عبد المصطفےٰ کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ "بذل الصفا لعبد المصطفےٰ" میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملکِ خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبد المصطفےٰ ہے امام اولیا و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔ آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا۔ حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو نہ جھکا عبد المصطفےٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی و ملعون سرمدی ہوا آدمی کو اختیار ہے چاہے عبد المصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے والعیاذ باللہ رب العلمین واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

سوال ۱۹

زید کہتا ہے کہ مولانا مولوی صاحب احمد رضا خاں تمہید ایمان میں ہر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تو کیا مولوی صاحب کا خدا جل جلالہ نہیں ہے۔

جاہل اپنی جہالت یا حق کی عداوت سے اعتراض کے لئے منہ کھول دیتا ہے اور نہیں جانتا یا پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا اعتراض کہاں کہاں پہنچا۔ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خود حضور سید العالمین و قرآن عظیم سب پر اعتراض ہوا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی المصطفیٰ وعلیہم وبارک وسلم یہاں سیکڑوں آیات و احادیث ہیں۔ بطور نمونہ چند ذکر کریں **آیت ۱** فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب سے اپنی قوم کی شکایت میں عرض کرتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہارا رب بہت بخشنے والا ہے تم اس سے معافی چاہو۔ معاذ اللہ وہ نوح علیہ السلام کا رب نہیں **آیت ۲** ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ سیدنا ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار عاد سے فرمایا اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ کیا معاذ اللہ وہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب نہیں **آیت ۳** قال ربکم ورب اٰبائکم الاولین سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو بتایا کہ اللہ وہ ہے جو تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا۔ کیا معاذ اللہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب نہیں **آیت ۴** انہیں نے قوم سے فرمایا اعجلتم امر ربکم تمہارے رب کا حکم آنے والا تھا تم نے اس کا انتظار نہ کیا **آیت ۵** واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم اور یاد کرو اے محبوب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم نے بچھڑا اختیار کرکے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے خالق کی طرف توبہ کرو اپنی جانیں نثار کرو یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بھلا ہے۔ کیا معاذ اللہ وہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خالق نہیں **آیت ۶** انی اٰمنت بربکم فاسمعون حبیب نجار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے کفار سے کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا میری بات سنو۔ کیا ان کا رب نہ تھا اور اس کہنے پر داخل جنت کئے گئے قیل ادخل الجنۃ **آیت ۷** قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون نجات پانے والے خاموش رہنے والوں سے بولے کہ ہم جو نافرمانوں کو گناہ سے منع کرتے ہیں اس لئے کہ تمہارے رب کے حضور ہمارے لئے عذر ہو، اور یوں

کہ شاید یہ لوگ ڈریں۔ کیا ان کا رب نہ تھا اور نجات انہیں نے پائی جنھوں نے تمہارا رب کہا تھا کہ انجینا الذین ینھون عن السوء الآیہ ہم نے ان کو نجات دی جو بدی سے منع کرتے تھے **آیت ۸** انی قد جئتکم بایۃ من ربکم سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا میں تمہارے رب کے پاس سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ کیا معاذ اللہ ان کا رب نہیں **آیت ۹** حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر جب آسمانوں پر وحی اترتی اور ملائکہ پر غشی چھاتی ہے جب اس سے افاقہ ہوتا ہے جبریل امین وغیرہ سے پوچھتے ہیں، تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند بڑائی والا۔ کیا وہ ان فرشتوں کا رب نہیں **آیت ۱۰** ونادی اصحب الجنۃ اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم بہشتیوں نے دوزخیوں کو پکار کر کہا کہ ہم نے تو پالیا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا۔ کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا بولے ہاں۔ یہاں غالبًا معترض کو یہ سوجھے گی کہ بہشتیوں نے دو رب مانے ایک رب اپنا جس کا وعدہ انہوں نے سچ پایا، دوسرا رب دوزخیوں کا جس کا وعدے کا حال ان سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رب کا وعدہ تو سچا ہوا تم اپنے رب کے وعدے کی خبر کہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **حدیث ۱** صحاح ستہ میں جریر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رویتہ بے شک تمہارے رب کا تمہیں دیدار ہوگا جیسے اس چاند کو سب بے مزاحمت دیکھ رہے ہیں **حدیث ۲** صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال ربکم انا اھل ان اتقٰی فلا یجعل معی الٰہ فمن اتقی ان یجعل معی الٰھا فانا اھل ان اغفر لہ تمہارا رب فرماتا ہے، میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈریں کسی کو میرا شریک نہ کریں پھر جو اس سے بچا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت کروں **حدیث ۳** ابوداؤد و نسائی بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقولوا للمنافق

سید نانہ ان یکن سید افقد اسخطتم ربکم عزوجل منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بے شک تمہارے رب کا تم پر غضب ہوا حدیث ۴ ابوداؤد و ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ان ربک تعالیٰ لیعجب من عبدہ اذا قال رب اغفر لی ذنوبی بے شک تمہارا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے الٰہی میرے گناہ بخش دے حدیث ۵ بیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بارہویں ذی الحجہ کو خطبہ فرمایا اس میں ارشاد کیا یایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک حدیث ۶ امام احمد و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال ربکم لو ان عبادی اطاعونی لاسقیتھم المطر باللیل ولاطلعت علیھم الشمس بالنھار ولما اسمعتھم صوت الرعد یعنی تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے تو میں رات کو انہیں مینھ دیتا اور دن کو کھول دیتا اور انہیں بادل کی گرج نہ سناتا حدیث ۷ صحیح ابن خزیمہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے سلخ شعبان کو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں رمضان مبارک کے فضائل در غائب ارشاد کئے از انجملہ فرمایا واستکثروا فیہ من اربع خصال خصلتین ترضون بھما ربکم وخصلتین لاغنی بکم عنھما فاما الخصلتان اللتان ترضون بھما ربکم فشھادۃ ان لا الہ الا اللہ وتستغفرونہ اما الخصلتان اللتان لاغنی بکم عنھما فتسالون اللہ الجنۃ وتعوذون بہ من النار اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو۔ دو باتیں وہ جن سے تمہارا رب راضی ہو اور دو کی تمہیں ہر وقت ضرورت وہ دو جن سے تمہارا رب راضی ہو کلمہ شہادت و استغفار ہیں اور دو جن کی تمہیں ہمیشہ ضرورت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو حدیث ۸ طبرانی کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لربکم فی ایام دھرکم

نفحات فتعرضوا لہا لعل ان یصیبکم نفحۃ منہا فلا تشقون بعدھا ابدا بے شک تمہارے رب کے لئے تمہارے دنوں میں کچھ خاص تجلیاں ہیں ان کی جستجو کرو شاید تم پر ان میں سے کوئی تجلی ہو جائے تو کبھی بدبختی نہ آنے پائے **حدیث ۹** امام احمد عمرو بن عیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھے از ان جملہ یہ کہ سب سے بہتر ہجرت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان تھجر ما کرہ ربک یہ کہ جو بات تمہارے رب کو ناپسند ہے اس سے کنارہ کرو **حدیث ۱۰** صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن سرداران کفار قریش چوبیس کی لاشیں ایک ناپاک گندے کنویں میں پھنکوا دیں اور یہ عادت کریمہ تھی کہ جو مقام فتح فرماتے وہاں تین شب قیام فرماتے جب بدر میں تیسرا دن ہوا ناقہ شریف پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا اور خود مع اصحاب کرام اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور ان کافروں کو نام بنام پکار کر فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں ایسرکم انکم اطعتم اللّٰہ ورسولہ فانا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا کیوں کیا اب تمہیں خوش آتا ہے کہ کاش اللہ و رسول کا حکم مانا ہوتا ہم نے تو پایا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا کیا تمہیں بھی ملا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ دیا تھا۔ یہ دسویں حدیث دسویں آیت کے مثل ہے رہا یہ کہ کس جگہ ہمارا رب کہنا زیادہ مناسب ہوتا ہے اور کس جگہ تمہارا رب کہنا یہ فن بلاغت و معرفت مقتضائے حال سے متعلق ہے جاہل معترضین کے سامنے اسکا ذکر فضول۔ تھوڑا تمیز والا اپنے باہمی محاوروں میں اتنا دیکھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بیٹے نافرمان ہوں اور فرمانبردار بیٹا ہدایت کرے تو یونہی کہے گا کہ بھائیو! یہ تمہارے باپ ہیں۔ دیکھو تمہارے باپ کیا فرماتے ہیں۔ اس وقت یہ کہنے کا موقع نہیں کہ دیکھو یہ تمہارے باپ ہیں اس کی نظیر وہی ہے جو ابھی حدیث پنجم میں گزری کہ اے لوگو! تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت انہیں اپنا باپ نہ فرمایا حالانکہ عالم صورت میں بیشک وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ ہیں اگرچہ عالم معنی میں حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم آدم و عالم سب کے باپ ہیں ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورۃ و ابای معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہ و علی الانبیاء و کرم واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۰ مولود شریف شرف الانام کے آخر میں جناب سید حاجی محمد شاہ میاں ابن سید ابا میاں ساکن جام نگر ملک کاٹھیاواڑ لکھتے ہیں کہ اس ملک میں اکثر لوگ مسائل ضروری سے بالکل ناواقف ہیں اور جو اردو خوان ہیں وہ بھی فقہ کی کتابوں سے دور بھاگتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فرائض کا جاننا فرض ہے اور جو شخص ضروری مسائل سے آگاہ نہیں اس کی امامت اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں مولانا صاحب! اگر اس مسئلہ کی یہی صورت ہے تو اکثر لوگ نماز کے فرائض سے ناواقف ہیں اور ذبح کرتے ہیں تو یہ کھانا تو حرام ہوا۔

الجواب

ہر کام کے لئے اتنے مسائل کا جاننا ضروری ہوتا ہے جس قدر اس کام کے صحت و فساد و حلت و حرمت سے متعلق ہیں۔ ذبح کے لئے نماز کے فرائض جاننا کچھ ضروری نہیں جیسے نماز کے لئے ذبح کے شرائط جاننے کی حاجت نہیں پھر ان کا نہ جاننا کبھی مطلقاً اس کام کے بطلان کا موجب ہوتا ہے جب کہ جاننا شرط ہو جیسے کوئی شخص نماز پڑھے اور یہ اسے معلوم نہ ہو کہ نماز فرض ہے یا ظہر کی نماز پڑھی اور یہ معلوم نہیں کہ وقت ہو گیا ہے شک کی حالت میں نماز پڑھی نماز نہ ہوگی اگرچہ واقع میں وقت ہو گیا ہو۔ اور کبھی ان کا نہ جاننا اس وقت موجب فساد و حرمت ہوتا ہے جب کہ نہ جاننے کے باعث عمل میں نہ آئیں اور اگر عمل میں آجائیں اگرچہ بے جانے تو کام ٹھیک ہو گیا جیسے غسل میں ناک کا پورا نرم بانسہ اندر سے دھل جانا فرض ہے اگر پانی وہاں تک نہ پہنچا غسل نہ ہوگا، نماز باطل ہوگی، عمر بھر ناپاک رہے گا اگر اتفاقاً پانی وہاں تک بلا قصد چڑھ گیا کہ اس سب جگہ کو دھو گیا غسل ہو گیا اگرچہ اسے اس فرض کی خبر نہ تھی۔ ذبح میں جو شرطیں ہیں مثلاً تسمیہ جسے تکبیر کہتے ہیں اور چار رگوں میں سے تین کٹ جانا ان میں اختلاف ہے بعض

ان کو قسم اول سے کہتے ہیں یعنی ان کا جاننا ضروری ہے ان کے طور پر شرف الانام کی وہ تحریر صحیح ہے اور راجح یہ ہے کہ ان کا واقع ہو جانا ضرور ہے اگرچہ اسے ان کی شرطیت کا علم نہ ہو اس طور پر وہ قول صحیح نہیں ذبیحہ اس وقت تک نادرست ہوگا کہ قصداً تکبیر نہ کہے یا تین سے کم رگیں کٹیں اور اگر تکبیر کہی اور رگیں کٹ گئیں ذبیحہ حلال ہو گیا اگرچہ یہ شخص ذبیحہ کے ضروری مسائل سے آگاہ نہ ہو۔ درمختار میں ہے شرط کون الذابح یعقل التسمیة والذبح[1] ردالمختار میں ہے زاد فی الھدایة ویضبط واختلف فی معناہ ففی العنایة قیل یعنی یعقل لفظ التسمیة وقیل یعقل ان حل الذبیحہ بالتسمیة و یعلم شرائط الذبح من فری الاوداج والحلقوم اھ ونقل ابوالسعود عن مناھی الشرنبلالیة ان الاوّل الذی ینبغی العمل بہ لان التسمیة شرط فیشترط حصولہ لا تحصیلہ اھ وھکذا ظھر لی قبل ان اراہ مسطورا ویؤیدہ مافی الحقائق والبزازیة لوترک التسمیة ذاکرالھا غیر عالم بشرطیتھا فھو فی معنی الناسی اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ۲۱ تا ۲۴ اسلام کی چوتھی بنا زکوٰۃ دینا سوائے قرض کے ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل وبالغ کے پاس ہو یا اتنی ملکیت سوائے گھر رہنے کے اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کے ہو اس پر ہر برس سو روپے پر اڑھائی زکوٰۃ ہوتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ اگر زیور عورت کو ایک سے لے کر دس ہزار کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہ

---

[1] ترجمہ: شرط ہے کہ ذبح کرنے والا تکبیر اور ذبح کو جانتا ہو۔[2] ترجمہ: اس کے ساتھ ہدایہ میں ضبط کا لفظ بڑھایا یعنی یہ خوب سمجھ کر دلنشین کر لیا ہو اس میں علماء کو اختلاف ہوا۔ عنایہ میں ہے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ لفظ تکبیر معلوم ہو بعض نے کہا یہ بھی جاننا شرط ہے کہ ذبیحہ بے تکبیر حلال نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا کہ ذبح میں ان ان رگوں کا کٹنا شرط ہے انتہی علامہ ابوالسعود نے علامہ شرنبلالی سے نقل کیا ہے کہ پہلے ہی قول پر عمل کرنا چاہئے اس لئے کہ تکبیر ایک شرط ہے اور شرائط کا ہو جانا کفایت کرتا ہے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد انہیں جان کر حاصل کیا جائے انتہی اس لکھا ہوا دیکھنے سے پہلے خود مجھے بھی یہی ظاہر ہوا تھا اور اس کا موید ہے کتاب حقائق اور فتاوی بزازیہ کا یہ مسئلہ کہ اگر یہ نہ جانتا تھا کہ تکبیر کہنا شرط ہے اس لئے بے تکبیر ذبح کیا تو وہ ایسا ہے جیسے بھول کر تکبیر نہ کہی انتہی۔

ضروری زیور ہے ہاں جو زیور ڈبل ہو اس پر زکوٰۃ ہے اسی طرح لباس کا مولانا صاحب! یہ قول زید کا حق ہے یا برخلاف شرع کے ہے اور شرع میں حد کہاں تک ہے گھر اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کا اگر سوائے گھر کے اور مکان ہے تو اس پر زکوٰۃ کیا قیمت سے نکالیں گے یا اس کے کرایہ پر۔

الجواب

زید کہتا ہے زیور اصلا ضروری و حاجت اصلیہ نہیں اگر سونے یا چاندی کا ایک چھلا یا ایک تار بھی ہو ضرور زکوٰۃ[1] میں شامل کیا جائے گا جبکہ دین وغیرہ حاجات اصلیہ سے فارغ ہو۔ در مختار میں ہے اللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا او حلیا مطلقا مباح الاستعمال اولا ولو للتجمل لانهما خلقا اثمانا فیزکیهما کیف کانا ربع عشر زیور پر زکوٰۃ فرض ہونے میں بکثرت احادیث آئی ہیں اور یہ کہ جس زیور کی زکوٰۃ نہ دی جاتے اسی شکل کا زیور نار جہنم کا بنا کر پہنایا جائے گا۔ مکان و اسباب و سواری میں لوگوں کی حاجتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار گز کی کوٹھری کافی ہے کسی کو قلعہ درکار ہے وعلی ہذا القیاس۔ پھر ہے یہ کہ زکوٰۃ صرف تین مالوں پر ہے اول سونا چاندی اور نوٹ اور شلنگ اور اکنیاں اور پیسے بھی جب تک بازار میں چلیں اسی میں داخل ہے۔ دوم تجارت کے لئے جو مال خریدا اگرچہ مٹی ہو سوم چرائی پر چھوٹے ہوئے اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری دنبہ سب کے نر ہوں خواہ مادہ اور امام کے نزدیک گھوڑی بھی نیز گھوڑا اگر جوڑا ہو ان کے سوا کسی شے پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ لاکھوں روپے کے دیہات مکانات موتی جواہر ہوں۔ ہاں گاؤں مکانوں کے محصول یا کرائے کے روپوں اشرفیوں پیسوں نوٹوں کو شامل زکوٰۃ کیا جائے گا۔ سواری کے جانور پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سواری کا جانور موجود ہونا کچھ وجوب زکوٰۃ کی شرط نہیں۔ زکوٰۃ چوتھی بنا نہیں بلکہ تیسری ہے کہ روزوں سے مقدم اور نماز کے بعد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] یعنی چاندی پتر اون یا سکہ یا کوئی برتن وغیرہ بنا ہو خواہ زیور چاہے اس کا استعمال جائز ہو یا نہ ہو خواہ محض آرائش کیلئے ہو بلکہ ہر [illegible] فلانی ورچلہ السوانح حسنۃ لادھر [illegible] کو وہ بھیدا [illegible] تو لکھے [illegible] کی [illegible] ۔

سوال ۲۴ پانچویں بنا حج بیت اللہ کا عمر میں ایک بار کرنا فرض باقی مستحب ہے اگر آنے جانے کا خرچ ہو یا اس کے آنے تک اس کے بال بچوں کے لئے نفقہ بھی ہو اور راستہ امن کا ہو اور قزاقوں کا غلبہ نہ ہو مسئلہ دیوانے اور بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور قیدی پر حج فرض نہیں اور زاد راہ ہوتے جو شخص حج ادا نہ کرے ایسوں کے حق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَکَ زَادًا وَّ رَاحِلَۃً تُبَلِّغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیًّا وَنَصْرَانِیًّا یعنی روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کوئی مالک ہوا زادِ راہ اور خرچ اور سواری کا کہ پہنچا دے اس کو مکہ معظمہ تک باوجود اس کے حج نہ کیا پس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے، وہ نصرانی ہو کر یا یہودی ہو کر۔ زید کہتا ہے جب لبیک کا آواز نہیں ہوا تو کیسے حج کو آدمی چلا جا سکتا ہے خداوند کریم جل جلالہٗ نے زاد راہ کر دیا تو یہ لبیک کا آواز نہیں تو اوپر گزری حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا جھوٹی ہے زید کے نزدیک۔

الجواب

زید جاہلانہ حجتیں کرتا ہے لبیک نہ کہنا کس کا قصور ہے جس نے اللہ کے خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ کے حکم سے اللہ کے گھر کی طرف ندا فرماتے اپنے باپ کی پشت میں سنا اور منظور نہ کیا لبیک نہ کہا اسی نہ کہنے اور پیدا ہو کر اس پر قائم رہنے اور باوصف قدرت کبھی حج نہ کرنے کی یہ سزا ہے کہ معاذ اللہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ زید اگر حدیث کو جھٹلائے گا آیت کریمہ کو کیا کرے گا وہاں بھی حج کی فرضیت ارشاد فرما کر صاف فرما دیا۔

ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العلمین اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے مسئلہ یہ ہے کہ حج کو خدا کا فرض نہ جانے وہ حقیقتاً کافر ہے اور جو باوصف قدرت حج کو نہ جائے وہ کفران نعمت کرتا ہے پھر اگر قادر تھا اور حج کا قصد ہی نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو یہ حکم کو معاذ اللہ ہلکا جاننے کا پہلو ہے اور اس پر خاتمہ بد ہونے کی وعید ہے۔ پھر جسے چاہے وعید سے بچا لے کہ وعیدیں سب مقید مشیت ہیں ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء واللّٰہ اعلم

سوال ۲۵ تا ۳۰ میت کو کفن دیا جاتا ہے اور کفنی پر آب زم زم چھڑک کر اور خاک شفا سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا اور بعد نماز جنازہ قبر میں میت کو اتار کر سورہ اخلاص کی مٹی دینا اور بعد میت کے منہ کی طرف عہدنامہ عربی لکھ کر قبر میں دیوار میں رکھنا اور بعد قبر بند کر کے قبر کو گول حلقہ باندھ کر سورہ مزمل پڑھنا اور سورہ فاتحہ پڑھ کے لوگ دور جاویں اس کے بعد قبلہ رُو ہو کر اذان دینا اور گھر سے جنازہ لے کر روانہ ہوتے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں قصائد اردو یا عربی پڑھنا یہ فعل کار خیر ہے یا نہیں اور اس سے میت کو خداوند کریم جل جلالہ کی طرف سے رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کہتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

الجواب

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنے کی اجازت آئی ہے درمختار میں ہے کتب علی جبھۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہدنامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت یعنی میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہدنامہ لکھیں تو امید ہے کہ اللہ عزوجل اس میت کی مغفرت فرمائے۔ حلبی علی الدرین سے ہے المعنے ان یکتب شئی مما یدل انہ علی العہد الازلی الذی بینہ وبین ربہ یوم اخذ المیثاق من الایمان والتوحید والتبرک باسمائہ تعالیٰ ونحو ذالک یعنی وہی خاص دعا ہونا کچھ ضرور نہیں جو عہدنامہ کہلاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز لکھیں جو اس عہد پر قائم رہنے کی دلیل ہو، جو اللہ عزوجل نے اس سے روز الست لیا تھا کہ اسے ایک جاننا اور ایمان پر قائم رہنا اور یہ کہ یہ بندہ اسمائے الٰہی اور ان کے قریب اور معظم کلمات سے برکت لینے والوں سے ہے انتہی یعنی یہ خود بھی دلیل ایمان ہے اس مسئلہ کی کامل تفصیل وتحقیق جمیل ہمارے رسالے "الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن" میں ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ عہدنامہ یا شجرہ طیبہ قبر میں طاق بنا کر اس میں رکھیں کہ میت کے بدن سے اگر کچھ رطوبت نکلے تو اس سے محفوظ رہے شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے یہ طاق قبر کے سرہانے بتایا اور فقیر کے نزدیک دیوار قبلہ میں ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے روبرو پیش نظر رہے۔ شاہ صاحب موصوف کے رسالہ

فیض عام میں ہے **سوال** شجرہ در قبر نہادہ خواہد شد یا نہ و اگر نہادہ خواہد شد ترکیب آں عنایت شود **جواب** شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان ست لیکن ایں را دو طریق ست اول اینکہ بر سینہ مردہ درون کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع میکنند و میگویند کہ از بدن مردہ خون و ریم سیلان میکند و موجب سوئے ادب باسمائے بزرگان میشود و طریق دوم ایں ست کہ جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگزارند و دراں کاغذ شجرہ را نہند سورہ اخلاص کی مٹی دینا بھی نامِ الٰہی و کلامِ الٰہی سے تبرک ہے اور اسی میں داخل ہے جو ابھی حلبی درمختار سے منقول ہوا ہے کہ والتبرك باسمائہٖ تعالیٰ سورہ مزمل قرآن کریم ہے اور قرآن کریم نور و ہدیٰ و دفع بلا و موجب نزول رحمت و ہزاران ہزار برکت اور گرد قبر حلقہ باندھنے میں حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضرور ہے کہ کسی پہلی قبر پر پاؤں نہ پڑے۔ قبر پر پاؤں رکھنا بے مجبوری محض ناجائز ہے یہاں تک کہ علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے عزیز کے گرد اور مسلمانوں کی قبریں ہوگئیں کہ ان کی قبروں پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جاسکتا تو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے درمختار میں ہے[۱] یکرہ المشی فی طریق ظن انہ محدث حتی اذا لم یصل الی قبرہ الا بوطء قبر ترکہ اور حلقہ باندھ کر سب پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی بآواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز و حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس امید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔ لوگوں کی واپسی کا انتظار تلقین میں ہے کہ منکر نکیر سوال کے لئے اس وقت آتے ہیں جب لوگ دفن سے واپس جاتے ہیں کہ مقصود امتحان ہے اور امتحان تنہائی میں زیادہ ہے جب تک مجمع قبر کے گرد ہے میت کا دل انہیں دیکھ کر قوی رہے گا لہٰذا تنہائی دیکھ کر آتے ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ اذان میں اس انتظار کی حاجت نہیں بلکہ دفن کرتے ہی معًا ہونی چاہیئے اور اس سے مقصود دفع وحشت و دفع شیطان و نزول رحمت و حصول اطمینان ہے اس کی تحقیق کامل ہمارے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" میں ہے۔ جنازے

---

[۱] ترجمہ: قبرستان کے جس راستے کی نسبت گمان غالب ہو کہ یہ نیا نکالا گیا ہے اس میں چلنا ممنوع ہے یہاں تک کہ اگر کسی قبر تک بے دوسری قبر پر پاؤں رکھ کر جا نہ سکے تو اسے ترک کرے۔

کے ساتھ کلمہ شریف یا درود شریف یا نعت شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں رکھتا۔ یہ سب ذکر الٰہی ہیں اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے مامن شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ کوئی چیز ذکر الٰہی کے برابر عذاب الٰہی سے بچانے والی نہیں یہ سب ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور اجلہ ائمہ سے ماثور ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانبردار غلاموں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں رحمت الٰہی اترتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راس الصالحین پھر حضور پرنور تو حضور پرنور ہیں۔ صالحین انہیں کی فرمانبرداری کے سبب صلاح سے معمور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہمارے فتاوی میں ہے وہاں بفضل تعالیٰ ازالہ اوہام ہے وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔ افعال مذکورہ کی نسبت زید کا دعویٰ کہ یہ درست نہیں اگر بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود بے دینی وضلالت ورنہ مقاصد شرع سے جہالت ہے جس بات سے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ اسے منع کرنے والے کون۔ یہ مباحث بارہا طے ہو لئے اور طریقہ سلامت وہ ہے جو امام اجل عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب مستطاب البحر المورود فی المواثیق والعہود میں فرمایا کہ اخذ علینا العہود ان لا نمکن احدا من الاخوان ینکر شیئا مما ابتدعہ المسلمون علی وجہ القربۃ الی اللہ تعالیٰ ورأوہ حسنا فان کل ما ابتدع علی ھذا الوجہ من توابع الشریعۃ ولیس ھو من قسم البدعۃ المذمومۃ فی الشرع یعنی ہم سے عہد لئے گئے ہیں کہ کہ اپنے کسی دینی بھائی کو اس کی قدرت نہ دیں کہ وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لئے نئی پیدا کی ہو اور اسے اچھا جانتا ہو کہ جو کچھ اس طرح پر نیا پیدا ہوتا ہے وہ سب شریعت کے توابع سے ہے اور وہ اس بدعت سے نہیں جس کی شرع میں مذمت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۳۱تا۱۳۳ جہاں سب مسلمان برادران اتفاق کے ساتھ ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کریں اور مسلمانوں کا قبرستان بھی وہاں قائم کرلیں اور اس جگہ میں

گورنمنٹی کچہری نہیں ہے اور جمعہ و عیدین کی نماز بھی وہاں قائم کریں اور پیش امام مقرر کریں اور ایک مکان عبادتگاہ کے نام سے بنایا جاوے وہاں جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ جگہ کہ سوا دور یا نزدیک میں مسجد بھی نہیں اور میت ہو جاتے تو وہ بھی ۵۰ یا ۶۰ میل سے یہاں مقابر میں دفن کیا جاتا ہے اور جنگل ہے مثلاً بھوٹا بھوٹی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت احتیاطی بعد الجمعہ پڑھیں لیکن ہر رکعت پر پڑھیں کیا حکم ہے اس صورت میں شرع سے اور جو پڑھیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں۔

الجواب

جمعہ و عیدین کی صحت و جواز کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دائمی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم بااختیار ایسا ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے اگرچہ نہ لے۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے[1] صح ۲

فی التحفۃ عن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق لہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وھذا ھو الاصح اور یہیں سے ظاہر کہ مراد اسلامی شہر ہے ورنہ اگر بت پرستوں کا کوئی شہر ہو جس کا بادشاہ بھی بت پرست اور دس لاکھ کی آبادی سب بت پرست چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور پندرہ دن وہاں ٹھہرنے کی نیت کریں ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے جب کہ بادشاہ منع نہ آتا ہو۔ اس کے لئے شرع مطہر سے کوئی ثبوت نہیں عمومات قطعًا مخصوص ہیں اور ظاہر الروایہ میں حدود مصر یقیناً اسلامی سے خاص اور روایت نادرہ جسے

---

[1] تحفۃ الفقہا میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے تعریف ہے کہ شہر وہ بڑی آبادی ہے جس میں متعدد محلے اور بازار ہوں اور اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں شہر کا حاکم ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے پر قادر ہوں لوگ اسکے یہاں نالشیں رجوع کرتے ہوں اور یہی تعریف سب سے زیادہ صحیح ہے

آج کل ناواقفوں نے بے سمجھے ذریعہ پامالی مذہب کر رکھا ہے اس میں بھی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ یہ ہیں جو امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر فرمائے کہ اذا اجتمع فی قریۃ من لا یسعھم مسجد واحد بنی لھم جامعا ونصب لھم من یصلی بھم الجمعۃ روشن ہے کہ بنیٰ اور نصب کی ضمیریں سلطان الاسلام کی طرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جس سے ہمارے علماء بالاتفاق استدلال کرتے آئے کہ لہ امام عادل او جائر تو غیر اسلامی شہر محل جمعہ نہیں ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہو گیا مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت جاری ہیں اگرچہ بادشاہ وحکام سب نامسلم ہوں یہ اس نفیس تفصیل کا خلاصہ ہے جو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی کہ مقامات چوبیس قسم میں ان میں سے سولہ قسمیں اسلامی ہیں اور آٹھ غیر اسلامی بالجملہ اسلامی بستی اگر پرگنہ ہو اور اس میں کوئی ذی اختیار حاکم مسلم خواہ غیر مسلم ہو وہیں جمعہ وعیدین فرض و واجب اور وہیں ان کی ادا صحیح وجائز ورنہ نہیں درمختار میں ہے یکرہ تحریما لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ جہاں یقیناً معلوم ہو کہ یہ شرائط نہیں پائے جاتے وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہی نہیں اور اس کے بعد ظہر نہ پڑھی تو فرض کے تارک ہوئے اور اکیلے اکیلے پڑھی تو واجب کے ترک رہے ایسی جگہ کے لئے چار رکعت احتیاطی کا حکم نہیں۔ ہاں جہاں ان شرائط کے اجتماع میں شک وشبہ ہو یا اور باعث سے صحت جمعہ میں اشتباہ ہو وہاں خواص کے لئے چار رکعت ہیں خالص اس نیت سے کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی اور ادا نہ کی اور یہ رکعتیں چاروں بھری ہوں۔ یعنی الحمد کے بعد سب میں سورت پڑھے عوام کو اس کی بھی حاجت نہیں کما بینہ

ؔ ترجمہ۔ جب کسی بستی کی آبادی اتنی ہو جاتے کہ ایک مسجد میں نہ سمائے تو سلطان اسلام ان کے لیے جامع مسجد بنائے اور ان کے لیے امام مقرر کرے جو ان کو جمعہ پڑھائے ؔ ترجمہ۔ اس کے لئے مسلمان والی ہو عادل خواہ ظالم ؔ ترجمہ۔ مکروہ تحریمی ہے کہ ایسے کام میں مصروفی ہے جو شرعاً صحیح نہیں اس لئے کہ شہر شرط صحت ہے

فی رد المختار وحققناہ فی فتاوٰنا ... پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اپنا طریقہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض آئمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر خود شریک نہ ہوں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں کما فی الدر المختار وفیہ حدیث عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہٗ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ۳۴ جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ نَاصِرِ الْاِسْلَامِ وَالْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہئے۔

الجواب

سلطان اسلام کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بے شک حاصل ہے۔ زید کا اسے نا درست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے رد المختار میں ہے الدعاءُ لِلسُّلْطَانِ عَلَی الْمَنَابِرِ قد صار لان من شِعَارِ السَّلْطَنَۃِ فَمَنْ تَرَکَہٗ یُخْشٰی علیہ الخ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۳۵، ۳۶ خطبہ جمعہ عربی با ترجمہ اردو پڑھنا درست ہے یا نہیں اور پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر بیٹھنا اور دعا مانگنا درست ہے یا نہیں

الجواب

خطبہ میں عربی کے سوا اور زبان کا ملانا مکروہ و خلاف سنت ہے لِاَنَّہٗ عَلٰی خِلَافِ

لہ ترجمہ۔ خطبہ میں خلفائے راشدین اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دونوں عم مکرم کا ذکر مستحب ہے سلطان کی دعا کچھ مستحب نہیں ہاں قہستانی نے اسے جائز کہا ہے منبروں پر سلطان کے لئے دعا اب سلطنت کا داب ہو گئی اسے جو نہ کرے اس پر غضب سلطان کا اندیشہ ہوتا ہے

المتوارث من لدن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد حققناہ فی فتاوٰنا

پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر تین آیتیں پڑھنے کے قدر بیٹھنا سنت ہے اور اس میں امام کو دعا مانگنے کی اجازت ہے درمختار میں ہے لیس[1] خطبتان خفیفتان بجلسۃ بینہما بقدر ثلاث ایات علی المذھب وتارکہا مسیئ علی الاصح واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴۷

وتر کے بعد سجدے میں سر رکھے اور سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح پانچ مرتبہ کہے تب سر اٹھاوے اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پھر دوسری بار سجدے میں جاوے اور پانچ مرتبہ پھر سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح کہے اس کا ثبوت شرع میں ہے یا نہیں اور اکثر بزرگان دین یہ وظیفہ ہمیشہ کرتے آتے ہیں۔

الجواب

یہ فعل فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور حدیث جو اس میں ذکر کی جاتی ہے محدثین کے نزدیک باطل و موضوع ہے۔ غنیہ مسائل شتیٰ میں ہے قد علم مما صرح بہ الزاھدی کراھۃ السجود بعد الصلاۃ بغیر سبب[2] واما ما فی التاتارخانیہ عن المضمرات[3] ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما من مؤمن ولا مؤمنۃ یسجد سجدتین

---

[1] مسنون ہے کہ دو ہلکے خطبے پڑھے اور ان کے بیچ میں بقدر تین آیت کے بیٹھے یہی مذہب ہے اور اس جلسہ کا ترک بدعت ہے یہی صحیح تر ہے [2] ترجمہ زاہدی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے اور وہ جو تاتارخانیہ میں مضمرات سے حدیث ہے کہ جو مسلمان مرد یا عورت دو سجدے کرے ایک سجدے میں پانچ بار "سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح" کہے۔ پھر سر اٹھا کر آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے پھر سجدہ کرے اور پانچ بار وہی کہے قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان اقدس ہے وہ وہاں سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا اور اسے سو حج اور سو عمرے کا ثواب اور شہیدوں کا اجر دے گا اور ایک ہزار فرشتے اس کی نیکیاں لکھنے کو بھیجے گا اور گویا اس نے سو غلام آزاد کئے اور اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرمائے گا اور روز قیامت کے ساٹھ جہنمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور جب مرے گا شہید مرے گا۔ یہ حدیث موضوع و باطل و بے اصل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں۔

یقول فی سجودہ خمس مرات سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح ثم یرفع رأسہ ویقرء اٰیۃ الکرسی مرۃ ثم یسجد ویقول خمس مرأت سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح والذی نفس محمد بیدہ لایقوم من مقام حتی یغفر اللہ لہ واعطاہ ثواب مائۃ حجۃ ومائۃ عمرۃ واعطاہ اللہ ثواب الشھداء ویعث الیہ الف ملک یکتبون لہ الحسنات وکانما اعتق مائۃ رقبۃ واستجاب اللہ لہ دعاء ویشفع یوم القیمۃ فی ستین من اھل النار واذا مات مات شھیدا فحدیث موضوع باطل لا اصل لہ ولا یجوز العمل بہ الخ رد المحتار میں ہے رأیت[1] من یواظب علیہا بعد صلاۃ الوتر ویذکران لہا اصلا وسندا فذکرت لہ ماھنا فترکہا الخ **اقول** تحقیق یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک یہ سجدہ مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے مگر ایک خارجی اندیشہ کے سبب کہ جاہل اسے سنت یا واجب نہ سمجھنے لگیں مکروہ کہتے ہیں تو جب تنہائی میں ہو کوئی وجہ کراہت نہیں۔ درمختار میں ہے تکرہ[2] بعد الصلوٰۃ لان الجھلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ یہ اصل عبارت زاہدی معتزلی کی مجتبیٰ شرح قدوری کی ہے اسی سے غنیہ پھر درمختار نے لی اور حدیث کا موضوع ہونا کام کو ممنوع نہیں کر دیتا کما حققناہ فی سنایر العین فی حکم تقبیل الابہامین بما تجب استفادتہ طحطاوی علی الدر میں ہے الموضوع[3] لایجوز العمل بہ بحال ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعۃ اما لو کان داخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہمیشہ وتر کے بعد یہ سجدہ کرتا اور اس کے لئے اصل وسند بتاتا تھا میں نے اس سے فقہ کی یہ عبارت ذکر کی تو اس نے وہ فعل چھوڑا [2] ترجمہ۔ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے کہ جاہل اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں گے اور جو مباح اس طرف لے جاتے وہ مکروہ ہے [3] حدیث موضوع پر عمل کسی طرح جائز نہیں یعنی جب اس میں یہ بات ہو جو قواعد شرع کے خلاف ہے اور اگر کسی عام اصل شرعی کے نیچے داخل ہو تو منع نہیں نہ اسے حدیث ٹھہرا کر بلکہ اس لئے کہ اصل عام کے نیچے داخل ہے۔

سوال ۳۸ زید ایمان لایا اور ختنہ نہیں بیٹھا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کھانا نہیں درست ہے۔

الجواب

بلاشبہ درست ہے زید کا کہنا غلط ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے آئمہ کے نزدیک اسکا ذبیحہ مکروہ بھی نہیں ہاں اسے ختنہ کا حکم ہے اگر بوجہ کمال ضعیفی اس سے عاجز نہ ہو نہ کریگا تو سنت مؤکدہ و شعار اسلام کا تارک رہے گا مگر اس سے ذبیحہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔

درمختار میں ہے شرط[1] کون الذابح مسلما او کتابیا ولو امراۃ او صبیا او قلف او اخرس رد المحتار میں ہے ذکرہ[2] احترازا عما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یکرہ ذبیحتہ بلکہ ایک روایت میں خود اس کے لئے یہ وسعت ہے کہ جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے ختنہ معاف ہے۔ عالمگیریہ میں[3] الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اھل البصر لا یطیق یترک کذا فی الخلاصہ قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختتن نفسہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ ان یتزوج او یشتری ختانۃ فتختنہ وذکر الکرخی فی الجامع الصغیر ویختنہ الحمامی کذا فی الفتاوی العتابیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳۹ ایک شخص مرد یا عورت مسلمان ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے

---

[1] ترجمہ۔ شرط ہے کہ ذبح کرنیوالا مسلمان یا کتابی ہو اگرچہ عورت یا بچہ یا بے ختنہ یا گونگا [2] بے ختنہ کا ذبیحہ جائز ہونے کی تصریح اس روایت سے بچنے کیلئے کر دی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آئی کہ وہ اس کا ذبیحہ مکروہ جانتے تھے [3] ترجمہ۔ کمزور بوڑھا جب مسلمان ہوا اور ختنہ کی طاقت نہ رکھے اگر نگاہ والے کہہ دیں کہ ہاں اسے طاقت نہیں تو ختنہ چھوڑ دیا جائے گا یہ خلاصہ میں ہے بالغ کے ختنے میں کہا گیا کہ آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ نہ کرے مگر ہاں اگر کوئی عورت ختنہ کر سکے اور وہ اس سے نکاح پر راضی ہو یا کنیز ہے اور یہ اسے خرید سکے تو لیا کرے اور امام کرخی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ کا ختنہ بھی نائی کرے۔ یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔ ۱۲

گلا کاٹ دیا یا پھانسی کھا کر حرام موت مرگیا۔ اب اس صورت میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان مقابر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے نہیں۔ نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا اگر زید کا قول سچا ہے تو حضور کی طرف سے جواب سوال سوم میں ہے۔ بے شک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بے شک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت براکان او فاجراً وان عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد۔ اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں رواہ ابوداؤد وابویعلی والبیہقی فی سننہ ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح علی اصولنا

الجواب

زید کا قول صحیح نہیں۔ فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور زید کا کہنا کہ مقابر مسلمین میں دفن نہ کیا جائے محض باطل اور اپنے جی سے حکم گڑھنا ہے۔ درمختار میں ہے من[1] قتل نفسہ عمداً الغسل ویصلی علیہ بہ یفتی واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴۰

اہل اسلام اگر دسترخوان یا پلاٹ پر جوتی سمیت کھانا کھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے۔ دارمی وطبرانی وابویعلی وحاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اکل الطعام فاخلعوا انعالکم فانہ اروح لاقدامکم وانھا سنۃ جمیلہ جب کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اتار لو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لئے زیادہ راحت ہے اور یہ اچھی سنت ہے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے یخلع نعلیہ عند الطعام کھاتے وقت جوتے اتارے۔ جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت

---

[1] ترجمہ۔ جو قصداً خودکشی کرے اسے غسل دیں اور اس کی نماز پڑھیں۔ اسی پر فتوےٰ ہے۔

مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتار لے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے رواہ احمد[1] وابوداؤد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر عن عمر وفی الاوسط من حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کلاھما بسند حسن واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴۱ زید اگر تلاوت قرآن یا کوئی حدیث کی کتاب یا وعظ و نصیحت کرتا ہو اور خود سگرٹ یا حقہ پیتا ہو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

تلاوت قرآن عظیم میں سگار یا حقہ پینا یا پان یا کوئی چیز کھانا بے ادبی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں طیبوا افواھکم بالسواک فان افواھکم طریق القراٰن اپنے منہ مسواک سے ستھرے رکھو کہ تمہارے منہ قرآن عظیم کا راستہ ہیں رواہ[2] ابومسلم الکشی عن الوضین بن عطاء مرسلا والسجزی فی الابانہ عنہ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم یونہی حدیث کا درس دیتے اور سبق لیتے یا باہم دور کرتے یا وعظ کہتے یا مجلس میلاد مبارک پڑھتے وقت حقہ سگار تمباکو مطلقاً خلاف ادب و معیوب ہے ہاں اگر درس و وعظ کے لئے نہیں بیٹھا ویسے ہی احباب و اصحاب میں باتیں کر رہا ہے اس میں حسب معمول حقہ وغیرہ پیتا ہے اور کسی سے کوئی بات خلاف شرع واقع ہوئی اسے نصیحت کرنے میں حرج نہیں اور اس میں تذکرۃً ایک آدھ حدیث کے کچھ الفاظ کہنا بھی ممنوع نہیں کہ یہ بحالت حدیث خوانی حقہ پینا نہ کہا جائے گا اور ان امور کا مدار عرف پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] یہ حدیث احمد و ابوداؤد و ابویعلی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر سے اور معجم اوسط میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔ دونوں کی سند حسن ہے [2] یہ حدیث ابومسلم کجی نے وضین بن عطاء سے بے ذکر صحابی اور سنجری نے ابانہ میں بذریعہ وضین مذکور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

سوال ۴۲ اگر زید غسل خانہ میں غسل جنابت یا احتلام کا کرتا ہے اور وضو کرکے تہ بند نکال کر غسل کرے تو غسل اترتا ہے یا نہیں۔ غسل خانہ اوپر سے بند ہو یا کھلا، دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے۔

الجواب

سارے بدن پر پانی بہنے سے غسل اترتا ہے جس میں حلق تک منہ اور ہڈی کے کناروں تک اندر سے ناک کا بانسہ بھی داخل ہے اس کے بعد جیسے بھی ہو غسل اتر جائے گا ہاں کھلے غسل خانہ میں ننگا نہ ہونا بہتر ہے اور اگر وہاں قریب بلند مکان ہوں جس سے احتمال ہو کر کسی کی نظر پڑے گی تو وہاں تہ بند رکھنے کی تاکید ہے۔ احتمال نظر جتنا قوی ہوگا اتنی ہی یہ تاکید بڑھتی جائے گی، یہاں تک کہ اگر نظر پڑنے کا ظن غالب ہوگا تہ بند رکھنا واجب ہوگا اور وہاں برہنہ نہانا گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴۳ اگر حنفی مذہب والا طریقہ قادری کے موجب یہ عمل کرتا ہو کہ بعد فرض نماز کے گیارہ گیارہ مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلند آواز سے پڑھ کر بعد نماز سنت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب

یہ فعل احسن ہے نیک و مستحسن ہے مگر اولیٰ یہ کہ ظہر و مغرب و عشا کی سنتوں کے بعد ہو اور وہ فرضوں کے بعد ہی سمجھا جائے گا کہ سنت توابع فرض سے ہے اور اگر وہاں کوئی شخص نماز یا ذکر میں یا مریض ہے تو اتنی بلند آواز نہ ہو جس سے اسے تشویش و ایذا ہو وتفصیل الکلام بتوفیق العلام فی فتاوٰنا واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴۴ اگر جنگل ہے اور میت ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلے سے دفن ہونے کو دوسری جگہ لے جاویں۔ اس صورت میں میت کے ساتھ چلنے والے کھانا پانی کھاویں پیویں یا نہیں۔

الجواب

جنگل ہونا دفن میت کو مانع نہیں اگر کوئی مجبوری و وجہ ضروری نہ ہو تو میت کو اتنی دور لے جانا شرعاً منع ہے ہاں میل دو میل میں مضائقہ نہیں کہ شہر کا گورستان اکثر اتنی دور ہوتا

ہے فتاوائے خلاصہ میں ہے انّہٗ نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلا باس بہ رد مختار میں ہے قولہ[۱] ولا باس بنقلہ قبل دفنہ، قیل مطلقًا وقیل الی مادون مدۃ السفر وقیدہ محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلد ربما بلغت ھذہ المسافۃ فیکرہ فیما زاد قال فی النھر عن عقد الفرائد وھو الظاھر اھ اقول فیترجح علی اطلاق الدرر تبعا للخانیہ لا باس بنقلہ قبل دفنہ اھ ولفظ الخانیہ لو مات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الی مصر اخر لا باس بہٖ اھ حدیث وفقہ ناطق ہیں کہ دفن میں حتی الوسع جلدی چاہیئے کہ اس مطلوب شرع مطہر کے خلاف ہوگا پھر اتنی دور تک حرکت وجنبش سے رطوبات بدن میں جوش وہیجان پیدا ہونے اور نجاسات سے کفن خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے نیز میت میں بدبو آنے اور اس سے احیاء و ملئک کے ایذا پانے کا جیسا کہ مشاہدہ ہوا ہے۔ پھر اتنی دور تک کندھوں پہ لے جانا دشوار ہے اگر گاڑی وغیرہ پر بار کیا تو سر پر کراہت کا بار ہے۔ در مختار میں ہے کرہ[۳] حملہ علی ظھر ودابۃ بہرحال اگر ایسا ہو تو ساتھ والے کھلانے پلانے سے نہ روکے جائیں گے بلکہ غفلت سے وہ بہرحال بے جا ہے نہ کہ جنازے کے پاس۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴۵ اب ایک حکایت بیان کرتا ہوں **دلیل الاحسان** مطبع مصطفائی لاہور تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ متوطن ملتان صفحہ ۶ نقل است کہ روزی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند و با تمامی اصحابان صغار و کبار وعظ و حدیث شریف

---

[۱] ترجمہ اگر دفن سے پہلے ایک دو میل لیجائے تو مضائقہ نہیں [۲] دوسری جگہ لیجانا بعض نے مطلقاً جائز کہا اور بعض نے تین منزل سے کم اور امام محمد نے ایک دو میل سے زیادہ کی اجازت نہ دی کہ شہر کے گورستان کبھی اتنی دور ہوتے ہیں اس سے زیادہ دور لیجانا منع ہے۔ نہر الفائق میں عقد الفرائد سے نقل کیا ہے کہ یہی قول امام محمد ظاہر ہے میں کہتا ہوں تو یہ قول اس اطلاق پر ترجیح رکھتا ہے جو بہ پیروی خانیہ در مختار میں ہے کہ دفن سے پہلے اور جگہ لے جانے میں حرج نہیں اور خانیہ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر غیر شہر میں مرے تو مستحب یہ ہے کہ وہیں دفن کریں اگر دوسرے شہر کو لیجائیں تو حرج نہیں

[۳] ترجمہ جنازے کو پیٹھ پر اٹھانا یا سواری پر بار کرنا مکروہ ہے۔

بیان میفرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام در خدمتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در آمد پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از سبب بیان حدیث و وعظ بطرف علیہ السلام متوجہ نشدند و وحی علیہ السلام در دلِ خود وسوسہ و کدورت بسیار در خاطر کردند گفت عجب ست کہ کلام ربانی از جانب باری تعالیٰ بہ آں حضرت میرسانم الحال بمن التفات نہ کردند ہمون وقت حضرت را از روئے کشف باطنی معلوم و مفہوم شد کہ بخاطر جبرائیل علیہ السلام کدورت گزشت پس جبرئیل علیہ السلام را نزد خود طلبیدہ پرسید کہ اے اخی جبرئیل کلام ربانی از کدام مقام بگوش میرسد گفت یارسول اللہ! بالائے عرش یک قبہ نور ست بشکل حجراں دراں جا یک سوراخ ست از انجا بگوش من آواز میرسد حضرت رسول علیہ السلام فرمود باز نزد آں قبہ برو و ازاں جا خبر گرفتہ زود بمن برسان لیکن اندرون قبہ نروی چوں مہتر جبرائیل علیہ السلام بموجب فرمودہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز رفت و اندرون قبہ در آمد آمد چہ بیند کہ اندرون قبہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ست و حضرت خود نشستہ اند و الحال مہتر جبرائیل علیہ السلام باز بہ جلدی پرواز فرمود و بر زمین ورود نمودند چہ بیند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در ہمون مکان باصحاباں در حدیث و وعظ مشغول اند جبرئیل علیہ السلام از معائنہ ایں حال متعجب بماند و حیراں گشت و شرمناک شدہ گفت کہ اے خدایا! از من خطا شدہ مارا معاف فرمایند۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ نقل اہل سنت والجماعت کے صحیح ہے یا نہیں اور اس مرتبہ کے لائق حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا نہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم دینا ثواب عظیم ہے اور آپ کے رسالہ تمہید ایمان بآیاتِ قرآن کے صفحہ چار میں حدیث تمہارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ اگر کوئی یہ بھی سوال کرے کہ علمِ غیب ذات الٰہی کے سوا کسی کو نہیں تو علم غیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا ہے۔ یہ ثبوت آپ کا رسالہ

(ابناء المصطفیٰ بحال سرّ واخفیٰ) میں بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے کہ از روزِ اول تا روزِ آخر تمام ماکان ومایکون اللہ تعالیٰ کی دین سے حضور سرورِ کائنات و باعث ایجادات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات پر روشن ہیں

الجواب

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل وعلی وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ عز جلالہ وعلیہ افضل الصلاۃ والسلام بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے۔ جسے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے۔ معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے تمام ماکان ومایکون کے ذرے ذرے کا علم محیط اور اس سے کروڑوں درجے اور زیادہ علم عطا فرمایا مگر یہاں اس کی بحث نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جبرئیل امین کے قلب پر کیسے اطلاع ہو گئی بلکہ بحث اس کے معنے کی ہے جو اس حکایت سے نکلتے ہیں۔ اس کے ظاہر سے جو عوام جہال کے خیال میں آئے تو وہ صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خدا کہنا ہے اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرما دیا ہے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی۔ ہمارے حضور سید عالم للفوز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں جس کے کمال ہیں۔ سب حضور ہی کے کمال کے پرتو اجلال ہیں۔ امام بوصیری قدس سرہٗ کے ہمزیہ شریف میں ہے

انما مثلوا صفاتک للنا ۔۔۔ س کما مثل النجوم الماء

یعنی تمام کمالات والے۔ حضور کی صفتوں کا عکس و پرتو دکھاتے ہیں جیسے پانی میں ستاروں

کا عکس نظر آتا ہے۔ اے عزیز کہاں اور کیسے سیارے چشم حقیقت کو یہاں ہر شان سے الوہیت
کے جلوے نظر آتے ہیں کہ آئینہ ذات ہیں ذات معہ جملہ صفات ان میں متجلی ہے من
رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا تو ان تجلیوں کے سامنے
کون تھا کہ ھذا ربی ھذا اکبر نہ بول اٹھتا لہٰذا حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن
ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرما دی۔ کلمہ شہادت میں رسولہ
سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول، وہابیوں کو جاہلوں سے بدتر
جاہل اور ایسے مقام پر جہاں مسلمان کی تکفیر نکلتی ہو جان بوجھ کر متجاہل ہیں وہ تو اس حکایت
کے یہی معنی لیں گے کہ قرآن خود حضور کا کلام ہے۔ فوق العرش وہی خدا ہیں اور زمین پر وہی
محمد، جیسے بعض جھوٹے متصوفہ زندیق و بے دین کہا کرتے ہیں یہ تو صریح کفر کی غلیظ نجاست
میں سننا اور نصرانی سے بدتر نصرانی بنتا ہے جو اس کا معتقد ہو بلکہ جو اسے جائز ہی رکھے،
قطعیًا کافر مرتد ہے اس کی موت وحیات میں تمام وہی احکام ہیں جو مرتدین ملعونین پر ہیں اور
جب حکایت کے یہ معنی قرار دے لئے تو اس کے کاتب پر آپ ہی حکم کفر جڑیں گے مگر
اہل علم و ادراک جانتے ہیں وہ اس سے یہ مطلب سمجھیں گے کہ فوق العرش قبہ نور میں حقیقت
محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ جلوہ فرما ہے اور انجا کہ تمام عالم پر تمام فیوض اسی کی
وساطت سے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ اور
نزول وحی بھی ایک فیض جلیل ہے تو یہ بھی بارگاہ الوہیت سے ابتداءً حقیقت محمدیہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے اور وہ حقیقت کریمہ کہ قبۂ نور بالائے عرش میں ہے۔ جبرئیل امین
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر القا فرماتی ہے۔ جبریل امین ذات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ
زمین پر جلوہ افروز ہے پہنچاتے ہیں یہ معنی کسی طرح معاذ اللہ کفر کیا ضلال بھی نہیں البتہ یہ واقعہ
صرف بے ثبوت ہی نہیں بلکہ یقینًا غلط ہے۔ محال ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وحی
لائیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التفات نہ فرمائیں۔ شوق وحی میں حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کچھ دنوں رک گئی تھی تو پہاڑوں پر تشریف لے جاتے اور

ان پر سے گزرنا چاہتے جبریل امین فوراً حاضر ہوتے اور عرض کرتے واللہ حضور اللہ کے رسول ہیں یعنی بے شک وہ حضور کو ضائع نہ چھوڑے گا وحی آئے گی اور ضرور آئے گی رواہ البخاری عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ شوق محمدی علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہے اور ذات ہی یہاں مشغول واعظ و ہدایت انام ہے تو وحی کی طرف اس کا متوجہ نہ ہونا کیوں کر معقول۔ نہ ہرگز القائے حقیقت کے سبب استغنائے ذات لازم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حفظ وحی میں کس درجہ کوشش بلیغ تھی۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے کہ کوئی حرف ضبط سے رہ نہ جائے۔ جس پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه و قرانه جلدی کے لئے ختم وحی سے پہلے قرآن عظیم پڑھنے میں اپنی زبان کو جنبش نہ دو بیشک ہمارے ذمے ہے تمہارا سینہ پاک میں اسے جمع کرنا اور تمہارا اسے پڑھنا۔ پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلا تشبیہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام و احکام لے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے بات میں مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے جو یہاں محال قطعی ہے بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعتبار حقیقت محمدیہ علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جس پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدرجہا زائد کے لائق ہیں مگر یہ اقتصر غلط باطل ہے بغیر رد کئے اس کا بیان حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تنبیہ ضروری سوال میں جو عبارت دلیل الاحسان سے نقل کی اس میں اور خود عبارت سوال میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم کوئی فقط ص کوئی علیہ الصلاۃ والسلام کے بدلے عم یا ؑم۔ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی

لے یہ حدیث بخاری نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔

کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا ہے کا ہاتھ کاٹا گیا۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں۔ فتاوی تاتار خانیہ سے منقول ہے من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفو لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ قصد استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کے لئے ہے۔ یہ لوگ صرف کسل، کاہلی، نادانی، جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی، بے دولتی، کم بختی، زبون قسمتی میں شک نہیں **اقول** ظاہر ہے کہ القلم احدی اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے صلی اللہ تعالیٰ کی جگہ مہمل بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یوہیں الم غلم بکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم فانزلنا علیہم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون جس بات کا حکم ہوا تھا ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کر لیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔ وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولوا حطۃ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے انہوں نے کہا حنطۃ "ہمیں گیہوں ملے۔ یہ لفظ با معنے تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا۔ یہاں حکم یہ ہوا کہ یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اے ایمان والو! اپنے نبی پر درود بھیجو اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ وصحبہ ابدا اور یہ حکم وجوباً خواہ استحباباً ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے میں تھی اسے بدل کر صلعم یا صلسلم ص ع م کر لیا جو کچھ معنے ہی نہیں رکھتا گیا اس پر نزول عذاب کا خوف نہیں کرتے والعیاذ باللہ رب العلمین۔

یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے اس سے اتر کر صحابہ واولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضہ لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ باعث محرومی بتایا۔ سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

یکرہ الرمز بالترضی بالکتابۃ بل یکتب ذالک کلہ بکمالہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں ومن اغفل ھذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا فضل اس سے فوت ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یوہیں قدس سرہٗ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت وحرمان برکت ہے۔ ایسی باتوں سے احتراز چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال ۴۶ و ۴۷ یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں

رو بروئے احمد کے ہم کو	خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو	المدد یا عبد القادر
تم شب معراج آ کر	دوش بر پائے پیمبر
لے چڑھے عرش بریں پر	المدد یا جد القادر

الجواب

پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سألتم اللہ حاجۃ فاسلوہ بی جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لئے دعا کرو تو میرا وسیلہ لے کر دعا مانگو اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بے چینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو۔ یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابو الحسن علی قدس سرہٗ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر آئمہ وعلما نے اپنی تصانیف میں روایت کئے۔ وللّٰہ الحمد

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور

ؔ لکھنے میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختصار لکھنا مکروہ ہے بلکہ تمام وکمال لکھے ۱۲

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے۔ شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا ہے

تھا تمہارا دوش اطہر زینہ پائے پیمبر
جب گئے عرش بریں پر المدد یا عبدالقادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا ع المدد یا غوث اعظم کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴۸ بعض جگہ اس ملک افریقہ میں یہ رواج ہے کہ لڑکی کے ماں باپ دس یا بیس جانور یا ان کی قیمت لے کر لڑکی اس شخص کے حوالے کرتے ہیں۔ یہ ایک عام رواج ہوگیا ہے اور وہ لڑکی کے ماں باپ مسلمان ہیں اور بعض کافر بھی ہیں۔ آیا زید اس لڑکی سے نکاح پڑھائے گا یا نہیں۔ زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکی باندی ہوتی جیسا کہ خرید ی گئی ہے۔ اس سے نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کیا زید کا قول حق پر ہے یا بر خلاف شرع اور اگر بغیر نکاح کے گھر میں رکھے تو جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی یا نہیں اور یہاں کچھ باندی غلام خریدے جاتے نہیں ہیں ایک رواج ہوگیا ہے۔ جیسے ملک ہند میں ہندو لوگ لڑکی کے دو ہزار یا زیادہ لیتے ہیں۔ اس طرح سے یہاں بھی ایک رواج ہے۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے اول تو اس کا رد وہی ہے۔ جس کی طرف سوال میں اشارہ ہے کہ اس سے بیع مقصود نہیں ہوتی۔ نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اتنے کو بیچی نہ یہ کہتا ہے خرید ی نہ وہاں باندی غلام بکتے ہیں بلکہ یہ ایک رسم ہے کہ لڑکی دینے والے کو اس کے صلہ میں اتنا دیا جائے، جیسے یہاں بعض ٹھاکر وغیرہ مشرکین میں معمول ہے۔ ثانیاً بالفرض اگر یہ خرید و فروخت قرار پائے بلکہ خاص بقصد بیع صراحۃً فروختم و خریدم کہیں اور وہ کفار بھی حربی ہوں جب بھی وہ کنیز شرعی نہیں ہوسکتی نہ کسی طرح بے نکاح حلال ہو کہ آزاد کی بیع باطل ہے اور باطل کیلئے

کوئی اثر نہیں۔ اگر بے نکاح رکھا زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا اشباہ میں ہے الحر لایدخل تحت الید ہدایہ میں ہے بیع المیتۃ والدم والحر باطل لانہا لیست اموالا فلا تکون محلا للبیع اسی میں ہے والباطل لایفید ملک التصرف ظہیریہ میں ہے اھل الحرب احرار رد المحتار میں ہے ثم ارقاء بعد الاستیلاء علیھم اما قبلہ فاحرار لما فی الظہیریۃ وفی المحیط دلیل علیہ منحۃ المفتی پھر نہر الفائق پھر ابن عابدین میں ہے باع الحربی ھناک ولدہ من مسلم لایجوز ولو دخل دارنا بامان مع ولدہ فباع الولد لایجوز فی الروایات والوجیہ پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے لان فی اجازۃ بیع الولد نقض امانہ ہاں اگر وہ کافر حربی ہوتا اور غیر اسلامی شہر میں مسلمان کے ہاتھ اپنی اولاد بیچتا اور مسلمان اسے قہر و غلبہ کے ساتھ اسلامی سلطنت میں لے آتا جہاں کفار کے قبضہ سے بالکل نکل جاتا تو شرعاً مالک سمجھا جاتا نہ اس بیع کے سبب بلکہ سبب عام کے باعث محیط و جامع الرموز و در منتقی در مختار میں ہے دخل دارھم مسلم بامان ثم اشتری من احدھم ابنہ ثم اخرجہ الی دارنا قہرا ملکہ وھل یملکہ فی دارھم خلاف والصحیح لا واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۹۴ زید نے اگر ایک عورت سے نکاح کیا اس شرط ۵۰ روپے کے مہر اور

لہ آزاد پر کسی کا قبضہ نہیں ہوتا ٢ے مردار اور خون اور آزاد کی بیع باطل ہے کہ یہ مال نہیں تو بک نہیں سکتے ٣ے باطل سے تصرف کا اختیار حاصل نہیں ہوتا ٤ے حربی کافر بھی آزاد ہیں ۵ے حربی بعد استیلاء غلام ہوں گے اس سے پہلے آزاد ہیں جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور محیط میں اس پر دلیل ہے ٦ے حربی کافر بھی اگر دار حرب میں اپنا بچہ مسلمان کے ہاتھ بیچے جب بھی یہ بیع جائز نہیں اور اگر وہ دارالاسلام میں اپنے بچہ کے ساتھ آ کر یہاں اسے بیچے تو بالاجماع وہ بیع ناجائز ہے ٧ے اس لئے کہ اس نے جو اپنا بچہ بیچا اگر ہم اس بیع کو جائز رکھیں تو اس کی پناہ ٹوٹ جاتے ٨ے مسلمان دار حرب میں پناہ لے کر گیا۔ پھر وہاں کسی کافر کا بچہ اس سے خرید کر زبردستی دارالاسلام میں لے آیا تو اس کا مالک ہو جائے گا اور دار الحرب میں بھی اس کا مالک ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نہ ہوگا

مدت دو یا تین برس کی اس شرط سے نکاح جائز ہے اور اگر جائز ہے تو وہ مدت پر مہر دینے پڑیں گے یا نہیں اور وہ ٹیم پر طلاق ہو جائے گی یا نہیں اور اگر زیادہ ٹیم میں اسی عورت کا رکھنا چاہیئے تو پھر نکاح پڑھنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب

جس نکاح میں کسی مدت کی قید لگا دی جائے مثلاً مرد کہے میں تجھے دو برس یا دس برس یا ایک دن کے لئے نکاح میں لایا۔ عورت کہے میں نے قبول کیا یا مثلاً عورت کسی مسافر سے کہے جب تک تیرا یہاں رہنا ہو اس مدت کے لئے میں نے تجھ سے نکاح کیا مرد قبول کرے تو ان صورتوں میں وہ نکاح باطل و فاسد و واجب الفسخ ہے ان مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں وہ جدا نہ ہوں اور حاکم کو اطلاع ہو تو وہ جبراً جدا کر دے پھر اگر جماع سے پہلے جدا ہوئے تو مہر نہیں ورنہ ایسی عورت کا جو مہر مثل ہو اتنا دینا آئیگا لیکن جو بندھا تھا اس سے زیادہ نہ دیا جائے گا یعنی پچاس روپے مہر بندھا اور اس کا مہر مثل اسی قدر یا اس سے کتنا ہی زائد ہے تو پچاس ہی دیئے جائیں گے اور اگر مہر مثل پچاس سے کم ہے تو جتنا مہر مثل ہے وہی دیا جائے گا اگرچہ تین ہی روپے ہو پچاس پورے نہ کئے جائیں گے۔ طلاق نکاح صحیح میں ہوتی ہے اس میں فسخ واجب ہے طلاق کا لفظ کہے گا تب بھی فسخ ہی ہوگا اور وہ فوراً فوراً واجب ہے اور جب تک نہ کرلے واجب ہی رہے گا چاہے جس میعاد تک کے لئے نکاح کیا ہے نہ آئے یا آتے یا گذر جائے۔ میعاد آنے پر بھی آپ سے آپ فسخ نہ ہو جائے گا۔ اس نکاح کو چھوڑ کر بروجہ صحیح نکاح جب چاہیں کر سکتے ہیں میعاد سے پہلے خواہ بعد بغیر اس کے حرام سے باہر نہ ہوں گے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نفس عقد نکاح میں ایک مدت تک کی قید مذکور ہو اگر نکاح بے قید مدت کیا اور دل میں یہ ہے کہ اتنے دنوں کے لئے کرتا ہوں پھر چھوڑ دونگا یا عقد نکاح میں ایک مدت کے بعد طلاق دینے کی شرط لگائی۔ مثلاً تجھ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اتنے دنوں بعد طلاق دے دونگا۔ یا پہلے باہم گفتگو ہولی تھی کہ اتنے دنوں کے لئے نکاح کرلیں۔ پھر نکاح مطلق بلا قید کیا تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح ہوا اور نفس نکاح سے مہر جتنا بندھا ہے ذمہ شوہر

پر آیا اور اس وقت آنے پر طلاق نہ ہوگی جب تک نہ دے گا اور اس میعاد کے بعد عورت کو ہمیشہ اسی پہلے نکاح پر رکھ سکتا ہے۔ درمختار میں ہے[1] بطل نکاح متعۃ وموقت وان جھلت المدۃ اوطالت فی الاصح ولیس منہ مالو نکحھا علی ان یطلقھا بعد شھر اونوی مکثہ معھا مدۃ معینۃ ہدایہ میں ہے النکاح الموقت باطل وقال زفر صحیح لازم لان النکاح لایبطل بالشروط الفاسدۃ ولنا انہ اتی بمعنی المتعۃ والعبرۃ فی العقود للمعانی مجتبیٰ پھر بحر پھر ردالمحتار میں ہے کل نکاح اختلف العلما فی جوازہ کالنکاح بلاشھود فالدخول فیہ موجب للعدۃ درمختار میں ہے یجب مھر المثل فی نکاح فاسد بالوطء فی القبل لابغیرہ کالخلوط لحرمۃ وطئھا ولم یزد علی المسمی لرضاھا بالحط ولو کان دون المسمی لزم مھر مثل لفساد التسمیۃ بفساد العقد ویثبت لکل منھما فسخہ ویجب علی القاضی التفریق بینھما وتجب العدۃ بعد الوطء من وقت التفریق اومتارکۃ الزوج واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] متعہ باطل ہے یونہی جو ایک نکاح ایک وقت تک کی شرط سے کیا جائے درست نہیں اگرچہ وہ کوئی معین مدت نہ ہو یا بہت طویل مدت مثلاً سو برس ہو جب بھی صحیح ہے کہ صحیح نہیں اور اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ مثلاً ایک مہینے بعد اسے طلاق دے دوں گا یا دل میں نیت ہے کہ اتنی مدت تک کے لئے نکاح کرتا ہوں تو حرج نہیں [2] ایک وقت تک کی شرط کا نکاح فاسد ہے اور امام زفر نے کہا کہ صحیح ولازم ہے اس لئے کہ نکاح فاسد شرطوں سے فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے امام کی یہ دلیل ہے کہ جب اس نے ایک مدت تک کی شرط سے نکاح کیا تو یہی مضمون متعہ ہے اور عقدوں میں معنی ہی اعتبار کا ہے تو گویا اس نے متعہ کیا اور متعہ باطل ہے [3] ہر وہ نکاح جس کے جواز میں اماموں کا خلاف ہو جیسے بے گواہوں کے نکاح اس میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب ہو جائے گی [4] نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے نہ صرف خلوت وغیرہ مثل بوس وکنار سے بلکہ خاص فرج میں داخل کرنے سے اس لئے کہ اس کی صحبت حرام ہے اور وہ مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے کم ہے تو صرف مہر مثل دلائیں گے کہ عقد فاسد ہونے کے سبب مقدار کا جو تعین اسمیں ہوا تھا وہ بھی فاسد ہے اور مرد وعورت ہر ایک کو اس کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور وہ فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ انہیں جدا کر دے اور اگر وطی کر چکا ہے تو عدت اس وقت تک واجب ہوگی جب حاکم ان کو جدا کر دے یا شوہر عورت کو چھوڑ دے۔

سوال ۵۰ ایک کافرہ عورت ایمان لائی اور اس کا باپ کافر ہے۔ اب عقد نکاح باندھتے وقت اس کافر باپ کا نام لیا جائے گا یا دوسرے کسی شخص کو اس عورت کا باپ مقرر کیا جائے گا یا سیدنا آدم علیہ السلام کا نام لیا جائے گا۔ مثلاً فلاں بنت آدم کہا جاتے گا کیونکہ ہر ایک کے باپ تو یہی ہیں۔

الجواب

اگر عورت مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عقد نکاح میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ مثلاً ناکح نے کہا میں اس عورت کو اتنے مہر پر اپنے نکاح میں لایا۔ عورت یا اس کے وکیل یا ولی مثلاً اس کے مسلمان بھائی نے قبول کیا یا عورت کے وکیل یا ولی نے ناکح سے کہا، میں نے یہ عورت اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دی۔ اس نے کہا، میں نے قبول کی۔ اس صورت میں تو عورت کے نام لینے کی حاجت ہی نہیں۔ جیسے خود بالمشافہ عورت ایجاب و قبول کرے۔ مثلاً شوہر یا اس کا وکیل یا ولی عورت سے کہے کہ میں تجھے اپنے یا فلاں بن فلاں کے نکاح میں لایا۔ عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے یا فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا۔ شوہر یا وکیل یا ولی شوہر نے قبول کیا کہ ضمیر مخاطب یا متکلم کے ساتھ نام کی حاجت نہیں ہوتی اور اگر ان سب صورتوں میں عورت کے باپ یا خود عورت کا بھی محض غلط نام لیا جاتے جب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا۔ اسی عورت یا متکلمہ یا مخاطبہ یا مشار الیہا کے ساتھ نکاح ہو گا۔ مثلاً عورت لیلیٰ بنت زید بن عمرو ہے۔ ناکح نے اس سے کہا تو کہ سلمیٰ بنت بکر بن خالد ہے میں تجھے اپنے نکاح میں لایا۔ لیلیٰ یا وکیل یا ولی نے قبول کیا۔ یا ولی نے کہا میں کہ سعیدہ بنت سعید بن مسعود ہوں میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا۔ ناکح نے قبول کیا۔ یا لیلیٰ جلسہ میں حاضر تھی۔ وکیل خواہ ولی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس عورت حمیدہ بنت حمید بن محمود کو میں نے تیرے نکاح میں دیا۔ یا ناکح نے کہا اس عورت رشیدہ بنت رشید بن قاسم کو میں اپنے نکاح میں لایا۔ دوسری طرف سے قبول ہوا۔ ان تمام صورتوں میں لیلیٰ ہی سے نکاح ہو گیا۔ اگرچہ اس کے اور اس کے باپ دادا سب کے نام غلط لیے گئے۔ ہاں اگر نہ عورت سے خطاب ہو نہ عورت خود متکلم نہ اس کی طرف بحالت حاضری مجلس اشارہ ہو تو اب البتہ اسے معین کرنے کی

ضرورت ہوگی اور تعیین غالباً اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام سے ہوتی ہے جہاں صرف باپ کے نام سے تمیز کامل ہو جاتے دادا کا نام ضروری نہیں ورنہ ضرور ہے اس صورت میں لازم ہے کہ اس کے انہیں باپ دادا کا نام لیا جائے جن سے وہ پیدا ہے۔ دوسرے کا نام لیا یا بنت آدم بلا تعیین کہا تو نکاح نہ ہوگا۔ اس کے باپ دادا کا کافر ہونا نکاح کے وقت ان کی طرف نسبت نسب سے مانع نہیں۔ جیسے کہ سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن ابی جہل ہی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ نہایت اخبث کافر عدو اللہ تھا اور یہ جلیل القدر صحابی سردار لشکر اسلام۔ انہیں کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت میں ابو جہل کے لیے ایک خوشہ انگور ملاحظہ فرمایا اور اس پر تعجب ہوا کہ جنت سے ابو جہل کو کیا نسبت جس کی تعبیر عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے بلکہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب ہی کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اگرچہ خطاب و عفان و ابی طالب مسلمان نہ تھے یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی تنویر الابصار و رد محتار میں ہے (غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح) للجهالة وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة واشار الیها فیصح رد محتار میں ہے لان الغائب یشترط ذکر اسمها واسم ابیها وجدها واذا عرفها الشهود یکفی ذکر اسمها فقط لان ذکر الاسم وحده لا یصرفها عن المراد الی غیره

۱؎ ترجمہ۔ عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہیں اور وکیل نے اس کے باپ کے نام میں غلطی کی نکاح نہ ہوگا کہ عورت مجہول رہی یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کرے ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ ہو تو صحیح ہے ۲؎ اس لئے کہ جب عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہ ہو تو اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا نکاح شرط ہے ہاں اگر گواہ عورت کے نام ہی سے پہچان لیں تو یہی کافی ہے کہ اس سے نکاح دوسری عورت کی طرف تو نہ پھرے گا بخلاف اس کے باپ کا نام بدل گیا کہ فاطمہ بنت محمد پر فاطمہ بنت احمد یا صادق نہیں یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کی ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا جاتے تو اگرچہ اس کے یا اس کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے کچھ نقصان نہیں کہ اشارہ کرنے سے جو پہچان حاصل ہوتی ہے وہ اس سے قوی ہے جو نام لینے سے ہو کہ یہ نام دوسری عورت کا بھی ہوگا۔ لہٰذا اشارہ کے ساتھ نام کا کچھ اعتبار نہیں جیسے نمازی یوں نیت کرے کہ اس امام زید کے پیچھے اور وہ واقع میں عمرو ہو نماز ہو جائے گی۔

بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب اخو فان فاطمہ بنت احمد لاتصدق علی فاطمۃ بنت محمد وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمہا الا اذا کانت حاضرۃ فانہا لو کانت مشار الیہا وغلط فی اسم ابیہا او اسمہا لایضر لان تعریف الاشارۃ الحسیۃ اقوی من التسمیۃ لما فی التسمیۃ من الاشتراک العارض فتلغو التسمیہ عندھا کما لو قال اقتدیت بزید ھذا فاذا ھو عمرو فانہ یصح واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۵ اگر نوشہ حنفی مذہب ہے اور شاہد اگر ایک شافعی مذہب کا ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ نہیں جو نوشہ مذہب کا ہے تو وکیل وگواہ ہر ایک حنفی مذہب سے ہونا چاہیئے۔ یہ مسئلہ کس طرح ہے۔

الجواب

زید جاہل ہے دل سے مسئلہ گھڑتا ہے حنفی کا نکاح ہو جائے گا، اگرچہ وکیل وگواہ اور قاضی وولی وزوجہ سب کے سب شافعی یا مالکی یا حنبلی یا مختلف ہوں یعنی ان میں کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی۔ یونہی ان تینوں مذہب والوں کا نکاح صحیح ہے۔ اگرچہ باقی لوگ دوسرے تین مذہب کے ہوں۔ چاروں مذہب والے حقیقی عینی بھائی ہیں۔ ان کی ماں شریعت مطہرہ اور ان کا باپ اسلام۔ طحطاوی علی الدار المختار میں ہے ھذہ الطائفۃ الناجیہ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمہم اللہ تعالیٰ ومن کان خارجا عن ھذا الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۔ نجات پانے والا گروہ چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی میں جمع ہے۔ اب جو ان چاروں سے خارج ہے وہ بدعتی جہنمی ہے۔ بلکہ مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفضیلی جب بھی نکاح میں خلل نہیں۔ ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر وارتداد کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی، رافضی، دیوبندی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی تو البتہ نکاح نہ ہوگا کہ زن مسلمہ کے نکاح میں دو مسلمان گواہ شرط ہیں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ کافرہ سے نکاح کرے تو وہاں دو کافروں کا گواہ ہونا بھی بس ہے اور وکیل کا تو مسلمان ہونا بھی کسی حالت میں شرط نہیں نہ کہ خاص حنفی ہونا۔ درمختار میں ہے شرط حضور شاھدین مسلمین

لنکاح مسلمۃ ولو فاسقین وصح نکاح مسلم ذمیۃ عند ذمیین ولو مخالفین لدینھا[1]
بدائع میں ہے تجوز[2] وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لوکان مسلما وقت
التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۲ اگر زید فرض نماز پڑھتا ہے اور ایک نماز میں دو واجب ترک ہوں۔
مثلاً عصر کے فرض پڑھتا ہے اور اول واجب ترک ہوا جہر سے قرأت پڑھ لی اور دوسرا واجب
قعدہ اولیٰ میں بعد عبدہٗ ورسولہٗ کے درود ابراہیم پڑھا۔ اس صورت میں ایک سجدہ سہو کا دینے
سے دونوں واجب ادا ہو جائیں گے یا نماز پھر دہرانا پڑے گی۔

الجواب

اگر ایک نماز میں دس واجب بھولے سے ترک ہوں تو سب کے لئے وہی دو سجدہ سہو
کافی ہیں۔ بحر الرائق میں ہے لو ترک جمیع واجبات الصلوۃ سھوا لا یلزمہ الا سجدتان[3] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۵۳ بعض نمازیوں کو بسبب کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا
ہے۔ اس سے نمازی کو قبر میں اور حشر میں خداوند کریم جل جلالہٗ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں
اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت
سے اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہو جاتا ہے۔ یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

الجواب

اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے

---

[1] ترجمہ۔ نکاح کی شرط ہے کہ دو گواہ حاضر ہوں اور اگر مسلمان عورت کا نکاح ہے تو لازم ہے کہ دونوں گواہ مسلمان ہوں۔ اگرچہ فاسق ہوں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ ذمیہ سے دو ذمی کافروں کے سامنے کرے تو جائز ہے اگرچہ ان گواہوں کا مذہب عورت کے مذہب کے خلاف ہو [2] مرتد کی وکالت جائز ہے کہ مسلمان کسی مرتد کو وکیل کرے یونہی اگر وکیل کرتے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تو وکالت باقی رہے گی مگر جب دار حرب کو چلا جائے کہ اب اس کی وکالت باطل ہو جائے گی [3] اگر بھول کر تمام واجب یک لخت چھوڑ دے گا تو وہی دو سجدے واجب ہوں گے۔

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے۔ سجدے کے اثر سے صحابہ و تابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں **اوّل** وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا۔ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود و امام حسن بصری و عطیہ عوفی و خالد حنفی و مقاتل بن حیان سے ہے **دوم** خشوع و خضوع و روش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا میں ہی بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ حضرت عبد اللہ بن عباس و امام مجاہد سے ہے **سوم** چہرے کی زردی کہ قیام اللیل اور شب بیداری میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ امام حسن بصری و ضحاک و عکرمہ و شمر بن عطیہ سے ہے **چہارم** وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے۔ یہ امام سعید بن جبیر و عکرمہ سے ہے۔ ان میں پہلے دو قول اقوی و اقدم ہیں کہ دونوں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی و مقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے رواہ الطبرانی فی معجمیہ الاوسط والصغیر وابن مردویہ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ عزوجل سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود قال النور یوم القیامۃ[1] ولہذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا **اقول** سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود۔ وہاں بیداری بغرض سجود ہے اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے، وضو کا پانی اثر سجود نہیں۔ اور مٹی بعد نماز چھڑا دینے کا حکم ہے۔ یہ سیما و نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی۔ امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ بہر حال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتہ نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ بن عباس و سائب بن یزید و مجاہد رضی اللہ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔ طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن میں حمید بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے۔ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر تھا اتنے میں ایک شخص آیا جس کے

---

[1] ترجمہ: یہ طبرانی نے معجم اوسط و صغیر میں اور ابن مردویہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کا نور مراد ہے۔

چہرے پر سجدے کا داغ تھا۔ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لقد افسد ھذا وجھہ اما واللہ ما ھی السیما التی سمی اللہ ولقد صلیت علی جبھتی منذ ثمانین سنۃ ما اثر السجود بینی عینی۔ بے شک اس شخص نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا۔ سنتے ہو خدا کی قسم یہ وہ نشانی نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ میں اسی برس سے نماز پڑھتا ہوں میرے ماتھے پر داغ نہ ہوا۔ سعید بن منصور و محمد بن حمید و ابن نصر و ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی اور یہ سیاق اخیر ہے حدثنا ابن حمید ثنا جریر عن منصور عن مجاھد فی قولہ تعالیٰ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود وقال ھو الخشوع فقلت ھو اثر السجود وقال انہ یکون بین عینیہ مثل رکبۃ العنز وھو کما شاء اللہ یعنی منصور بن المعتمر کہتے ہیں، امام مجاہد نے فرمایا اس نشانی سے خشوع مراد ہے۔ میں نے کہا بلکہ داغ جو سجدے سے پڑتا ہے۔ فرمایا ایک کے ماتھے پر اتنا بڑا داغ ہوتا ہے جیسے بکری کا گھٹنا اور باطن میں ویسا ہے جیسی اس کے لئے خدا کی مشیت ہوئی یعنی یہ دھبہ تو منافق بھی ڈال سکتا ہے۔ ابن جریر نے بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا انہ لیس بالذی ترون ولکنہ سیما الاسلام وسجیتہ وسمتہ وخشوعہ خبردار یہ وہ نہیں جو تم لوگ سمجھتے ہو بلکہ یہ اسلام کا نور، اس کی خصلت، اس کی روش، اس کا خشوع ہے بلکہ تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات سلیمانیہ میں ہے قال البقاعی ولا یظن ان من السیما ما یصنعہ بعض السفھاء من اثر ھیأۃ سجود فی جبھتہ فان ذالک من سیما الخوارج وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال لابغض الرجل واکرھہ اذا رأیت بین عینیہ اثر السجود یعنی یہ نشان سجدہ جو بعض ریاکار اپنے ماتھے پر بنا لیتے ہیں یہ اس نشانی سے نہیں یہ خارجیوں کی نشانی ہے اور ابن عباس سے روایت مرفوع آئی کہ میں آدمی کو دشمن و مکروہ رکھتا ہوں جب کہ اس کے ماتھے پر سجدہ کا اثر دیکھتا ہوں اقول اس روایت کا حال اللہ جانے اور بفرض ثبوت وہ اس پر محمول جو دکھاوے کیلئے تھے اور ناک کی مٹی نہ چھڑاتے کہ لوگ جانیں یہ ساجدین سے ہے۔ اور وہ انکار بھی سب اسی صورت ریا کی طرف راجع ورنہ کثرت سجود یقیناً محمود اور ماتھے پر اس سے نشان خود بن جانا نہ اس کا روکنا

اس کی قدرت میں ہے نہ زائل کرنا نہ اس کی اس میں کوئی نیت فاسدہ ہے تو اس پر انکار نامقصور اور مذمت ناممکن بلکہ وہ من جانب اللہ اس کے عمل حسن کا نشان اس کے چہرے پر ہے۔ تو زیر آیہ کریمہ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود داخل ہو سکتا ہے کہ جو معنی فی نفسہٖ صحیح ہو اور اس پر دلالت لفظ مستقیم اسے معانی آیات قرآنیہ سے قرار دے سکتے ہیں کما صرح بہ الامام حجۃ الاسلام وعلیہ درج عامۃ المفسرین الاعلام اب یہ نشان اسی محمود و مسعود نشانی میں داخل ہو گا جس کی تعریف اس آیت کریمہ میں ہے کہ بلاشبہ یہ امر جس طور پر ہم نے تقریر کی فی نفسہٖ عمل حسن سے ناشی اور اس کی نشانی اور الفاظ آیت کریمہ میں اس کی گنجائش ہے۔ لاجرم تفسیر نیشاپوری میں اسے بھی آیت میں برابر کا محتمل رکھا۔ تفسیر کبیر میں اسے بھی ایک قول بتایا۔ کشاف و ارشاد العقل میں اسی پر اعتماد کیا بیضاوی نے اسی پر اقتصار کیا اور اس کے جائز بلکہ محمود ہونے کو اتنا بس ہے کہ سیدنا امام سجاد زین العابدین علی بن حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کا یہ نشان تھا مفاتیح الغیب میں ہے قولہ تعالیٰ سیماھم فیہ وجھان احدھما ان ذالک یوم القیامۃ وثانیھما ان ذالک فی الدنیا وفیہ وجھان احدھما ان المراد ما یظھر فی الجباہ بسبب کثرۃ السجود الخ انوار التنزیل میں ہے یرید السمۃ التی تحدث فی جباھھم من کثرۃ السجود رغائب القرآن میں ہے یجوز ان تکون العلامۃ امرا محسوسا وکان کل من علی بن الحسین زین العابدین وعلی بن عبد اللہ بن عباس یقال لہ ذوالثفنات لان کثرۃ سجودھما احدثت فی مواضع السجود فیھما اشباہ ثفنات البعیر والذی جاء فی الحدیث[1] لا تعلبوا صورکم ای لاتخذ شوھا وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما

---

[1] ترجمہ۔ اس علامت میں دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت میں ہوگی۔ دوسری یہ کہ دنیا میں ہے اور اس اخیر میں دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ مراد وہ اثر ہے جو کثرت سجدہ سے پیشانیوں پر ظاہر ہوتا ہے [2] ترجمہ۔ وہ داغ مراد ہے جو ان کی پیشانیوں میں کثرت سجدہ سے پیدا ہوتا ہے

انه رأى رجلا اثر في وجهه السجود فقال ان صورتك انفك وجهك ولا تعلب صورتك محمول على التعمد رياء وسمعة ويجوز ان يكون امرا معنويا من البهاء والنور کشاف میں ہے المراد بها السمة التي تحدث في جبهة السجاد من كثرة السجود وقوله تعالى من اثر السجود يفسرها اى من التاثير الذي

۱ے ترجمہ۔ یہ جو علامت سجدہ کہ آیت میں ذکر فرمائی جائز ہے کہ امر محسوس ہو۔ امام علی بن حسین زین العابدین و حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کو گھٹے والا کہا جاتا کہ کثرت سجدہ سے دونوں صاحبوں کی پیشانی وغیرہ مواضع سجدہ پر گھٹے پڑ گئے تھے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے یعنی ناک پر سجدے کا نشان ہو گیا تھا۔ اس سے فرمایا تیرے ناک اور منہ تیری صورت ہیں تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت عیبی نہ بنا۔ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ دکھاوے کیلئے قصداً گھٹے ڈالے اور جائز ہے کہ وہ علامت امر معنوی ہو یعنی صفا و نورانیت۔

۲ے ترجمہ۔ اس نشانی سے وہ داغ مراد ہے کہ کثیر السجدہ شخص کی پیشانی میں کثرت سجود سے پیدا ہوتی ہے اور وہ جو فرمایا کہ سجدے کے اثر سے یا اس مراد کو واضح کرتا ہے یعنی اس تاثیر سے جو سجدے سے پیدا ہوتی ہے اور دونوں علی امام علی بن حسین زین العابدین و حضرت علی بن عبداللہ بن عباس پدر خلفا رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھٹے والے کہلاتے کہ کثرت سجود سے ان کی پیشانی وغیرہ واضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور یونہی امام سعید بن جبیر سے اس کی تفسیر مروی ہے کہ وہ چہرہ پر نشان ہے۔ اب اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ حدیث آئی کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے چہرہ پر داغ سجدہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے چہرے کی سو بھا تیری ناک ہے تو اپنا چہرہ داغی نہ کر اور اپنی صورت نہ بگاڑ میں کہوں گا یہ اس کے بارے میں ہے جو زمین پر پیشانی زور سے گھسے تاکہ یہ داغ پیدا ہو جائے۔ یہ زیادہ نفاق ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جاتی ہے اور ہمارا کلام اس نشان میں ہے جو اس کثیر السجود کے چہرے پر خود پیدا ہوتا ہے خالص اللہ عزوجل ہی کے لئے سجدہ کرتا ہے اور بعض سلف نے کہا ہم نماز پڑھتے تو ہمارے ماتھوں پر کچھ نشان نہ ہوتا اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ کسی نمازی کے ماتھے پر اونٹ کا سا گھٹنا ہے۔ معلوم نہیں کہ اب سر زیادہ بھاری ہو گئے یا زمین زیادہ کرّی ہو گئی۔ یہ بھی انہوں نے اسی کو کہا کہ جو براہِ نفاق یہ گھٹا قصداً ڈالے۔

یؤثره السجود وکان کل من العلیین علی بن الحسین زین العابدین وعلی بن عبداللہ بن عباس ابی الاملاک یقال لہ ذو الثفنات لان کثرۃ سجودھما احدثت فی مواقعہ منھما اشباہ ثفنات البعیر وکذا عن سعید بن جبیر ھی السمۃ فی الوجہ فان قلت فقد جاء عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتعلبوا صورکم وعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ رأی رجلا قد اثر فی وجھہ السجود فقال ان صورۃ وجھک انفک فلا تعلب وجھک ولا تشن صورتک قلت ذالک اذا اعتمد بجبھتہ علی الارض لتحدث فیہ تلک السمۃ وذالک ریاء ونفاق یستعاذ باللہ منہ ونحن فیما حدث فی جبھۃ السجاد الذی لایسجد الاخالصا لوجہ اللہ تعالٰی وعن بعض المتقدمین کنا نصلی فلا یری بین اعیننا شیئ ونری احدنا الأن یصلی فیری بین عینیہ رکبۃ البعیر نماندری اثقلت الارؤس ام خشنت الارض وانما اراد بذالک من تعمد ذالک للنفاق۔ تفسیر علامہ ابو السعود آفندی میں ہے سیماھم ای سمتھم (فی وجوھھم) ای فی جباھھم (من اثر السجود) ای عن التاثیر الذی یؤثر لاکثرۃ السجود وما روی من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتعلبوا صورکم ای لاتسموھا انما ھو فیما اذا اعتمد بجبھتہ علی الارض لیحدث فیھا تلک السمۃ وذالک محض ریاء ونفاق والکلام فیما حدث فی جبھۃ السجاد الذی لایسجد الاخالصا لوجہ اللہ عزوجل وکان الامام زین العابدین وعلی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم یقال لھا ذو الثفنات لما احدثت کثرۃ سجودھما فی مواقعہ منھما اشباہ ثفنات البعیر قال قائلھم دیار علی والحسین وجعفر والحمزۃ والسجاد ذی الثفنات نہایہ ومجمع البحار میں ہے فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ رأی

---

[1] اس کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو عبارت کشاف کا ہے [2] ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی ناک پر سجدہ کا داغ دیکھا۔ فرمایا اپنی صورت داغی نہ کر یعنی سجدے میں ناک پر اتنا زور نہ دے کہ داغ پڑ جائے

ہجلا بانفه اثر السجود فقال لا تعلب صورتك يقال علیه اذا وسمه المعنی لا تؤثر فیها بشدة اتکائك علی انفك فی السجود ناظر عین الغریبین و مجمع بحار الانوار میں ہے لا تشین صورتك بشدۃ اتحائك علی انفك بالجملہ زید کا قول باطل محض ہے اور امام زین العابدین و حضرت علی بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک چہروں پر یہ نشان ہونا اس کے قول کو اور بھی مردود کر رہا ہے اور ایک جماعت علماء کے نزدیک آیۂ کریمہ میں یہ مراد ہونا جس سے ظاہر کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھی یہ نشان تھا اور یہ کہ اللہ عزوجل نے اس کی تعریف فرمائی اب تو قول زید کی شناخت کی کوئی حد نہ رکھے گا **اقول** اور اس بارے میں تحقیق حکم یہ ہے کہ دکھاوے کے لئے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے اور اگر یہ نشان کثرت سجود سے خود پڑ گیا تو وہ سجدے اگر ریائی تھے تو فاعل جہنمی اور یہ نشان اگرچہ خود جرم نہیں مگر جرم سے پیدا ہوا۔ لہٰذا اسی ناریت کی نشانی اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے مگر یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آگیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہو گیا اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان نشانِ محمود ہے۔ اور ایک جماعت کے نزدیک آیہ کریمہ میں اسکی تعریف موجود ہے۔ امید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان و نماز کی نشانی ہو اور روزِ قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو جب کہ عقیدہ مطابق اہل سنت و جماعت صحیح و حقانی ہو ورنہ بد دین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا۔ بالجملہ بد مذہب کا دھبہ مذموم اور سنی میں دونوں احتمال ہیں۔ ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود۔ اور کسی سنی پر ریا کی تہمت تراش لینا اس سے زیادہ مذموم و مردود کہ بدگمانی سے بڑھ کر کوئی بات جھوٹی نہیں قاله سید نا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۵۴ زید ایمان مفصل سے بیان کرتا ہے امنت باللہ الخ بعد اپنا عقیدہ یوں ظاہر

ے ترجمہ۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ معنی ہیں کہ ناک پر شدید زور ڈال کر اپنی صورت نہ بگاڑ۔

کرتا ہے کہ زید اگر شرابی ہو، زانی ہو، حرام کھائے و نماز ادا نہ کرے و روزے ماہ رمضان شریف کے نہ رکھے، چوری کرے، خدا اور رسول جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے۔ آخر سب کچھ نیک و بد کو والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتا ہے اور عمرو نے اس وہم شنیع کے رد میں قرآن عظیم کی آیتیں و احادیث پیش کیں اور حضور کی تصنیف کے رسالہ "تمہید ایمان" سے دلیل صفحہ ۲۸ شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لایکفر اھل القبلۃ الافیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات اھ الخ یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں۔ اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں جو جبریل علیہ السلام کو وحی میں دھوکہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی وہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے یعنی جب کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

کیوں میاں والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کا مطلب شراب پینے اور زنا کرنے وغیرہ کا گڑھنا کیا منافی ایمان نہیں۔

زید کہتا ہے کیا یہ کلام خدا جل وعلا کا والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ جھوٹا ہے اس کا جواب حضور کی تصنیف کا رسالہ "خالص الاعتقاد" سے پوچھیے۔ صفحہ ۴ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے ید و عین کا مسئلہ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیھم وقال اللہ تعالیٰ ولتصنع علی عینی۔ ید ہاتھ کو کہتے ہیں عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لئے ہیں، وہ قطعاً کافر ہے۔ اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اسی طرح والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔ اب زید کہتا ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ جب بچہ ماں کے شکم میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت اللہ عزوجل دو فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس کی تقدیر میں نیک و بد لکھو۔ جو کچھ اس کی حیات سے لے کر موت تک کا خیر و شر ہے

لکھا جاتا ہے۔ پھر تقدیر کا لکھا کیسے مٹتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ ہمارے جد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کو رب عزوجل نے گیہوں کے دانے کھانے سے منع کیا تھا اور ان کی تقدیر میں لکھا تھا تو آپ بھول گئے اور دانے کھائے۔ ماشاء اللہ انصاف کہاں گیہوں اور کہاں شراب پینا اور زنا کرنا وکتبہ ورسلہ کا حکم شروع میں آیا ہے کیا اسے چھوڑ دو گے۔ اس کی سزا آخر تمہید ایمان سے بس ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۲ آیت ۲۸۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض الخ تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔ ہاں اب اگر زید والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کا مطلب کچھ گڑھے تو وہ دیوبندی دور بھنگی کی سی مکاریوں کی چال ہے۔ جن کا بیان حضور کے یہاں کے رسالے "پیکان جانگداز بر جان مکذبان بے نیاز" میں نمبر ۲۱ سے نمبر ۳۹ تک ہے۔ اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالح اور کون بدمذہب اور جہنمی ہے۔

الجواب

یہ مکالمہ کہ سائل سلمہ نے لکھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زید یا تو محرمات کو حلال جانتا ہے کہ سب کچھ من جانب اللہ ہے یا کم از کم ان کے ارتکاب پر الزام نہیں مانتا کہ سب تقدیر سے ہے۔ عمرو نے اس پر رد کیا کہ یہ ضروریات دین کا انکار ہے اور وہ کفر ہے۔ زید نے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ سے حجت لی۔ عمرو نے جواب دیا کہ مسئلہ قدر مثل آیات متشابہات ہے کہ ایمان لانا فرض اور چون وچرا حرام۔ زید نے جاہلانہ پھر اسی نوشتہ تقدیر سے استناد کیا۔ عمرو نے جواب دیا کہ اسی ایمان مفصل میں والقدر سے پہلے وکتبہ ورسلہ ہے۔ کتابیں اور تمام رسول محرمات کو حرام اور مرتکب کو مستحق عذاب ومورد الزام بتا رہے ہیں۔ کیا ایمان مفصل کے ایک جملہ پر ایمان لائے گا اور دوسرے سے کفر کرے گا۔ آگے وہ آیت پڑھی۔ صورت مذکورہ میں عمرو برسر حق ہے اور اس کا عقیدہ موافق عقیدہ سلف صالح اور زید کا اگر وہی مطلب ہے تو وہ ضرور جہنمی بدمذہب ہے بلکہ اس کا وہ

قول صریح کفر و ارتداد ہے اور اس پر شبہہ ملعونہ کے کشف کو اتنا باذنہ تعالیٰ کافی کہ تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا دھوکہ ہے کہ جیسا لکھ دیا ہمیں ویسا ہی کرنا پڑتا ہے نہیں نہیں بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے۔ لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا۔ مولیٰ عزوجل عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا۔ اگر پیدا ہو کر یہ اس کا عکس کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا ہے اور زید نماز پڑھتا تو مولا عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یونہی لکھتا۔ احمق، جاہل، مسخرگان شیطان اس لکھ لینے پر زبان درازی کرتے ہیں۔ فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال و افعال احوال و اقوال بلاشبہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہو۔ اب کیا کوئی ذرا بھی دین و عقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا لہٰذا چار و ناچار زید کو بمجبوری زنا کرنا پڑا۔ حاشا ہرگز یہ نہیں۔ زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا۔ کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا۔ یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب والشہادۃ کو ازل میں معلوم تھا جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا۔ اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کر سکتا ہے بلکہ اگر مجبور ہو جاتے تو معاذ اللہ علم و نوشتہ غلط ہو جاتے علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہو جاتے تو مجبوراً نہ زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم و نوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے۔ ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون ۰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۵ تا ۶۰ زید کہتا ہے اولیائے کرام کی زیارت کے لئے عورات کو جانا حرام ہے اور اولیائے کرام کی قبر کے پاس بچوں کے بال اتارنا حرام ہے اور چراغ جلانا اور تربت پر غلاف ڈالنا اور غیر خدا جل و علا کو نذر چڑھانا حرام ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں چاہے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چند ابیات مجموعہ خطب حرمین شریفین تالیف مولوی عبدالحی صاحب واعظ کا انیسواں خطبہ چند گناہ کبائر و محرمات کے بیان میں صفحہ ۱۷۴ ا

عورات عرس میں ہوں یا غیر عرس میں نزدیک تربتوں کے بھی جانا حرام ہے

سوال ۵۵ تا ۶۰

بچوں کے بال قبر پہ لا کے اتارنا صندل بھی تربتوں پہ چڑھانا حرام ہے

اور اسی مجموعہ خطیب صفحہ ۲۴۲ میں

نذر بھی غیر خدا کی ہے یقینی شرک سنو غیر کی نذر کا کھانا بھی حرام اے اکرم

کیا یہ ابیات اہل سنت کے برخلاف ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا رسالہ برکات الامداد میں صفحہ ۳۱ خود امام الطائفہ میاں اسمٰعیل دہلوی کے بھاری پتھر کا کیا علاج۔ وہ صراط المستقیم میں اپنے پیرجی کا حال لکھتے ہیں۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ۔ اسی میں ہے۔ شخصیکہ در طریقہ قادریہ قصد بیعت میکند البتہ اور اور جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد (الی قولہ) کہ خود را از زمرۂ غلاماں آنجناب میشمارد اھ ملخصاً اسی میں ہے۔ اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ الخ یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں۔ اگر شخصے بزے را خانہ پرور بکند تا گوشت او خوب شود و او را ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست۔ ایمان سے کہو غوث الاعظم کے یہی معنے ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس یا کچھ اور، خدا جل و علا کو ایک جاج کر کہنا۔ غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن و بشر کے فریادرس، یا کچھ اور۔ پھر یہ کیسا کھلا شرک۔ تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے۔ قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہدو ورنہ شریعت وہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللّٰہ زائرات القبور، اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارتِ قبور بکثرت کریں[۱] رواہ احمد وابن ماجہ والحاکم عن حسان بن ثابت والاولان والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ بلکہ ابوداؤد و ترمذی و

---

[۱] ترجمہ۔ یہ حدیث احمد و ابن ماجہ و حاکم نے حسان بن ثابت انصاری سے اور احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ باذام ابوصالح تابعی ضعفہ البخاری وقال النسائی باذام لیس بثقۃ نعم قال ابن معین لیس بہ باس ۱۲

نسائی و حاکم کے یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللّٰہ زائرات القبور ان عورتوں پر لعنت جو زیارت قبور کو جائیں اقول مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ اگرچہ ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ اس میں ابوصالح باذام ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الافزوروھا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا۔ سنتے ہو ان کی زیارت کرو۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورات بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اصح یہ کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن منظور ہو تو مطلقاً حرام اقول حدیث میں بالتخصیص عورتوں سے خطاب اس پر دلیل ہے کہ ان کے لئے تکثیر زیارت قبور میں حرج کثیر ہے اور اس خصوص پر ورود نسخ ثابت نہیں پھر قبور اقربا پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نسا ہے اور مزاراتِ اولیائے کرام پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراطِ ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے ولہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا کہ یستحب زیارۃ القبور للرجال وتکرہ للنساء لما قدمناہ اسی میں ہے فی کفایۃ الشعبی سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر فقال لایسئال عن الجواز والفساد فی مثل ھذا وانما یسئال عن مقدار ما یلحقھا من اللعن فیہ واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللّٰہ وملئکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ اللّٰہ ذکرہ فی التاتار خانیۃ۔ یعنی کفایہ شعبیہ پھر تاتارخانیہ میں ہے۔ امام قاضی سے سوال ہوا کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے۔ فرمایا ایسی بات میں جائز و ناجائز نہیں پوچھتے کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت

لہ قبروں کی زیارت مردوں کو مستحب اور عورتوں کو مکروہ ہے سے ترجمہ۔ صحیح یہ ہے کہ روضۂ انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری عورتوں کو بھی مستحب ہے مگر بشرطِ آداب و اعتدال جس طرح بعض علماء نے تصریح کی ہے ہمارے مذہب اصح پر کہ امام کرخی وغیرہ کا قول ہے کہ زیارت قبور کی اجازت میں مرد و عورت سب داخل ہیں اس پر تو کوئی اشکال خود ہی نہیں اور دوسرے قول پر بھی روضہ انور کی حاضری عورتوں کو بھی ہم مستحب ہی کہتے ہیں کہ اصحاب نے حکم مطلق دیا ہے

ہوگی۔ خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے۔ اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت ساتھ پھرتی ہے۔ البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ مسلک منقسط پھر ردالمحتار میں ہے حل تستحب زیارۃ قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للنساء صحیح نعم بلا کراھتہ بشروطھا کما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذھبنا وھو قول کوخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذالک نقول بالاستحباب لاطلاق الاصحاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ ۵۶ بچہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر مزارات اولیائے کرام پر حاضر کیا جائے۔ اس میں برکت ہے۔ زمانہ اقدس میں مولود کو خدمت انور میں حاضر لاتے اور اب مدینہ طیبہ میں روضہ انور پر لے جاتے ہیں۔ ابونعیم نے دلائل النبوت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضرت آمنہ والدہ ماجدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتی ہیں جب حضور پیدا ہوئے ایک ابر آیا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں کے پروں کی آواز آتی تھی۔ وہ میرے پاس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے گیا اور میں نے ایک منادی کو پکارتے سنا طوفوا بمحمد علی موالد النبیین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے مقامات ولادت میں لے جاؤ۔ بال اتارنے سے اگر مقصود وہ ہے جس عقیقہ کے دن حکم ہے تو یہ ایک ناقص چیز کا ازالہ ہے۔ مزارات طیبہ پر لے جا کر کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ بال گھر پر دور کر کے لے جائیں پھر بھی اسے حرام کہنا دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے اور اگر وہ مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں۔ اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گذار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔

مسئلہ ۵۷ مزارات اولیائے کرام کے پاس ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے چراغ جلانا بلاشبہ

جائز و مستحسن ہے۔ اس کی تفصیل جلیل ہماری کتاب طوالع النور فی حکم السرج علی القبور اور ہمارے سالہ بریق المنار بشموع المزار میں ہے۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سنا اللہ بسرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں اذا کان موضع القبور مسجدا وعلی طریق اوکان هناك احد جالس اوکان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحه المشرقة علی تراب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیتبرکوا به ویدعوا الله تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات یعنی اگر موضع قبور میں مسجد ہے دکہ روشنی سے نمازی کو آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی) یا قبر سرِ راہ ہے دکہ روشنی سے راہگیروں کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان قبر مسلم دیکھ کر سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے، گزرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے، میت کی قوت زیادہ ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے)، یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے دکہ زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لئے آیا ہے، روشنی سے اسے آرام ملے گا۔ قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا)، یہ مزار کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا ہے۔ وہاں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے روشنی کریں جو اپنے بدن کی مٹی پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تاکہ اس روشنی سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلا ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸ عود لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیئے اگرچہ کسی برتن میں ہو لما فیه من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من اعلیٰ القبر والعیاذ باللہ[1] صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انه[2] قال لابنه وهو

---

[1] ترجمہ: اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دھواں اٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ [2] ترجمہ: انہوں نے اپنی نزع کے وقت اپنے صاحبزادہ سے فرمایا جب میں مروں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے پیٹنے والی جائے نہ آگ۔

فی سیاق الموت اذا انامت فلا تصحبنی نائحة ولا نار الحدیث شرح الشکوٰۃ للامام ابن حجر المکی میں ہے لانها[1] من التفاؤل القبیح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے انها[2] سبب للتفاؤل القبیح اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعتِ مال ہے۔ میت صالح اس غرض کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں۔ دنیا کے اگر لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو اسے اس سے انتفاع نہیں۔ تو جب تک سند مقبول سے نفع مقبول نہ ثابت ہو سبیل احتراز ہے ولا[3] قیاس علی وضع الورد والریاحین المصرح باستجابه فی غیر ما کتاب کما اوردنا علیه نصوصا کثیرۃ فی کتابنا حیاۃ الموات ۱۳۰۵ھ فی بیان سماع الاموات فان العلة فیه کما نصوا علیه انها مادامت رطبة تسبح اللّٰه تعالٰی فتونس المیت لا طیبها اور اگر موجودین یا آنے والے زائرین کے لئے خصوصاً وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم یا ذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے وقد عهد تعظیم التلاوۃ والذکر و تطییب مجالس المسلمین به قدیما و حدیثا جو اسے فسق و بدعت کے محض جاہلانہ جرأت کرتا یا اصول مردودۂ وہابیت پر مرتا ہے بہر حال یہ شرع مطہر پر افترا ہے۔ اس کا جواب انہیں دو آیتوں کا پڑھنا ہے۔ قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین ہ قل اللّٰه اذن لکم ام علی اللّٰه تفترون۔ واللّٰه تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ۔ اس لئے کہ یہ بد فالی ہے [2] اس لئے کہ یہ بدفالی کا سبب ہے [3] ترجمہ۔ اور اس پر قیاس نہ ہوگا کہ قبروں پر گلاب اور پھول رکھنا متعدد کتابوں کی تصریح سے مستحب ہے جیسا کہ اس پر بہت نصوص ہم نے اپنی کتاب حیاۃ الموات ۱۳۰۵ھ فی بیان سماع الاموات میں ذکر کئے اس لئے کہ وہاں علماء نے علت یہ بیان کی کہ پھول جب تک تر رہتے ہیں اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتے ہیں تو اس سے میت کا دل بہلتا ہے خوشبو اس کی وجہ نہ بتائی [4] ترجمہ۔ بے شک قدیم سے آج تک اس سے تلاوت و ذکر کی تعظیم اور مجلس مسلمانان کا اس سے خوشبو کرنا معہود ہے [5] ترجمہ۔ تم کہو لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو تم کہو کیا اللہ نے تمہیں اذن دیا یا اللہ پر بہتان دھرتے ہو۔

مسئلہ ۵۹ تربت اولیائے کرام پر غلاف ڈالنا جائز ہے۔ ہاں عوام کی قبروں پر نہ چاہیئے۔ امام علامہ عارف نابلسی قدس سرہ القدسی کی کتاب مستطاب کشف النور عن اصحاب القبور پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار علی الدر المختار کی عقود الدریہ میں ہے فی فتاوی الحجۃ تکرہ الستور علی القبور اھ ولکن نحن الاٰن نقول ان کان القصد بذالک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لایحتقروا صاحب ھذا القبر ویجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرۃ عند الحضور فی التأدب بین یدی اولیاء اللّٰہ تعالٰی المدفونین فی تلک القبور لما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکۃ عند قبورھم فھو امر جائز لاینبغی النھی عنہ لان الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی یعنی فتاوی حجہ میں قبروں پر غلاف کو مکروہ لکھا لیکن ہم اب کہتے ہیں اگر اس سے نگاہ عوام میں تعظیم اولیاء پیدا کرنا مقصود ہو کہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں۔ اس لئے کہ اہل غفلت جب زیارت کو آئیں تو ان کے دل جھکیں اور ادب کریں کہ ویسے وہ زیارت میں اولیائے کرام کا ادب نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کی روح مبارک ان کے مزارات کے پاس حاضر ہے تو اس غرض سے مزارات پاک پر غلاف ڈالنا جائز ہے۔ اس سے ممانعت نہ چاہیئے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ انتہی **اقول** یہ نفیس مضمون آیہ کریمہ سے مستفاد ہے۔ قال اللّٰہ تعالٰی یایھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللّٰہ غفورًا رحیما۔ اے نبی! اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرماؤ، اپنی چادریں چہرے پر لٹکائیں رہیں۔ یہ اسکے قریب ہے کہ پہچانی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ بے باک لوگ راستوں میں کنیزوں کو چھیڑا کرتے۔ وہ منہ کھولے نکلتیں۔ پہچان کے لئے بیبیوں کو منہ چھپانے کا حکم ہوا کہ معلوم ہو کہ یہ کنیز نہیں تو کوئی ان سے نہ بولے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں کے ساتھ عوام کیا کرتے ہیں۔ ان پر پاؤں رکھکر چلیں، ان پر بیٹھیں، واہیات باتیں کریں۔ ایک قبر پر دو شخصوں کو بیٹھے جوا کھیلتے دیکھا ہے اولیائے کرام کے مزارات بھی اگر عام قبروں کی طرح رہیں، یہی ناسفالیاں ان کے ساتھ ہوں۔ لہٰذا پہچان کے لئے غلاف درکار ہوئے ذالک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین یہ اس سے قریب ہے کہ پہچانی

جائیں تو ایذا نہ دی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰ غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے۔ اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں۔ عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں۔ بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گذریں۔ شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں "نذریکہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگاں مے برند نذر و نیاز میگویند امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں ومن ھذا القبیل زیارۃ القبور والتبرک بضرائح الاولیاء والصالحین والنذر لھم بتعلیق ذالک علی حصول شفاء او قدوم غائب فانہ مجاز عن الصدقۃ علی الخادمین بقبورھم کما قال انفقھا فیمن دفع الزکاۃ لفقیر وسماھا قرضا صح لان العبرۃ بالمعنی لا باللفظ یعنی اسی قبیل سے ہے۔ زیارت قبور اور مزارات اولیاء و صلحا سے برکت لینا یا بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کے لئے منت کہ وہ ان کے خادمان قبور پر تصدق سے مجاز ہے۔ جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا۔ ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو احیا کے لئے بھی نہ ہو سکتی۔ حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں معمول و مقبول ہے۔ امام اجل سیدی ابو الحسن نور اللہ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں "الامام الاوحد" کہا یعنی بے نظیر امام، اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں (۱) اخبرنا ابو المعافی موسی بن عثمان البقایا القاہرۃ سنۃ ۶۶۳ قال اخبرنا ابی بدمشق سنۃ ۶۴۲ قال اخبرنا الشیخان ابو عمر وعثمان الصریفینی والبو محمد عبد الحق الحریمی ببغداد سنۃ ۵۵۹ قال کنا بین یدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمدرسۃ یوم الاحد ثالث صفر ۵۵۵ھ ہم سے ابو المعافی موسیٰ بن عثمان بن موسیٰ بقاعی نے ۶۶۳ھ میں شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ ہمیں میرے والد ماجد عارف باللہ ابو المعانی عثمان نے ۶۴۲ھ

میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو ولی کامل حضرت ابو عمرو عثمان و حضرت ابو محمد عبد الحق حریمی نے ۵۵۹ھ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یک شنبہ ۵۵۵ھ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔ حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں۔ بعد سلام ایک عظیم نعرہ مارا اور ایک کھڑاوں ہوا میں پھینکی۔ پھر دوسرا نعرہ مارا اور دوسری کھڑاوں پھینکی۔ وہ دونوں ہماری نگاہ سے غائب ہو گئیں۔ پھر تشریف رکھی۔ ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا ان معنا للشیخ نذرا ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے فاستاذناہ فقال خذوہ مت ھم ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا۔ حضور نے فرمایا لے لو۔ انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں۔ ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ کہا ۳ صفر روز یک شنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے، ہم پر آپڑے اور ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے۔ نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لو ذکرنا الشیخ عبد القادر فی ھذا الوقت ونذرنا لہ شیئا من اموالنا ان سلمنا ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لئے کچھ مال نذر مانیں۔ ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا۔ ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے۔ یہ آکر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی؟ ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے۔ ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے۔ ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا اس واقعہ کی عظیم الشان خبر ہے (۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ **حدثنا** ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف الازجی قال اخبرنا الشیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل قال اخبرنا الشیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقبل النذر ویأکل منہا ہم سے حدیث بیان کی ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد

بن اسمٰعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذرانے قبول فرماتے اور ان میں سے بذاتِ اقدس بھی تناول فرماتے۔ اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا کہ اجلۂ سادات عظام سے ہیں، اس سے تناول فرمانا کیوں کر ممکن تھا (۳) نیز فرماتے ہیں حدثنا الشریف ابو عبد اللہ محمد بن الخضر الحسینی قال اخبرنا ابی قال کنت مع السیدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورأی فقیرا مکسور القلب فقال لہ ماشأنك قال مررت الیوم بالشط وسألت صلاحًا ان یحملنی الی الجانب الأخر فابی وانکسر قلبی لفقری فلم یتم کلام الفقیر حتی دخل رجل معہ صرۃ فیہا ثلاثون دینار انذر اللشیخ لذالك الفقیر خذ ھذہ الصرۃ واذھب بہا الی الملاح وقل لہ لاترد فقیرا ابدا وخلع الشیخ قمیصہ واعطاہ للفقیر فاشتری منہ بعشرین دینارا۔ ہم نے شریف ابو عبد اللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے والد ماجد نے، فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا، حضور نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی کل میں کنارہ دجلہ پر گیا۔ ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا اس نے نہ مانا۔ محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا۔ فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے حضور نے فقیر سے فرمایا، یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا (۴) نیز فرماتے ہیں الشیخ بقا ابن بطو کان الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یثنی علیہ کثیرا وتجلہ المشائخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور من کل مصر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء و علما سب ان کی تعظیم کرتے۔ ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے (۵) نیز فرماتے ہیں الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکابر مشائخ العراق اجمع المشائخ والعلماء علی تبجیلہ وقصد بالزیارات والنذور من کل جہۃ

حضرت منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں۔ اولیاء علما نے ان کی تعظیم پر اجماع کیا اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آئے اور ان کی نذر لائے (۶) نیز فرماتے ہیں لم یکن لاحد من مشائخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الھیتی فتوح اکثر من فتوحہ کان یتذر لہ من کل بلد حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسی کی فتوح ان کے مثل نہ تھی، ہر شہر سے ان کی نذر آتی (۷) نیز فرماتے ہیں: الشیخ ابوسعید القیلوی احد اعیان المشائخ بالعراق حضر مجلسہ المشائخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور۔ حضرت ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیائے عراق میں سے ہیں مسلمان ان کی زیارت کو آئے اور ان کی نذر کی جاتی (۸) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابوالحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمہ اللہ تعالیٰ یقول کانت نفقۃ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الغیب وکان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذر لہ کثیرا وکنت عندہ یوما فمرت بہ بقرات مع راعیھا فاشار الی احدھن وقال ھذہ حامل بعجل احمر غرۃ صفتہ کذا وکذا ویولد وقت کذا یوم کذا وھو نذر لی وتذبحہ الفقراء یوم کذا ویاکلہ فلان وفلان ثم اشار الی اخری وقال ھذہ حامل بانثی ومن صفتھا کذا وکذا تولد وقت کذا وھی نذر لی یذبحھا فلان رجل من الفقراء یوم کذا ویاکلھا فلان وفلان وللکلب احمر فیھا نصیب قال فواللہ لقد جرت الحال علی ما وصف الشیخ۔ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی۔ کہا میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا۔ اور ان کا تصرف نافذ تھا۔ ان کے کام کرامات تھے : علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا۔ مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا۔ کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گذریں۔ حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا۔ فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا۔ فقرا اسے فلاں دن ذبح کریں گے

اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اور اس کا حلیہ بیان فرمایا، فلاں وقت پیدا ہو گی اور وہ میری نذر ہو گی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا (۹) نیز فرماتے ہیں اخبرنا الفقیہ الصالح ابومحمد الحسن بن موسی الخالدی قال سمعت الشیخ الامام شہاب الدین السہروردی رضی اللہ تعالی عنہ یقول مالاحظ عمی شیخنا الشیخ ضیاء الدین عبد القاہر رضی اللہ تعالی عنہ مریدا بعین الرعایۃ الاانتج وبرع وکنت عندہ مرۃ فاتاہ سوادی بعجل وقال لہ یاسیدی ھذا انذرناہ لک وانصرف الرجل فجا العجل حتی وقف بین یدی الشیخ فقال الشیخ لنا ان ھذا العجل یقول لی انی لست العجل الذی نذر لک بل نذرت للشیخ علی بن الھیتی وانما نذر لک انحی فلم یلبث ان جاء السوادی وبیدہ عجل یشبہ الاول فقال السوادی یاسیدی انی نذرت لک ھذا العجل ونذرت الشیخ علی بن الھیتی العجل الذی اتیتک بہ اولا وکان اشبتھا علی واخذ الاول وانصرف۔ ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسی خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القادر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر وہ نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا کہ ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا۔ بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں۔ میں حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر ہوں، آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا، اور عرض کی اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر میں یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے۔ مجھے دھوکا ہو گیا۔ یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس چلا گیا (۱۰) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابوزید عبد الرحمٰن بن سالم بن احمد القرشی

قال سمعت الشیخ العارف ابا الفتح بن ابی الغنائم بالاسکندریہ ہمیں ابوزید عبدالرحمٰن
بن سالم بن احمد قرشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم سے سکندریہ
میں سنا کہ اہل بصائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید
احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور لایا اور عرض کی اے میرے آقا! میرا اور میرے بال بچوں
کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے، اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لئے قوت و برکت کی دعا
فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جا اور انہیں
میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ۔ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت
سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں۔ یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا۔
فرمایا آگے آ۔ قریب گیا۔ قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے، سیدی عثمان نے
خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام، اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ پھر ایک شیر کو
اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا۔ حضرت نے فرمایا
اب اٹھ آ، وہ اٹھ آیا۔ پھر دوسرے شیر سے فرمایا، اٹھ اس میں سے کھا۔ وہ اٹھا اور کھایا۔ پھر
اسے بلا لیا۔ تیسرا شیر بھیجا۔ یونہی ایک ایک شیر بھیجتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل
کھا لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے
کھڑا ہوا۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو۔ اس نے اسے پکڑ
تو لیا مگر دل میں کہتا تھا، میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس
پہچان کر مجھے ستائے۔ ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر
عرض کی یاسیدی نذرت لک ثورا واتیت بہ الی البطیحۃ فاستلب منی ولا
ادری این ذھب اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے بطیحہ
تک لایا۔ وہاں سے میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا۔ فرمایا قد وصل الینا ھا
ھو تراہ۔ وہ ہمیں پہنچ گیا، یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے۔ وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور
حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا اے میرے مولیٰ خدا کی قسم! اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی
معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرا دی۔ حضرت نے فرمایا

ھذا ان الحبیب لا یخفی عن حبیبه شیئاً و من عرف اللہ عزوجل عرفه کل شیٔ اے شخص بے شک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا۔ جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے پھر بیل والے سے فرمایا تو اپنے دل میں میرا شاکی تھا اور کہہ رہا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے۔ مبادا کوئی اسے میرے پاس پہچان کر مجھے ایذا دے۔ یہ سن کر بیل والا رونے لگا۔ فرمایا کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں، جا اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے۔ وہ بیل کو لے کر چند قدم چلا۔ اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے۔ فرمایا شیر کا خوف ہے؟ عرض کی ہاں! حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے۔ شیر اٹھا اور ساتھ ہو لیا۔ اس کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے داہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا۔ حضرت روئے اور فرمایا، ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو گیا (۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وکان رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول رایت النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال اذا کان لک حاجة وردت قضاءها فانذر لنفیسة الطاهرة ولو فلسا فان حاجتک تقضی۔ یعنی حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کرو، اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہو گی۔ یہ ہیں اولیاء کی نذریں اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ نذر اولیاء کو مااھل به لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے۔ ایسا ہوتا تو آئمہ دین کیوں کر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ ما اھل به لغیر اللہ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

اب امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے باپوں کے بھی اقوال لیجئے۔ جناب شاہ ولی اللہ

صاحب محدث دہلوی مولوی اسماعیل کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر انفاس
انکار فین میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں۔ حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت
مخدوم اگرو یا رفتہ بودند شب ہنگام بود واں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند
چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بریاراں غالب آمد آنگاہ
زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں
ساعت ایں تمام پختہ نشیندگان درگاہ مخدوم آلہ و یا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر
کردم (۲) اسی میں ہے۔ حضرت ایشاں میفرمودند کہ فرا و بیگ را مشکلے پیش افتاد نذر
کردم کہ بار خدایا کہ اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ دہم آں مشکل مند
رفع شد آں نذر از خاطرہ برفت بعد چندے اسپ او بیمار شد نزدیک بہلاک رسید
بر سبیب ایں امر مشرف شدم بدست یکی از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم
وفائے نذر است اگر اسپ خود را میخواہی نذر ہے را کہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست
وے نادم شد و آں نذر فرستاد و ہماں ساعت اسپ او شفا یافت (۳) حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔ حضرت امیر و ذریہ طاہرہ
او را تمام امت بر مثال پیراں و مرشداں مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و
فاتحہ و درود و صدقات و **نذر** بنام **ایشاں** رائج و معمول گردیدہ چنانچہ **باجمیع اولیاء اللہ**
ہمیں معاملہ است **فاتحہ** و درود و **نذر و عرس و مجلس** (**فوائد عظیمہ جلیلہ**) مسلمان
دیکھیں دونوں شاہ صاحبوں کی ان تینوں عبارتوں میں سے کتنے جلیل و جمیل واہیت کش فائدے
حاصل ہوتے وللہ الحمد۔ اولیاء کا اپنے حاضرین مزارات پر مطلع ہونا (۲) ان سے کلام فرمانا کہ جب
حضرت مخدوم اگرویا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبد الرحیم
صاحب حاضر ہوئے۔ حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا۔
(۳) اولیائے کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا
کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے۔ اور یہ کہ آج اس کا شوہر آئے گا
اور یہ کہ عورت اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی (۴) اولیاء کی نذر۔

(۵) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی (۶) ان کی نذر مان کر پوری نہ کرنے سے بلا آنا، اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو۔ اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے۔ اس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کرو اس نے وہ نذر پوری کی۔ گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا (۸) فاتحہ مروجہ (۹) عرس اولیا (۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ پانچ بھاری غضب کہ پیر پرستی (۱۱) مولیٰ علی و آئمہ اطہار کی بندگی (۱۲) اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع (۱۳) فتح شکست، تندرستی مرض، دولت مندی تنگ دستی اولاد ہونا نہ ہونا، مراد ملنا نہ ملنا اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی و آئمہ اطہار کی وا اولیائے کرام سے وابستہ ہونا (۱۴) اس وابستہ جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ہونا۔ وہ سات بڑے شاہ صاحب کے کلام میں تھے۔ یہ بھاری پتھر چھوٹے شاہ صاحب کے کلام میں ہیں۔ اب اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان و ایذ الحق اور گنگوہی صاحب کی قاطعہ براہین وغیرہا خرافات وہابیہ سے ان ۱۴ کو ملا کر دیکھیئے۔ دونوں شاہ صاحب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹے پکے مشرک، مشرک گر ٹھہرتے ہیں مگر ان کا مشرک ہونا آسان نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھاری (۱۵) فائدہ حاصل ہو گا کہ اسمٰعیل دہلوی و گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر ہیں کہ اسمٰعیل دہلوی ان دو مشرکوں کا غلام ان کا شاگرد، ان کا مرید، ان کا مداح، ان کو امام و ولی وچنیں چناں جاننے والا اور گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تقویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور اس تیسرے قرانی دھرم پر بددین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والے اور جو ایسوں کو ویسا جانے خود مشرک کافر بیدین والحمد للہ رب العالمین ہے۔ کسی **وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امرتسری بنگالی بھوپالی** وغیرہم کے پاس اس کا جواب یا آج ہی سے وقفوھم انھم مسئولون ۰ مالکم لا تناصرون ۰ بل ھم الیوم مستسلمون

لہ انہیں روکو ان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا اب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اب وہ گردن ڈالے ہیں۔

کا ظہور بے حجاب کذالک العذاب والعذاب الاخرۃ اکبر لو کان یعلمون ؎
یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ اس مجموعہ خطیب کے اشعار موافق اہل سنت نہیں اور برکات الامداد کی وہ عبارت متعلق بہ استمداد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ نیک مجلس میں بیٹھنے سے نیک راستہ ملتا ہے اور بد مجلس میں بیٹھنے سے بد راستہ ملتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ انہیں صحبت کا اثر کچھ نہیں لگتا، آخر تقدیر کے ساتھ ہے۔ پھر اچھی مجلس میں بیٹھنے کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔ لباب الاخبار قال نبی صلی علیہ وسلم لابن مسعود رضی اللہ عنہ یا ابن مسعود جلوسک فی حلقۃ العلم لا تمس قلما ولا تکتب حرفا خیر لک من اعطاء الف فرس فی سبیل اللہ وسلامک علی العالم خیر لک من عبادۃ الف سنۃ یعنی فرمایا نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اے ابن مسعود بیٹھنا تیرا علم کی مجلس میں کہ نہ پکڑے تو قلم اور نہ لکھے تو حرف، بہتر ہے تیرے واسطے آزاد کرنے سے ہزار غلام اور دیکھنا تیرا طرف منہ عالم کے بہتر ہے تجھ کو دینے سے ہزار گھوڑے راہ خدا میں اور سلام کرنا تیرا عالم پر بہتر ہے تجھ کو ہزار برس کی عبادت سے۔ کیوں میاں سنا اچھی مجلس میں بیٹھنے سے کتنا فضل ربی ہے۔ جل و علا قال اللہ عزوجل واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور کا رسالہ "ازالۃ العار" صفحہ ۱۴ پانچویں حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف برے ہم نشیں سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا۔ رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الجواب

زید جاہل محض بلکہ شاید مجنون ہے۔ صحبت کا اثر بھی تقدیر ہی ہے۔ شہد سے نفع، زہر سے

؎ ترجمہ۔ عذاب ایسا ہوتا ہے اور بے شک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے۔

ضرر ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور ہر مسلمان کے نزدیک یہ بھی تقدیر ہی سے ہے۔ صحبت بد سے ممانعت کو وہ آیۂ کریمہ کہ سوال میں ذکر کی کافی اور صحبت نیک کی خوبی کو وہ ارشادِ الٰہی بس ہے کہ رب عزوجل سے اس کے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روایت کیا کہ فرماتا ہے ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم اللہ و رسول کی مجلس ذکر والے وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور دونوں کی جامع وہ حدیث جامع صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسک وکیر الحداد لا یعدمک من صاحب المسک اما ان تشتریہ او تجد ریحہ وکیر الحداد یحرق بیتک او ثوبک او تجد منہ رائحۃ خبیثۃ یعنی نیک ہم نشیں کی مثال مشک فروش کی مثل ہے کہ تو اس سے مشک مول لے گا یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو آئے گی اور بد ہم نشیں کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ تیرا گھر پھونک دے گی یا کپڑے جلائے گی اور کچھ نہ ہوا تو اس سے تجھے بدبو تو پہنچے گی۔ احادیث اس باب میں کثیر و وافر ہیں اور لباب الاخبار کی وہ روایت صحیح نہیں بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ اصل تقدیر ہے صحبت کوئی اثر خلاف تقدیر نہیں کر سکتی تو بات فی نفسہٖ صحیح ہے مگر اس سے صحبت کا انکار جہل قبیح ہے جیسا کہ شہد و زہر کی مثال سے گذر اولا خبرۃ للعوام بمسلک الامام ابی الحسن الاشعری فی ھذا حتی یحمل علیہ مع انہ ایضا خلاف الصواب کما نص علیہ الائمۃ الاصحاب رضی اللہ تعالیٰ عن الجمیع واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا، وہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنا بڑا ہوگا۔ فقیر نے جواب دیا اس میں کون سا شک ہے۔ ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کر لو۔ اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب

زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۶۳

حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے۔ زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے۔ فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھا لیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچا دے۔

آدم سر د تن باب و گل داشت ۔۔۔ کو حکم ملک جان و دل داشت

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ ہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابو نعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن مولود الاوقد ذر علیہ من تراب حفرتہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مامن مولود الاوفی سرتہ تربتہ التی خلق منھا حتی یدفن فیھا وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیھا ندفن ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے۔ جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے اے رب میرے! بنے گا یا نہیں۔ اگر فرماتا ہے نہیں تو اس میں روح نہیں پڑتی اور خون ہو کر رحم سے نکل جاتا ہے اور اگر فرماتا ہے ہاں! تو

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اقدس جس خاک پاک سے بنا صدیق و فاروق اسی مٹی سے بنے

عرض کرتا ہے، اے میرے رب! اس کا رزق کیا ہے۔ زمین میں کہاں کہاں چلے گا۔ کیا عمر ہے کیا کیا کام کرے گا۔ ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھ کہ تو اس میں اس نطفے کا سب حال پائے گا۔ ویأخذ التراب الذی یدفن فی بقعتہ وتعجن بہ نطفتہ فذالک قولہ تعالٰی منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے۔ یہ ہے مولٰی تعالٰی کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں پھر تمہیں لے جائیں گے۔ عبد بن حمید و ابن منذر عطائے خراسانی سے راوی ان الملک ینطلق فیاخذ من تراب المکان الذی یدفن فیہ فیذرہ علی النطفۃ فیخلق من التراب ومن النطفۃ وذالک قولہ تعالٰی منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم فرشتہ جا کر اس کے مدفن کی مٹی لا کر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے، اور یہ ہے مولٰی تعالٰی کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔ دینوری نے کتاب المجالسہ میں ہلال بن یساف سے نقل کی ما من مولود الا وفی سرتہ من تربۃ الارض التی یموت فیھا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں وہاں کی مٹی نہ ہو جہاں مرے گا اقول یہ اگر ثابت ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ قبر کی مٹی سے نطفہ گوندھا جاتا ہے اور جب پتلا بنتا ہے تو جہاں مرے گا اس جگہ کی کچھ مٹی ناف کی جگہ رکھی جاتی ہے۔ مگر حدیث مرفوع سے گزرا کہ ناف میں بھی اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جہاں دفن ہوگا تو ظاہرا اس روایت میں موت سے دفن مراد ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ زید جاہل ہے اور اس پر بدعقل یا بدعقیدہ ہے اور اس پر بے باک۔ اجالی اندھیری میں تمام جہان کے کام ملائکہ ہی کرتے ہیں، وہ اس روشنی کے کیا محتاج ہیں۔ رحم میں جب نطفہ قرار پاتا ہے اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے کہ اس میں سلائی نہیں جا سکتی۔ اس وقت بچے کا پتلا کون بناتا ہے۔ یہ باریک باریک رگیں اور مسام اور رونگٹے اس میں کون رکھتا ہے۔ سب کام بحکم الٰہی فرشتہ ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے احادیث میں ارشاد فرمایا ہے جن کو ہم نے اپنی کتاب مستطاب "الامن والعلٰی" میں ذکر کیا ہے۔ دن بھی ہو تو بند رحم کے اندر کون سی روشنی ہے۔ نہ سہی سخت کالی اندھیری رات میں کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھے

ہزار آدمی کے بیچ میں ایک ہی روح نکلتی ہے۔ وہ کون نکالتا ہے فرشتہ ہی نکالتا ہے قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم استقرارِ نطفہ کا وقت تمہیں معلوم نہیں یا فرشتے کو بھی نہیں معلوم۔ جیسے موت کا وقت۔ غرض ایسے جاہلوں سے مخاطبہ بے سود ہے، اسے سمجھایا جائے کہ ارشادات قرآن و حدیث میں اپنی بھدی سمجھ کو جگہ نہ دیا کرے کہ گمراہی دینے کا بڑا پھاٹک یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۳ ایک شخص سنی مسلمان ایک کافرہ عورت نصاریٰ سے زنا کرتا تھا اور دو بچے پیدا زنا سے ہوئے۔ بعدہٗ وہ عورت اسلام لائی۔ بعدہٗ تین بچے پیدا ہوئے اور بعدہٗ مرد کا انتقال ہوا اور پھر وہ عورت نصاریٰ کے دین میں گئی، اور ایک ہندو شخص سے پھر زنا کرتی ہے اور اسی کے مکان میں عورت کی مثال رات و دن رہتی ہے، اور پھر وہ مسلمان کے بچے بھی اپنے ماں کے ساتھ ہیں اور وہ گوشت حرام کا فر کا ذبیحہ کھاتی ہے اور وہ بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ حرام گوشت کھاتے ہیں۔ بڑا لڑکا اسلام سے کچھ واقف ہے تو وہ ماں کے پاس نہیں، اور لڑکی دس برس کی ہے اور دیگر لڑکے چھوٹے ہیں سوائے بڑے لڑکے کے سب بچے اپنی ماں کے پاس ہیں۔ اب ان بچوں کے واسطے شرع کیا حکم کرتی ہے اور اگر اسی حالت میں کوئی بچہ انتقال ہوا تو نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے

الجواب

اس بارے میں کوئی روایت نہیں۔ علامہ شہاب شلبی کا خیال اس طرف گیا کہ کافرہ کا بچہ جو مسلمان کے زنا سے پیدا ہو مسلمان نہ ٹھہرے گا کہ زنا سے نسبت منقطع ہے اقول اس تقدیر پر ان شہروں میں جہاں اسلامی سلطنت کبھی نہ ہوئی۔ وہ بچے کہ اس عورت کے حال اسلام میں پیدا ہوئے، پھر وہ مرتد ہو گئی، اس کی تبعیت سے مرتد ٹھہریں گے، جب تک

ؔ تنبیہ :۔ جواب سوال ۱۶ میں جو گذرا کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ تو مسلمان نہیں اس فتاویٰ علامہ شبلی کے موافق تھا۔ علامہ شامی کی تحقیق پر اب بھی مسلمان ٹھہرے گا اور فقیر کی رائے میں یہی اقویٰ معلوم ہوا تو جواب سوال ۱۶ میں استثنا رکھا جائے کہ اگر سمجھ وال ہو کر خود اس نے کفر کیا تو مسلمان نہیں۔

سمجھ وال ہو کر خود اسلام نہ لائیں اذلااب ولادام اور علامہ شامی کی تحقیق یہ ہے کہ مسلمان کے بچے اگرچہ زنا سے ہوں مسلمان ہی ٹھہریں گے کہ ہمارے نزدیک بہت زنا سے نکاح حرام ہے اپنے بچہ زنا کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں فان الحقائق لامرولہا جب یہ احکام شرع نے مانے ہیں یونہی تبعیت اسلام بھی اور اسی پر امام اجل سب کی شافعی اور قاضی القضاۃ حنبلی نے فتویٰ دیا **اقول** یہ بلاشبہ قوی ہے۔ یوں وہ سب بچے مسلمان ہیں۔ ان میں جو مرے گا اس کے جنازے کی نماز ہوگی، جب تک سمجھ وال ہو کر خود کفر نہ کرے اور اب ماں کا ارتداد انہیں ضرر نہ دے گا کہ باپ کے اسلام پر مرنے سے ان کا اسلام مستقر ہو گیا۔ درمختار میں ہے لتناهی التبعیة بموت احدهما مسلما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵، ۶۶ اہل کتاب نصاریٰ کی لڑکی سنی مسلمان کے ساتھ نکاح کی مگر شرط یہ کہ وہ دین محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قائم رہے اور وہ دین نصاریٰ پر قائم رہے اب اس صورت میں نکاح پڑھنا کیا حکم ہے۔ فی زمانہ اور اہل کتاب بعد دار الحرب سلطنت اسلامیہ کے تابع ہو اور جو غیر تابع ہو ان دونوں صورتوں میں نکاح کس شرط سے پڑھی جائے گی اور سنی مسلمان کی لڑکی اہل کتاب نصاریٰ کے نکاح میں جا سکتی ہے وہ نصاریٰ دین پر ہو اور لڑکی دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہو۔

الجواب

لا الہ الا اللہ مسلمان عورت کا نکاح نصرانی وغیرہ کسی کافر سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ہوگا زنائے محض ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے لاهن حل لهم ولاهم يحلون لهن نہ مسلمان عورتیں کافروں کو حلال ہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کو حلال۔ نصرانیہ اگر سلطنت اسلامیہ میں مطیع الاسلام ہے اس سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے ورنہ مکروہ تحریمی قریب بحرام۔ یہ بھی اس صورت میں کہ وہ واقعی نصرانیہ ہو، نہ حالت دہریت و نیچریت، جیسے مسلمان کہلانے والا نیچری مسلمان نہیں۔ درمختار میں ہے (صح نکاح کتابیہ) وان کرہ تنزیہا مومنۃ بنبی مقرۃ بکتاب) وان اعتقدوا المسیح الٰہا فتح القدیر میں ہے وتکرہ الکتابیہ الحربیہ اجماعا رد المختار

میں ہے اطلاقھم الکراھۃ فی الحربیۃ[3] یفید انھا تحریمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۶۷ ایک شخص اپنی چچی یا ممانی کے ساتھ نکاح کرے بعد انتقال اپنے چچا اور ماموں کے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب

درست ہے جب کہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع نہ ہو قال تعالیٰ واحل لکم ما وراء

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۶۸ زید اگر اپنے بہنوئی کی لڑکی جو دوسری عورت کے شکم سے پیدا ہوئے نہ خاص اپنی بہن کی لڑکی مگر بہن کی سوکن کی لڑکی سے نکاح پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں

الجواب

جائز ہے۔ لعدم المانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۹ ناف سے نیچے بدن غیر آدمی کا دیکھنے سے وضو جاتا ہے۔ اب اس ملک افریقہ میں جنگلی آدمی ہیں، ان کو کپڑے پہننے کی کچھ خبر نہیں اور ہر وقت تھوڑا سا کپڑا آگے شرمگاہ کے رکھتے ہیں اور سب بدن کھلا رہتا ہے۔ ایسے لوگ اگر نمازی کے سامنے سے گذریں اور کھلا بدن نظر پڑے تو نمازی کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اور وہ آدمی دین اسلام نہیں جانتے اور کافر ہیں اور ہر وقت آمدورفت کرتے ہیں۔

الجواب

اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلاً وضو میں خلل نہیں آتا۔ یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے۔ ہاں پرایا ستر بامقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی اور اتفاقاً نگاہ پڑ جائے پھر نظر پھیر لے یا آنکھیں بند کر لے تو حرج نہیں۔ حدیث

---

[1] ترجمہ۔ کتابیہ جو کسی نبی کو مانتی اور کسی کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو اس سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مسیح کو خدا کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے [2] ترجمہ۔ جو کتابیہ عورت سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر نہ رہتی ہو اس سے نکاح بالاجماع مکروہ و منع ہے [3] ایسی کتابیہ کے باب میں علماء کا کراہت کو مطلق لکھنا بتاتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی قریب بحرام ہے۔

میں ہے النظرۃ الاولیٰ لک والثانیۃ علیک پہلی نگاہ جو بے مقصد پڑے وہ تیرے لیے ہے یعنی تجھ پر اس میں مؤاخذہ نہیں اور دوسری نگاہ یعنی جب دوبارہ قصداً دیکھے یا پہلی نگاہ ہی قائم رکھے، منہ نہ پھیرے، آنکھیں نہ بند کرے تو اس کا تجھ پر مواخذہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۰

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا درست ہے تو فی زمانہ اہل کتاب نصاریٰ ہو یا یہود ان کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے یا نہیں۔

الجواب

نصاریٰ کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ یہود کے یہاں البتہ ذبح ہے، پھر بھی بلاضرورت ان کے ذبیحوں سے بچنا ہی چاہیے۔ خصوصاً نصاریٰ کہ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت علماء کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر دہریہ نیچری ہو تو اس کا ذبیحہ بالاجماع حرام و مردار ہے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہو نہ کہ نصرانی یا یہودی کہ مجرد نام اصلاً کافی نہیں۔ ردالمحتار و درمختار اواخر باب نکاح الکفار و بحر الرائق و فتاویٰ دلوالجیہ میں ہے النصرانی لاذبیحۃ لہ[1] وانما یاکل ذبیحۃ المسلم اویخنق فتح القدیر میں ہے۔ الاولیٰ[2] ان لایاکل ذبیحتہم الا للضرورۃ مجمع الانہر میں ہے فی المستصفی[3]

---

[1] ترجمہ۔ نصرانی کے لئے ذبیحہ نہیں وہ یا تو مسلمان کا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے یا گلا گھونٹتا ہے [2] ترجمہ۔ اولیٰ یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے مگر مجبوری کو [3] مستصفیٰ میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ سے نکاح اس وقت حلال ہیں جب کہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ ذبیحہ و نکاح دونوں حرام ہیں انتہی اور مبسوط امام شیخ الاسلام میں ہے نصرانی جب کہ مسیح کو خدا جانے تو واجب ہے کہ اس کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے نہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے مگر نظر بدلائل جواز مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ بے ضرورت نہ کریں جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہمارے زمانے میں نصاریٰ علانیہ بیٹا کہتے ہیں اور ضرورت کچھ نہیں اور احتیاط واجب ہے کہ ان کا ذبیحہ حلال ہونے میں اختلاف ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو جہاں مجبوری نہ ہو ان کا ذبح کیا ہوا بھی حرام ہی سمجھنا چاہیے۔

قالوا انحل اذا لم اذا لم یعتقدوا المسیح الٰہا اما اذا اعتقدوا فلا انتہی وفی مبسوط شیخ الاسلام یجب ان لا یاکلوا ذبائح اہل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الٰہ وان عزیرا الٰہ ولا یتزوجوا نساءہم قیل وعلیہ الفتوٰی لکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان لا یفعل الا للضرورۃ کما فی الفتح والنصارٰی فی زماننا یصرحون بالابنیۃ وعدم الضرورۃ متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتہم اختلاف العلماء کما بینا فالاخذ بجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۱

اگر ایک شخص نے گھرستی عورت کے ساتھ نصاریٰ کے گرجے میں نکاح کیا اور پھر اسلامی طریقے بموجب نکاح کیا اور وہ عورت اپنے نصاریٰ گرجے میں پوجا کرنے کو جاتی ہے۔ آیا اگر اس عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے دفن کفن کا کیا حکم ہے۔

الجواب

صرف اتنی بات کہ اس نے مسلمان سے نکاح کر لیا، اسے مسلمان نہ کر دے گی کہ مرتدہ ٹھہرے، وہ بدستور نصرانیہ ہے اس کے نصرانی رشتہ داروں کو دے دی جائے کہ وہ اس کا گور گڑھا کریں۔ ہدایہ میں ہے اذا مات[1] الکافر ولہ ولی مسلم یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ وتحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہا بل یلقٰی فتح القدیر میں ہے جواب[2] المسألۃ مقید بما اذا لم یکن قریب کافر فان کان خلی بینہ وبینہم ھذا اذا لم یکن کفرہ والعیاذ باللّٰہ بارتداد فان کان تحفر لہ حفیرۃ ویلقٰی فیہا کالکلب ولا یدفع الی من انتقل الی دینہم صرح بہ فی غیر موضع واللّٰہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ترجمہ: جب کافر مر جائے اور اس کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو وہ اسے بے رعایت سنت ایسا غسل جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اور ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھے میں پھینک دے آہستگی سے نہ رکھے بلکہ اوپر سے ڈال دے [2] ترجمہ: یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار کافر نہ ہو ورنہ اسے دے دیا جائے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ مرتد نہ ہو اور اگر معاذ اللّٰہ مرتد ہے تو غسل کفن کچھ نہیں نہ اس کی لاش ان لوگوں کو دیں جن کا دین اس نے اختیار

سوال ۲۷ ایک شخص اہل اسلام سنی ہے اور وہ ظاہر شراب پیتا ہے اور حرام گوشت نصاریٰ کا یا کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتا ہے اور کلمہ کا شریک ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور بعد موت کے نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

(بقیہ حاشیہ) کیا بلکہ ایک تنگ گڑھے میں کتے کی طرح یونہی پھینک دے عہ قال فی العنایہ (ولہ ولی مسلم) ای قریب لان حقیقۃ الولایۃ منتفیۃ قال اللہ تعالی لا تتخذوا الیہود والنصری اولیاء اھ ولم یرضہ فی الفتح فقال عبارۃ معیبۃ وما دفع بہ من انہ اراد القریب لینبیہ لان المؤاخذ انما ھی علی نفس التعبیر بہ بعد ارادۃ القریب بہ اھ وتبعہ فی النہر واجاب فی النہر بالتجوز واقرہ فی النجۃ **اقول** ولا یمس کلام الفتح کما تری ولنا **اقول** الولی یکون من الموالاۃ وھی الثقۃ بین المومنین والکافرین یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق ومن ولایۃ بمعنی القدرۃ علی التصرف فی الامر وھی منتفیۃ للکافر علی المسلم لن یجعل اللہ الکافرین علی المومنین سبیلا وثابتۃ للمسلم علی الکافر کما للمولاۃ والقضاۃ علی اھل الذمہ ولذا لم تجز شہادۃ کافر علی مسلم وجازت شہادۃ المسلم علی الکافر لان شہادۃ من باب الولایہ فی امر التجہیز وتکون مادۃ للاتوباء فالمعنی ولہ قریب من المسلمین بتصرف فی تجہیزہ وتکفینہ قسبۃ العیب الی ما ھو لفظ محمد فی الجامع الصغیر وقد رواہ عن ابی یوسف عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہم لیس مما ینبغی ھذا وقال فی ردالمحتار قولہ ویغسل المسلم ای جوازا لان من شروط وجوب الغسل کون المیت مسلما قال فی البدائع لا یجب غسل الکافر لان الغسل وجب کرامۃ وتعظیما للمیت والکافر لیس من اھل ذلک اھ ما فی ش وانا **اقول** لا ادری لم ذا لغسل فاقل ما فیہ التلوث بالخبث والاشتغال بالعبث فانہ ان غسل لسبعین بحر الم لیستقد طہرا ولو لان فی الغسل اکرام للمیت وتعظیما لہ لما وجب للمسلم نیبغی ان لا یجوز للکافر لانہ لیس من اھل ذلک وانما الواجب علینا

الجواب

جب کہ وہ مسلمان ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں۔ ملت سماویہ کافی ہے اور اس کے جنازے پر نماز فرض ہے جیسا کہ جواب سوم میں گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴؎ اگر کوئی شخص کافر ایمان لایا اور بڑی عمر کا ہونے کے سبب وہ ختنہ نہیں بیٹھا۔ اب وہ شخص اگر ذبح کرے اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اس کا کھانا اور

(بقیہ حاشیہ) اهانته مهما قدرنا وقول الهداية يغسله ويكفنه ويدفنه بذالك امر علی رضی الله تعالیٰ عنه فی حق ابیه ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس الخ فاقول انما الثابت فی حدیث ابی داؤد ان علیا کرم الله تعالیٰ وجهه قال یا رسول ان عمك الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباك لیس فیه ذکر غسل ولا تکفین والمواراة لیست للاکرام بل لدفع الاذی وکذا هو عند الشافعی وابی داؤد الطیالسی وابن راهویه وابی یعلی والبیهقی نعم فی روایة ابن ابی شیبة ارای ان تغسله وتجنه وزاد ابن سعد فی الطبقات من طریق الامام الواقدی قال اذهب فاغسله وکفنه وواره قال البیهقی حدیث باطل واسانیده کلها ضعیفة اه اقول صححه ابن خزیمة کما فی الاصابة من ترجمه ابی طالب واقره الحافظ لکنه فی المواراة فقط نعم الواقدی ثقة عندنا فصدق قول الهداية بذالك امر علی ومع هذا هی واقعة عین لا عموم لها وقد خفف عن ابی طالب عذاب النار اکراما لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلیکن غسله وتکفینه ایضا من هذا الباب بعد کل ذالك فالمذهب مانص علیه ولیس لنا مقال لدیه والله تعالیٰ اعلم۔

نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے جب تک وہ ختنہ نہیں بیٹھا۔ وہاں تک ذبیحہ اور نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

الجواب

اس کے ذبیحہ کا حکم جواب ۴۸ میں گذرا اس کا نکاح بھی صحیح ہے وہیں گذرا کہ جوانی میں مسلمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ نہ کر سکے اور کوئی عورت ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے اس کا نکاح کر دیا جائے کہ بعد نکاح وہ اس کا ختنہ کرے۔ معلوم ہوا کہ بے ختنہ نکاح جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴۹ اگر تیل یا گرم گھی ہو یا سرد اس میں حرام جانور مثلاً چوہا، بلی یا کتا یا خنزیر وغیرہ جانور اندر مر گیا یا جھوٹا کر گیا اب وہ گھی و تیل وغیرہ کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب

گھی اگر رقیق پتلا ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ مسئلہ پنجم میں گذرا اور اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے تھوڑا سا گھی کھرچ کر پھینک دیں۔ باقی پاک ہے۔ احمد و ابو داؤد ابو ہریرہ اور دارمی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۰ اگر کوئی شخص زاد راہ رکھتا ہے اور اس کو طاقت ہے کہ اپنے زن و فرزند کو حج کے واسطے لے جا سکتا ہے تو اپنے فرزند و زن کو حج بیت اللہ پڑھوانا واجب ہے یا نہیں اور حج نہیں پڑھا وے تو کیا حکم ہے۔

الجواب

اگر زن و فرزند پر حج فرض نہیں یوں کہ نابالغ ہیں یا مثلاً اتنا مال نہیں رکھتے جب تو ظاہر ہے کہ انہیں حج کرانا اصلا واجب نہیں اور اگر ان پر حج فرض ہے تو اس پر اتنا

واجب و لازم ہے کہ انہیں حج کا حکم دے اور بلا وجہ شرعی دیر نہ کرنے دے، سستی کریں تو انہیں تنبیہ کرے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملٰئکۃ غلاظ شداد لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون ۰ اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت درشت فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم میں ہر ایک کے تحت رعیت ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہونا ہے۔ مگر یہ اس پر ہرگز واجب نہیں کہ اپنا روپیہ ان کے حج کو دے، اگر ایک پیسہ نہ دے اس پر الزام نہیں ہاں ایسا کرے تو ثواب عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶ اپنی عورت یا لڑکی وغیرہ کو ساتھ میں حج بیت اللہ کے واسطے لے جانا درست ہے۔ اب زید کہتا ہے کہ اپنی عورت کو یا لڑکی کو حج کے واسطے نہیں لے جاوے تو اچھا ہے کیونکہ اس سفر میں عورت کا پرہیز نہیں رہتا۔ اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے۔ اللہ کے بندے جو یہاں احتیاط رکھتے ہیں اللہ عزوجل جنگلوں، دریاؤں، مجمعوں میں ان کے لیے احتیاط رکھتا ہے جس پر بفضل تعالیٰ تجربہ شاہد ہے اور جو خود ہی بے پرواہی کریں تو اللہ بے پرواہ سارے جہان سے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعف اعفہ اللہ ومن استغنی اغناہ اللہ جو پارسائی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو مخلوق سے نگاہ پھیر کر اللہ کی کفایت چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرمائے گا[۱] رواہ احمد والنسائی والضیاء عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ایسے مہمل واہیات عذروں کے سبب حج فرض کا

---

[۱] ترجمہ۔ یہ حدیث امام احمد و نسائی و ضیاء نے بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

روکنا وسوسہ شیطان ہے ہاں دوبارہ حج کو لے جانے میں ایسے خیال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس حجۃ الوداع میں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔ اس کے بعد ان سے فرمایا ھذہ ثم ظھور الحصر۔ جو حج ضروری تھا وہ تو یہ ہو لیا آگے چٹائیوں کی نشست[1] رواہ احمد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۷ اگر بکرا یا مرغی وغیرہ بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ذبح کیا اور چھری تیز ہونے کے سبب سر جدا ہو جائے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

کھانا درست ہے۔ یہ فعل مکروہ ہے۔ اور بلا قصد واقع ہوا تو حرج نہیں۔ در مختار میں ہے کرہ النخع بلوغ السکین النخاع[2] وھو عرق ابیض فی جوف عظم الرقبۃ وکل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد ای تسکن عن الاضطراب۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۸ بروز عید یا وبا و طاعون کے مع نشان عیدگاہ پر جانا درست ہے یا نہیں یعنی ڈھول یا ڈگم وغیرہ کے ساتھ جانا۔

الجواب

باجے منع ہیں اور نشانی کے لئے نشان میں حرج نہیں۔ جمادی الآخر ۱۸ھ میں بلاول بندر جونا گڈھ کاٹھیا واڑ سے اس کا سوال آیا تھا جس کا مفصل جواب ہمارے فتاویٰ میں موجود ہے جو اسی زمانے میں بمبئی سے شائع بھی ہو چکا، مگر ایک امر ضروری امر قابل لحاظ ہے کہ یہ نفس علم کا حکم ہے جہاں اس سے کوئی محذور شرعی پیدا ہوتا ہو، مثلاً جن بلاد میں محرم کے علم رائج ہیں عوام اسے ان سے سمجھیں اور اس سے ان کے جواز پر استدلال کریں اور فرق سمجھانے

---

[1] یہ حدیث امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی [2] حرام مغز تک چھری پہنچا دینا مکروہ ہے اسی طرح ہر وہ بات جس میں بے فائدہ جانور کی ایذا ہو جیسے ٹھنڈا ہونے یعنی تڑپ موقوف ہونے سے پہلے سر کاٹ دینا یا کھال کھینچنا

کی ضرورت پڑے وہاں اس سے احتراز کیا جائے کہ کوئی امر ضروری نہیں اور احتمال فتنہ و فساد عقیدہ ہے نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں گے نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات سے احتراز مناسب۔ حدیث میں ہے ایاک وما یعتذر منہ اس بات سے بچ جس میں معذرت کرنی پڑے۔

رواہ الحاکم والبیھقی عن سعد بن ابی وقاص والضیاء عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند حسن وفی باب عن جابر و عن ابن عمر وعن ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنھم واللہ تعالیٰ عنھم

سوال ۷۹، ۸۰ حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اسم شریف سن کر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دینا اور دونوں چشموں پر رکھنا شرع میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو بدعت کہنے والا کافر ہے یا نہیں۔ آپ کا رسالہ الکوبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ صفحہ ۳ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں آیت اولیٰ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا۔ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ۔ اب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر بوسہ دینا تعظیم ہے یا نہیں۔

الجواب

اذان میں نام اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح کتب فقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین سالہا سال سے شائع ہے اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی

ف یہ حدیث حاکم و بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور ضیا نے بسند حسن انس سے روایت کی اور اس باب میں جابر بن عبد اللہ بن عمرو و ابوایوب انصاری سے حدیثیں ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

شبہ نہیں جب کہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں جواز[1] کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہو گا کہ ہر[2] مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرھما من معتمدات الاسفار افعال تعظیم و محبت[3] میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگے مولا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ قال تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ وقال تعالیٰ فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاٰتکم ولادخلنکم جنٰت تجری من تحتہا الانہٰر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کے لئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ وقال تعالیٰ ومن یعظم حرمٰت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر

---

[1] کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ الشرع میں اس کی ممانعت نہ آئی ہو۔

[2] ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے۔

[3] تعظیم انبیاء و اولیا میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہو۔

اللہ فانہا من تقوی القلوب o جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے و لہٰذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ و اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والجلال کان حسنا جو بات ادب و تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العھود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعہ المسلمون علی جھۃ القربۃ الی اللہ تعالٰی و راٰوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ھذہ العھود ولاسیما ما کان متعلقا باللہ تعالٰی و رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کے لئے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو، جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گذری، خصوصًا وہ ایجادیں کہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعلق ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں یسمون بفعلھم السنۃ الحسنۃ وان کانت بدعۃ اھل البدعۃ لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع الحسن مستنا فادخلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سنۃ فقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ ماجور علیھا مع العاملین لھا ید اھا فید خل فی السنۃ کل حدث مستحسن قال الامام النووی کان لہ مثل اجور تابعیہ سواء کان ھو الذی ابتداٗہ او کان منسوبا الیہ وسواء کان عبادۃ او ادبا او غیرہ ذالک اھ ملتقطا یعنی نیک بات اگرچہ بدعت و نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک

باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا اسے ثواب ملے گا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے۔ امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا اور کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہے۔ مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولین کے الٹے مطالبوں سے بچیں۔ ان خبثا کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے یا تو یہ کہ فی نفسہٖ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز۔ دارقطنی نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا بے شک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرأت نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو ممکن کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں۔ صحیحین بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شیٔ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألتہ

؎ جن چیزوں کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں، سب جائز ہیں جائز ہونے کو ثبوت درکار نہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک نیک باتیں نئی پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان سب کو سنت میں داخل فرمایا۔

مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرما دی گئی یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی، اس نے پوچھ کر ناجائز کرائی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی و ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ اور فرماتا ہے عزوجل یاایھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم اے ایمان والو! نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ یہ آیہ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرما دی جاتی۔ اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہو گیا اب کوئی نیا حکم آنے کو رہا۔ جتنی باتوں کا شریعت نے حکم نہ دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہو گی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے واللہ الحمد۔ یہاں تک جواز کا بیان تھا۔ رہا استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن سے محمود کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگرچہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن

فی الاسلام سنۃ حسنۃ وعبارت ائمہ سے گذرا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ تعظیم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے۔ افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگرچہ بدیہی نہ ہو آئمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے، بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں، خصوصاً ایک نوپیدا بات جس میں منکر کو شبہ بدعت یہ اس کے لئے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صدہا وجہ سے کفر لازم، اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸۰) حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس و انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام ہیں آئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفاتِ جمال وجلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے من رانی فقد رائی الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ثم علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شان نبوت سے خاص فرمادیا ہو تو وہی آیات و احادیث وارشادات آئمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدارین ؁ وصلی وسلم علی سید الکونین ؁ والہ وصحبہ وغوث الثقلین ؁ وحزبہ وامتہ کل حین واین ؁ عدد کل اثر وعین ؁ والحمد للہ رب النشاتین ؁ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ؁ وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

سوالات بار دیگر

سوال ۸۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ؁ الحمد للہ رب

العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد والہ واصحٰبہ اجمعین الی یوم الدین بالتبجیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام اہل سنت پر کہ جو ہمیں خدا و رسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں کی دشناموں اور ان کے کفریات سے مطلع کیے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ بہ برکت رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے تمہید ایمان سے صفحہ ۶ لے کر صفحہ ۲۲ تک وعظ کیا جس میں زید صاحب نے چند عذر پیش کئے جس سے بعض برادران اہل سنت کو دھوکا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا ہمارے آقا ہمارے سردار کے سامنے وہ عذر بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے **عذر اوّل** تمہید ایمان صفحہ ۸ آیت اور فرمایا ہے وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ جو تم میں ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو، پہلی دو آیتوں میں ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا۔ اس آیہ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھئے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ اس مقام پر یہ عذر ہوا کہ جب ان سے دوستی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو سارے جہان کے مسلمان کافر ٹھہرے جاتے ہیں کیوں کہ ہر قوم مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود وغیرہ سے دوستی رکھتے ہیں۔ یہ بدگو لوگ تو عالم ہیں اس عذر کا جواب یہ دوستی مذہبی نہیں کہ مذہب کی رُو سے ان کو قطعاً کافر سمجھتے ہیں نہ کہ ان بدگویوں کی طرح عالم دین پھر کافر اصلی و مرتد میں بڑا فرق ہے یہ لوگ مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا میل جول جائز نہیں۔ تمہارا رب عزوجل اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں کے واسطے ارشاد فرماتا ہے کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد **عذر دوم** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان دشنامیوں کی تیسری دشنام میں تمہیدِ ایمان صفحہ ۱۲۔ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانتے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انہیں بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں تجھے اتنا علم ہے جتنا سوئر کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو، گدھے، کتے، سوئر کے ہمسرو، دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں۔ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسر شان ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو۔ کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گذری ہے، کیا اسی کا نام ایمان ہے۔ ماش اللہ حاشں۔ یہاں بڑا بھاری سخت عذر گذرا کہ میاں واعظ کو مسجد میں بیٹھ کر الو، گدھے، کتے، سوئر کا نام لینا ناجائز ہے، یہاں تک کہ کتے سوئر کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور منہ میں پانی لے کر کلی کرنا واجب ہے۔ اس عذر کا **جواب** تو اول حضور کا رسالہ "ازالۃ العار" سے پوچھئے صفحہ ۱۸ دلیل ششم ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ اے لوگو! ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو ان اللہ لا یستحیی من الحق بے شک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا ایحب احدکم ان تکون کریمتہ فراش کلب فنکرھتموہ کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے، تم اسے بہت برا جانو گے۔ رب جل وعلا نے غیبت کا حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں برا لگا۔ سنیو! سنیو! اگر سنی ہو تو بگوش ہوش سنیو! لیس لنا مثل السوء التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراش الکلب ہمارے لئے بری مثل نہیں جو عورت کسی بد مذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اسی وجہ سے انیق بیان فرمایا العائد فی ھبتہ

کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کرکے اسے پھر کھالیتا ہے ہمارے لئے بری مثل نہیں۔ اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بدمذہب کتا ہے یا نہیں۔ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے۔ میری نہ مانو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مانو ۔ ابو حاتم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اصحاب البدع کلاب اھل النار بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں۔ اب تمہید ایمان سے سنئے۔ صفحہ ۱۴، ۱۵ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ہ یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور فرماتا ہے اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ہ وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔ دیکھو تمہید ایمان صفحہ ۱۸، ۱۹ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً ط فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ہ بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھادی تو کون اسے راہ پر لائے۔ اللہ کے بعد تو کیا تم دھیان نہیں کرتے، اور فرماتا ہے کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ط ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ کیا بری مثال ہے انکی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں۔ اور فرماتا ہے فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَثْ ط ذٰلِکَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ج تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے۔ یہ ان کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ اور سنئے اللہ عزوجل فرماتا ہے پارہ ۲۹

سورہ مدثر فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ط انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں، گویا وہ گدھے ہیں بھڑکے ہوئے کہ شیر سے بھاگے ہوں۔ الحمد للہ ہمارے علمائے کرام نے جو الفاظ ان بدگویوں کے رد میں لکھے ان کے ثبوت قرآن عظیم کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ قرآن مجید میں لفظ خنزیر ہے یا نہیں۔ مسلمانو! دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے، پارہ لایحب اللہ سورہ مائدہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور جس کے ذبح پر اللہ کے سوا غیر کا نام پکارا گیا اور فرماتا ہے پارہ سورہ انعام قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ یعنی کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار اور لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سوئر کا، پس تحقیق وہ ناپاک ہے اور وہ کہ ذبح کیا گیا ہو غیر خدا کا نام لے کر۔ اور فرماتا ہے پارہ ۱۴ سورہ نحل إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ج سوا اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور وہ چیز کہ اس کے ذبح میں آواز بلند کی جاوے واسطے غیر خدا کے اور یہ تو سنیئے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ اللہ نے ان کافروں میں سے کر دیئے بندر اور سوئر اور شیطان کے پجاری مولانا صاحب للہ للہ انصاف اگر گدھے، کتے، سوئر کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ہمارے آئمہ امام عین نماز میں قرات میں پڑھتے ہیں جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیوں حکم نہیں کیا کہ جس وقت امام کی زبان سے گدھے کتے سوئر کا لفظ نکلے فوراً نماز جاتی رہی گی اور جن سورتوں میں یہ نام آئے ہیں نماز میں ان کا پڑھنا حرام ہے کہ نماز و وضو دونوں باطل ہو جائیں گے بلکہ زید صاحب کے نزدیک یہ نام وضو توڑنے والی چیزوں سے بھی سخت ہوئے کہ ان سے کلی فقط سنت

ہوئی اور ان سے واجب ہوئی۔ پھر وہی کہنا پڑا کہ ایسی بات وہی کہے گا جو گدھا ہو پھر اگر وضو نہ ٹوٹے صرف کلی واجب ہو تو نماز باطل نہ ہوئی، ناقص تو ہوئی اب اگر عمداً کلی نہ کرے تو نماز پھیرنا واجب ہو اور سہواً نہ کرے تو سجدہ واجب ہو اور اگر کلی کرے تو عمل کثیر کے سبب نماز باطل ہو بہر حال یہ عذر باطل و مردود ہوا **عذر سوئم** بے علم نادان کا فرمانا یہ ہوا کہ اگرچہ کتابوں میں اور قرآن شریف میں گدھے، کتے، سوئر کا نام لکھا ہوا ہے مگر تاہم وعظ میں مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی زبان سے یہ الفاظ نہ نکالیں۔ اولاً اس عذر کا **جواب** تو ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار سے سن چکے ان اللّٰہ یستحیی من الحق بے شک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا۔ پھر ہم حق بات میں کیوں شرمائیں۔ اور یہ قول بھی جاہلوں کا باطل ہے۔ اگر جو الفاظ قرآن مجید میں لکھے ہوئے وعظ اور مسجد میں پڑھنا منع ہو تو یہ قرآن شریف کا رد کرنا ہے۔ اوپر گذری ہوئی آیتوں میں کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے و خنزیر وغیرہ ہیں تو ایک آیت جان بوجھ کر معیوب سمجھ کر چھوڑ دے تو اسکا کیا حکم ہے اور اگر ان حضرات کو یہ دیکھنا منظور ہو تو حضور کا رسالہ خلاصۂ فوائد فتاویٰ ۱۳۲۴ھ کو دیکھیں کہ ہمارے علمائے کرام حرمین شریفین اس باب میں کیا فرماتے ہیں۔ فقیر عفی عنہ یہاں پر فقط دو تقریظ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام سے نقل کرتا ہوں۔

تقریظ اوّل میرے بھائیو دیکھو صفحہ ۲۳۰ تقریظ پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اول سے اب تک طالبان فیض دور دور سے جاتے ہیں۔ صاحب عزت و افضال مولانا علامہ شیخ صالح کمال جلال والا عزت و کمال کے تاج ان کے سر پر رکھے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سب خوبیاں اس خدا کو جس نے آسمان علوم کو علمائے عارفین کے چراغوں سے مزین فرمایا اور ان کی برکات سے ہمارے لئے ہدایت اور حق واضح کے راستوں

کو روشن کر دکھایا۔ میں اس کے احسان و انعام پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے خاص اور عام افضال پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ ایک اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی کہ اپنے کہنے والے کو نور کے منبروں پر بلند کرے اور کجی اور بدکاری والوں کے شبہات کو اس کے پاس نہ آنے دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنہوں نے ہمارے سلئے حجت واضح کر دی اور کشادہ راہ روشن فرمائی۔ الٰہی تو درود و سلام نازل فرما ان پر اور ان کی ستھری پاکیزہ آل پر اور ان کے فوز و فلاح والے صحابہ اور ان کے نیک پیروؤں پہ قیامت تک بالخصوص اس عالم علامہ پہ کہ فضائل کا دریا اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت مولانا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے اور ہر بری اور ناگوار بات سے اسے بچائے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد اے امام پیش واتم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمیشہ بے شک آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا اور تحریر میں داد تحقیق دی، اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں اور اللہ عزوجل کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کے لئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے اور بے شک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوارِ قبول ہے تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پہ وہ کافر اور دین سے باہر ہیں۔ ہر مسلمان پہ واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور انکی پردہ دری امور ثواب سے ہے اور خدا اس پہ رحمت کرے جس نے کہا ؎

دین میں داخل ہے ہر کذاب کی پردہ دری — ملکے بد دینوں کی جو لائیں عجب باتیں بری
دین حق کی خانقائیں ہر طرف پاتا گری — گر نہ ہوتی اہل حق و رشد کی جلوہ گری

وہی زبان کار ہیں، وہی گمراہ ہیں، وہی ستم گار ہیں، وہی کافر ہیں، الٰہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردود۔ اے رب ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سچی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش، بے شک تو ہی ہے بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر بکثرت درود وسلم بھیجے۔ سلخ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ھ اسے اپنی زبان سے کہا اور لکھنے کا حکم دیا۔ مسجد حرام شریف میں علم وعلما کے خادم محمد صالح بن علامہ مرحوم حضرت صدیق کمال حنفی سابق مفتی مکہ معظمہ نے اللہ اسے اور اس کے والدین و احباب سب کو بخشے اور اس کے دشمنوں اور اس برا چاہنے والوں کو مخذول کرے۔ آمین

تقریظ دوم صفحہ ۱۴ تقریظ غیظ منافقین وکام موافقین حامی سنت واہل سنت ماحی بدعت وجہل بدعت زینت لیل ونہار نخوئی روزگار خطیب خطبہائے کرم محافظ کتب حرم علامہ ذی قدر بلند عظیم الفہم دانش مند حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل اللہ تعالیٰ انہیں عزت وتعظیم کے ساتھ ہمیشہ رکھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو اکیلا سب پر غالب ہے، قوت وعزت وانتقام وجبروت والا جو صفات کمال وجلال کے ساتھ متعالی ہے۔ کافروں، سرکشوں، گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ مانند نہ نظیر، پھر درود وسلام ان پر جو سارے جہان سے افضل ہیں، ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابن عبد اللہ، تمام انبیاء ورسل کے خاتم اپنے پیرو اور رسوائی اور ہلاک سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اسے مخذول کرنے والے، حمد وصلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ

نہیں کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں کہ وہ جو کچھ لائے ایسی چیز ہے جسے سنتے ہی کان پھینک دیتے ہیں اور عقلیں اور طبیعتیں اور دل اس کا انکار کرتے ہیں۔ نیز پھر میں کہتا ہوں میرا گمان تھا کہ یہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں سے جو بد اعتقادی حاصل ہوئی اس کا مبنیٰ بدفہمی ہے کہ عبارات علمائے کرام کو نہ سمجھے اور اب مجھے ایسا علم یقین ہوا جس میں اصلا شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں تو کسی کو اصل دین کا انکار کرتے پائے گا اور ان میں کوئی ختم نبوت کا منکر ہو کر نبوت کا مدعی ہے اور کوئی اپنے آپ کو عیسیٰ بناتا ہے اور کوئی مہدی اور ظاہر میں ان سب میں ہلکے اور حقیقت میں ان سب سے سخت، یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانا اور انکا مسکن جہنم کرے، بے پڑھے جاہلوں کو جو چوپاؤں کی طرح ہیں دھوکے دیتے ہیں کہ وہی پیروان سنت ہیں اور ان کے اگلے نیک امام اور جو ان کے بعد ہوئے بد مذہب ہیں اور سنت روشن کے تارک و مخالف ہیں۔ اے کاش میں جانتا کہ گروہ سلف کرام طریقہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبع نہ تھے تو طریقہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیرو کون ہے اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے، منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر ہے اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں اللہ بڑے احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے ۔ ان کی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لئے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق و صحیح ہو۔

خدا سے کچھ اس کا اچنبھا نہ جان ۔۔۔ کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

تو اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرتے اور اسے اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا افضل اپنی رضا بخشے اور حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں اور باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے راز دار ہیں اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔ الٰہی ہدایت نہیں مگر تیری ہدایت اور نہ نعمتیں ہیں مگر تیری نعمیں اور اللہ ہم کو بس ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ عظمت و بلندی والے کی توفیق سے، الٰہی ہمیں حق کو دکھا اور اس کی پیروی ہمیں روزی کر اور ہمیں باطل کو باطل دکھا اور ہمارے دل میں ڈال کہ اس سے دور رہیں اور ہمارے درود وسلام بھیجے۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اور اپنے جلال والے رب کی معافی کے

امیدوار حرم مکہ معظمہ کی کتابوں کے حافظ سید اسماعیل بن سید خلیل نے

ہاں ہاں! پیارے بھائیو سنتے ہو ہمارے مولانا عالم علامہ محب سنت واہل سنت عدو بدعت واہل بدعت کے کلاموں کی تصدیقیں علمائے کرام حرمین شریفین فرمارہے ہیں اور ان بدگویوں کی نسبت صاف حکم کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی ڈرایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور واجب سے ہے۔ اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ کیا ان بدگویوں دشنامیوں میں کتے سوئر کا نام لینا ناجائز اور کلی کرنا واجب ہے **عذر چہارم** تمہید ایمان صفحہ ۲۱ مکر اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا، پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار! اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ

کہہ دینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے۔ کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیہ کریمہ الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گذرا۔ کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا۔ اسلام[1] اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی، پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رَد فرما رہا ہے۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوا کہ جو لفظ مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا کیا ہے تو کیا کوئی خدا کا بیٹا بن سکتا ہے یہ لفظ نکالنا بھی کفر ہے **جواب** کاش معترضوں کو اتنا معلوم ہوتا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ ان کافروں کے قول کا حاصل بتاتے ہیں کہ ان کے طور پر زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے انہوں نے تو گویا کے ساتھ کہا قرآن مجید نے تو کافروں کا قول یہ ذکر فرمایا کہ نحن ابناء اللّٰہ واحباؤہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ یہاں بھی کہہ دے کہ یہ لفظ نکالنا ہی کفر ہے۔ اب علما سے سوال ہے کہ میرے یہ جواب صحیح ہیں یا نہیں۔ میرا سوال ختم ہوا اور عذرات کے جو جواب میں نے دیئے پورے ہوئے مگر یہاں بعض عبارات اور نقل کرتا ہوں جن سے اس مکر کا کہ نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کے لیئے کافی ہے۔ زیادہ رد ہو اور یہ بھی کھلے کہ کیسے دشنامیوں اور بدگویوں کی حمایت میں وہ عذرات گھڑے جاتے ہیں **تمہید ایمان** نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام

---

[1] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ مجرد تفوہ بکلمہ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد

ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ اور فرماتا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بے شک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکد کیسی کیسی قسموں سے مؤید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد و قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گڑھنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرتا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت کوئی فعل منافی اسلام نہ صادر ہو۔ بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

ہاں ہاں سنیو سنیو! اگر سنی ہو تو تمہید ایمان سے سنیو صفحہ ۴، تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس نے بات صاف فرما دی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کر لیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت ہے، ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے

جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت نہیں، بھائیو خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو! تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۰ کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ اسی میں ہے صفحہ ۔ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تعالیٰ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی قسم کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا، اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا ہے سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العالمین **ثالثا** اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح آئمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۹ امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں ان غلا فیہ ای فی ھواہ حتی وجب اکفارہ بہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضا لعدم دخولہ

فی سب الامۃ المشہود لھا بالعصمۃ وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المومنین فھو کافر وان کان لا یدری انہ کافر یعنی بد مذہب اگر اپنی بد مذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو۔ اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔ ہاں ہاں میرے بھائیو! ہر ایک عذر کا جواب تمہید ایمان میں تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرما دیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو **تمہید ایمان** صفحہ ۴۵۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۝ کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔ اور فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ دین میں کچھ جبر نہیں، حق راہ صاف جدا ہو گئی ہے۔ گمراہی سے یہاں چار مرحلے تھے (۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا (۲) اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے (۳) جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی سے باندھا جائے گا (۴) جو عذر و مکر جہال و ضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و نارو او بادر

ؔ کہ اکابر آئمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو ایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے

ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح و روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادت سرمدی دوسری طرف شقاوت و جہنم ابدی ہے جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے۔ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہات سے تھی، مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا۔ جس خوبی و خوش اسلوبی و جوش دین سے ان عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام جلوہ گر۔ الٰہی اسلامی بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد اور نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید و عمرو کی حمایت سے بچا۔ صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا۔ آمین آمین آمین والحمد للہ رب العٰلمین و افضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ و حزبہ اجمعین۔ امین

الجواب

الحمد للہ محب سنت عدو بدعت حاجی اسماعیل میاں سلمہ نے چاروں بے ہودہ و مہمل اعتراضات کے کافی جواب دیئے خوب حق و صواب دیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو زیر لوائے حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محشور کرے آمین۔ یہ سوال کیا ہے بجائے خود ایک رسالہ ہے فقیر اس کا تاریخی نام **تیر اسمٰعیل در نحر اباطیل** رکھتا ہے یعنی باطلوں کے

سینہ میں اسماعیل میاں کا تیر اور اس میں ایک نفیس مناسبت سیدنا اسماعیل علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام پاک سے ہے کہ وہ نبی اللہ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ حدیث میں ہے اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا اے اولاد اسماعیل تیر اندازی کرو کہ تمھارے باپ تیر انداز تھے۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۲ عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہو گی کہ شفاعت کرے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ انصاف دیکھو تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے۔ پارہ ۶ سورہ مائدہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کی کے تاکہ تم فلاح[1] پاؤ۔ مسلمانو! مسلمانو! اسے مصطفےٰ پیارے کے نام پر قربانو! ہاں ہاں سنیو سنیو! تمھارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دیکھو تجلی الیقین صفحہ ۴۲۔ ارشاد ہیجدہم امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلیٰ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انہ لم یکن نبی الا لہ دعوۃ قد تنجزھا فی الدنیا و انی قد اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی وانا سید ولد ادم یوم القیمۃ ولا فخر وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونہ تحت لوائی ولا فخر ثم ساق حدیث الشفاعۃ الی ان قال فاذا اراد اللہ ان یصدع بین خلقہ

---

[1] یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عقل سے کرو تو قبول نہیں۔

نادی منادٍ این احمد و امتہ فنحن الاٰخرون الاولون نحن اٰخر الامم و اول من یحاسب، فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرًّا محجلین من اثر الطھور، فیقول الامم کادت ھذہ الامۃ ان تکون انبیاء کلھا الحدیث یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی اور وہ دنیا میں کرچکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے، وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں، آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے، تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ و تابندہ اعضا، سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیا ہو جاتے ؎

جمال ہم نشیں من اثر کرد و گر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اب برکات الامداد سے سنیئے، صفحہ ۹ حدیث ۱۴۔ صحیح مسلم و ابوداؤد ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر، اپنے نفس پر کثرت سجود سے قال کُنتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہٗ بِوَضُوْئِہٖ وَحَاجَتِہٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ (ولفظ الطبرانی فَقَالَ یومًا یا ربیعۃ سَلْنِیْ فَاُعْطِیَکَ جعلنا الی لفظ مسلم) قَالَ فَقُلْتُ اَسْأَلُکَ مرافقتک

؎ عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو۔ فرمایا بھلا اور کچھ ۱۲

فی الجنۃ قال اوغیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَعِنِّیْ فرمایا کہ میری اعانت کر، اسی کو تو استعانت کہتے ہیں۔ یہ درکنار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق طور پر سَلْ فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں از اطلاق سوال کہ فرمود سَلْ بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد ۔

فان من جودک الدنیا وضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من عطاء کل ما اراد من خزائن الحق یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ عطا فرمائیں۔ پھر لکھا ذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منھا ما شاء لمن یشاء۔ یعنی امام ابن سبع وغیرہ علمانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں اِنَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی

مِنْهَا مَنْ يَّشَاءُ وَيَمْنَعُ مَنْ يَّشَاءُ۔ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرماں بردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ ہاں اب رسالہ انوار الانتباہ کو دیکھو۔ صفحہ ۲۸ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِیْ بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ لَهٗ وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَءُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّىْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْطُوْا اِلٰى جِهَةِ الْعِرَاقِ اِحْدٰى عَشَرَةَ خَطْوَةً يَذْكُرُ فِيْهَا اِسْمِیْ وَيَذْكُرُ حَاجَتَهٗ فَاِنَّهَا تُقْضٰى۔ یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو۔ اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثلاً امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری حنفی مکی و مولانا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہتہ الخاطر و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہم میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

الجواب

بے شک طلب وسیلہ سنت جمیلہ ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے يَبْتَغُوْنَ

إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ
اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون سا اللہ سے زیادہ قریب تھا
کہ اس سے توسل کریں اور رحمت الٰہی کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے
ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل و تفسیر خازن میں ہے معناہ ینظرون ایھم اقرب الی اللہ
فیتوسلون بہ اور بے شک اولیائے کرام دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے متوسلوں
کے شفیع و مددگار ہیں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ عہود
محمدیہ میں فرماتے ہیں کل من کان متعلقا بنبی او رسول او ولی فلا بد ان یحضرہ
ویأخذ بیدہ فی الشدائد جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہو گا ضرور ہے
کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری
فرمائیں گے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون
فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ
حتی یجاوز والصراط تمام آئمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و
قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں، جب تک صراط سے پار
نہ ہو جائیں کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔
کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف ہے نہ کچھ غم وللہ الحمد۔ نیز فرماتے ہیں۔
ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم
عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر نکیر لہ وعند النشر والحشر
والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف
بے شک سب پیشوا و علما اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو
کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے،
جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے عمل

ا؎ ترجمہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کون سا اللہ کے زیادہ قریب ہے کہ اسے اپنا وسیلہ بنائیں

تعلق ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔
اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ نیز فرماتے ہیں ولما مات شیخنا شیخ
الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راٰہ بعض الصالحین فی المنام فقال
لہ مافعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر لیسألانی اتا
ھما الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ
تنحیا عنہ فتحیا یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی
رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا، بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالےٰ
نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کے لیۓ بٹھایا امام مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے
کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس
کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔ نیز فرماتے ہیں واذا کان مشائخ
الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی
الدنیا والاٰخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت
اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو آئمہ مذاہب کا کیا کہنا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس
شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال
مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا، درحالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمار احمد باشم در
ہر لباسے کہ باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔
جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب دکہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے نبا و
علماً دادا طریقہ پر دادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو عرب و ولایت میں ایسا متبع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں
بھی کم ہوئے) اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں؛ التفات غوث الثقلین بحال متوسلان
طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات شد کہ توجہ مبارک

آں حضرت بحالش مبذول نیست۔ نیز فرمایا عنایت حضرات خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلاں در صحراہا وقت خواب اسباب و اسپاں خود بحمایت حضرت می سپارند و تائیدات از غیب ہمراہ ایشاں میشود۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی دکہ مولوی اسحٰق نے مائۃ مسائل و اربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرو مرشد نے مکتوب ۵ میں ان کو فضیلت وولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر انور فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے، اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں: را بلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی مرسد۔ زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا، حالانکہ یہ محتاجی ہی منشا شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے، شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بد دینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے۔ فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔ امام اجل ابن الہمام وغیرہما میں ہے میں فرماتے ہیں لاتجوز الصلاۃ خلف منکر الشفاعۃ لانہ کافر۔ منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح فتاوٰی خلاصہ و بحر الرائق وغیرہما میں ہے۔ فتاوٰی تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے من انکر شفاعۃ الشافعین یوم القیٰمۃ فھو کافر قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے زید پر فرض ہے کہ تائب ہو از سرِ نو مسلمان ہو، بعد اسلام اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے۔ کما فی جامع الفصولین والہندیۃ واللہ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اولیاء اللہ دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت و مددگاری میفرمایند و دشمناں۔

سوال ۸۳، ۸۴ اگر زید کا پیر و مرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں اور اس کا پیر و مرشد شیطان ہوگا یا نہیں، کیونکہ تمہارا رب عزوجل حکم کرتا ہے وَابْتَغُوا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اور ڈھونڈو طرف اس کی وسیلہ۔

الجواب

ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے ایک یہ کہ بے پیر افلاح نہ پائے گا۔ حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں، سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا، دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔ عوارف شریف میں ہے کہ روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔ رسالہ مبارکہ امام اجل ابو القاسم قشیری میں ہے یجب علی المرید ان یتادب بشیخ فان لم یکن لہ استاذ لا یفلح ابدا ھذا ابو یزید یقول من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا کبھی فلاح نہ پائے گا یہ ہیں ابو یزید کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے، پھر فرمایا سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق یقول الشجرۃ اذا نبتت بنفسھا من غیر غارس فانھا تورق ولکن لا تثمر کذالک المرید اذا لم یکن لہ استاذ یاخذ منہ طریقتہ نفسا نفسا فھو عابد ھواہ لا یجد نفاذا یعنی میں نے حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اُگے تو پتے لاتا ہے، پھل نہیں دیتا۔ یونہی مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس

کا پجاری ہے راہ نہ پائے گا۔ حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی
مبلغ سنابل شریف میں فرماتے ہیں ؎

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس　　　　که راه دین زدست از مکر و تلبیس

یہ مقام بہت تفصیل و توضیح چاہتا ہے **فاقول** وباللہ التوفیق فلاح دو قسم ہے **اوّل** انجام کار رستگاری اگرچہ معاذاللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہل سنت میں ہر مسلمان کے لئے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر ان کے لئے بھی یہ فلاح ثابت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے۔ انالھا میں ہوں شفاعت کے لئے، پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا۔ وہ مجھے اذن دے گا، میں سجدے میں گروں گا۔ ارشاد ہوگا یامحمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔ عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ فرمایا جائے گا، جاؤ جس کے دل میں جَو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو، انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا۔ وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائے گا، مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے۔ میں عرض کروں۔ اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال لو۔ میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا۔ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے۔ جو مانگو عطا ہے، شفاعت کرو مقبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ ارشاد ہوگا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کم

کمتر ایمان ہو اسے نکال لو۔ میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا۔ ارشاد ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے، مانگو کہ دیں گے، شفاعت کرو کہ قبول کریں گے، میں عرض کروں۔ الٰہی! مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے، ارشاد ہو گا کہ یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت و جلال و کبریا و عظمت کی قسم! ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا **اقول** یہ ان کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے۔ فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا۔ بھر و عقل جتنے ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اسی قدر رکھتے تھے۔ **ثم اقول** معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا ما زلت اتردد علی ربی فلا اقوم فیہ مقاما الا شفعت حتی اعطانی اللّٰہ من ذالک ان قال ادخل من امتک من خلق اللّٰہ من اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ یوما واحدا مخلصا ومات علی ذالک میں اپنے رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا جس شفاعت کے لئے کھڑا ہوں گا قبول ہو گی یہاں تک میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہو اسے جنت میں داخل کر دو رواہ احمد بسند صحیح عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لا الہ الا اللّٰہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انہیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لمن شھد ان لا الہ الا اللّٰہ مخلصا وان محمدا رسول اللّٰہ یصدق لسانہ قلبہ وقلبہ ولسانہ میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے اللّٰھم اشھد وکفی

ل الٰہی گواہ ہو جا اور تیری گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل و زبان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا سچا

بلک شہید انی اشھد بقلبی ولسانی انہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من المشرکین والحمد للہ رب العالمین **دوم** کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں **اول** وقوع یہ مذہب اہل سنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عنایت فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک گناہ صغیرہ پر گرفت کر لے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔ یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے رواہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم والبیھقی وصححہ عن انس بن مالک والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن عبد اللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرۃ

(بقیہ) معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ سب باطل دینوں سے کنارا کرتا ہوا خالص اسلام والا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔

۱؎ اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں لقولہ تعالیٰ ویجزی الذین احسنوا بالحسنٰی والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ وقولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما وقولہ تعالیٰ ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت ذالک ذکری للذاکرین

۲؎ ترجمہ۔ یہ حدیث احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم نے جابر نے انس بن مالک سے روایت کی اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی و ابن حبان نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبد اللہ بن عمر سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور فرماتے ہیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرت بین الشفاعۃ وبین ان یدخل شطر امتی
الجنۃ فاخترت الشفاعۃ لانہا اعم واکفی ترونہا للمومنین المتقین
لا ولکنہا للمذنبین المتلوثین الخطائین مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار
ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمہاری آدھی امت بلا عذاب داخل جنت ہو
میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے۔ کیا اسے ستھرے
مومنوں کے لئے سمجھتے ہو، نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں آلودہ روزگاروں سخت خطاروں کے
لئے ہے والحمد للہ رب العالمین۔ رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی
الکبیر باسناد جید عن ابن عمر وابن ماجۃ عن ابی موسیٰ الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے
جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فاولٰئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنٰت وکان اللہ
غفورا رحیما اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔ حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر لایا جائے گا، ارشاد ہوگا
اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو۔ اس سے
کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کئے، وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے گناہوں سے
ڈر رہا ہوگا کہ ارشاد ہوگا اعطوہ مکان کل سیئۃ حسنۃ اسے ہر گناہ کی جگہ ایک
نیکی دو، اب وہ کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ سننے میں آئے
ہی نہیں۔ یہ فرما کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان
مبارک ظاہر ہوئے رواہ الترمذی عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بالجملہ

۱؎ ترجمہ:۔ یہ حدیث احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بسند جید عبد اللہ بن عمر سے روایت
کی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دقوع کے لئے، سوا اسلام اور اللہ و رسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں
جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوم امید یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقوال،
احوال ایسے ہونا کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرمِ الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب
داخل جنت کیا جائے۔ یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا الی مغفرۃ
من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی
اسی سے متعلق ہے یہ پھر دو قسم اول فلاح ظاہر حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ
نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصور ظاہر احکامِ شرع
سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و مفلح بن گئے۔ اگر باطن ریا و عجب،
و حسد و کینہ و تکبر و حب مدح و حب جاہ و محبت دنیا و طلب شہرت و تعظیم امراء
و تحقیر مساکین و اتباع شہوات و مداہنت و کفران نعم و حرص و بخل و طول امل و سوئے
ظن و عناد حق و اصرار باطل و مکر و غدر و خیانت و غفلت و قسوت و طمع و تلق و اعتماد
خلق و نسیان خالق و نسیان موت و جرات علی اللہ و نفاق و اتباع شیطان و بندگی
نفس و رغبت بطالت و کراہت عمل و قلت خشیت و جزع و عدم خشوع و غضب
للنفس و تساہل فی اللہ وغیرہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت
کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم
رہنے دیں گی۔ حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کون سی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے، کونسی
ناکردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بدستور صالح عوام کی کیا گنتی آج کل بہت
علمائے ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اس قسم کے الا من شاء اللہ وقلیل ماھم
میں اسے زیادہ مشرح کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اس سے نفع پانا اور
اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار بتانے والے کے الٹے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا
ضرور کہوں گا کہ ہزار اف اس نام علم پر کہ آج کل بہت بے دین، مرتدین اللہ و رسول

لہ ترجمہ جلدی کرو اپنی رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑان زمین و آسمان کے پھیلاؤ کی مانند ہے۔

کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے، لکھتے، چھاپتے ہیں، ان سے کان پر جوں نہ رینگے، کہیں بے پرواہی کہیں آرام خواہی کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب کہیں ملاقات کا پاس کہیں اس کا ہراس کہ ان مرتدوں کا رد کریں، مسلمانوں کو ان کا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے، اخباروں اشتہاروں میں ہماری مذمتیں گائیں گے، ہزاروں بہتان لگائیں گے، کون اپنی عافیت تنگ کرے۔ ان ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی ہو اسے کوئی بتائے تو اب نہ وہ تہذیب نہ آرام طلبی نہ بے پرواہی نہ سلامت روی بلکہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرم جوشی حق کا جواب نہ بن آئے تو عناد و مکابرہ سے کام لینا حتٰی کہ کتابوں کی کتاریں گڑھ لیں، جھوٹے حوالے دل سے تراش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے، عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ جو وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اسی کا نام تقوٰی ہے حاش للہ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگوئیوں کے مقابل وہ خواب خرگوش اور اپنے نفس کی بے جا حمایت میں یہ جوش وخروش تو وہ کہتا ہے کہ اللہ و رسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے۔ اب اسے کیا کہیے سوا اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بالجملہ اس صورت کو فلاح سے علاقہ نہیں، صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے، نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں ان پر کاربند نہ ہو، مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کرکے ہاتھ کشادہ رکھے، حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے وعلیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے۔ حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ثلاث لم تسلم منہا ھذہ الامۃ الحسد والظن والطیرۃ الا انبئکم بالمخرج منہا اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت

فلا تبغ واذا تطیرت فامض تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون، کیا میں تمھیں ان کا علاج نہ بتادوں، بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے رک نہ رہو رواہ رستۃ فی کتاب الایمان عن الامام الحسن البصری مرسلہ ووصلہ ابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ اذا احسدتم فلا تبغوا اذا ظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا وعلی اللّٰہ فتوکلوا۱۔ یہ فلاح تقوٰی ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے فلاح ظاہر بایں معنی کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر و واضح ہو چکے ہیں قد تبین الرشد من الغی **دوم** فلاح باطنی کہ قلب و قالب رذائل سے متخلی خالی۲ اور فضائل سے متحلی کر کے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لا مقصود الا اللّٰہ پھر آراستہ لا مشھود الا اللّٰہ پھر لا موجود الا اللّٰہ متجلی ہو یعنی اولا ارادۂ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرماتے کہ وجود اسی کے لئے، باقی سب ظلال و پرتو۔ یہ منتہائے فلاح و فلاح احسان ہے فلاح تقوٰی میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی اس کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم

۱؎ ترجمہ اس حدیث کو رستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابی روایت کیا اور ابن عدی نے بسند متصل ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے دل میں حسد آئے زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جما نہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ ۲؎ کوئی مقصود نہیں سوائے اللہ کے ۳؎ کوئی نظر میں نہیں سوا اللہ کے ۴؎ کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سواء اللہ کے۔

یہ جنون بہرحال اس فلاح کے لئے ضرور پیر مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی **اقول** اب **مرشد** بھی دو قسم ہے **اول** عام کہ کلام اللہ و کلام الرسول و کلام آئمہ شریعت و طریقت و کلام علمائے دین اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما علماء کا رہنما، کلام ائمہ ائمہ کا مرشد، کلام رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم، فلاح ظاہر ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد و تباہ **دوم** خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں، پھر دو قسم ہے **اول** شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے اس کے لئے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقعہ ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے (۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک آج کل بہت کھلے ہوئے بد دین بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں، مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

(۳) عالم ہو **اقول** علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام وضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا فمن لم یعرف الشر فیوما یقع فیہ صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں۔ اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو بہ بھی کر لے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دین اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیوں کر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں۔ لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے۔ لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم (۴) فاسق معلن نہ ہو **اقول** اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ فجر و فسق باعث فسخ نہیں، مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع باطل تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دو بارہ فاسق ہے فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس و مکائد شیطان و مصائد ہوا سے

لہ ترجمہ جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائے گا ۲ہ اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی ۳ہ اسے امامت کے لئے آگے کرتے ہیں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ہے۔

آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے، جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے، نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب اور اول اولیٰ ہے **اقول** اس لئے کہ وہ مراد ہے **اقول** اس لیے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولیٰ ہے۔ **اقول** اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید پھر بیعت بھی دو قسم ہے اول بیعت تبرک کہ صرف برکت کے لیے داخل سلسلہ ہو جانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض مفاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں۔ اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کی شرائط اربعہ کا جامع ہو بس ہے **اقول** بے کار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بیکار آمد ہے محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہٖ سعادت ہے **اولا** ان کے خاص غلاموں سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں واعلم ان الخرقۃ خرقتان خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک والاصل الذی قصدہ المشائخ للمریدین خرقۃ الارادۃ التبرک تشبہ بخرقۃ الارادۃ فخرقۃ الارادۃ المرید الحقیقی وخرقۃ التبرک للمتشبہ ومن تشبہ بقوم فھو منھم[1] ان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ہے۔

---

[1] واضح ہو کہ خرقے دو ہیں۔ خرقۂ ارادت و خرقۂ تبرک۔ مشائخ کا مریدوں سے اصلی مطلوب خرقۂ ارادت ہے، خرقۂ تبرک اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کے لئے خرقۂ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والے کے لئے خرقۂ تبرک اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہیں میں سے ہے۔

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے
ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا
بھی بدبخت نہیں رہتا۔ ثالثاً محبوبان خدا آیہ رحمت وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے
ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ امام یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی
قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں: حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے
دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار
ہوگا۔ فرمایا من انتمی الی وتسمی لی قبلۃ اللہ تعالیٰ وتاب علیہ ان کان
علی سبیل مکروہ وھو من جملۃ اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان
یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب لی الجنۃ جو اپنے آپ کو میری
طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے
قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے
مریدوں کے زمرے میں ہے اور بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا
ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل
فرمائے گا الحمد للہ رب العلمین **دوم** بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار
سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل
سپرد کر دے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے۔ اس کے چلانے پر
راہ سلوک چلے، کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کے لئے اس کے بعض
یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں
افعال خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر
دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے، غرض اس کے ہاتھ میں
مردہ بدست زندہ ہو کر رہے، یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے

یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اھلہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں چرا نہ کریں گے۔ شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبیناہ کسی مسلمان مرد و عورت کو نہیں حق پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی معاملہ میں کچھ فرما دیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا۔ عوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللّٰہ ورسولہ واحیاء سنۃ المبایعۃ شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ و رسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا، نیز فرمایا ولا یکون ھذا الا لمرید حصر نفسہ مع الشیخ وانسلخ من ارادۃ نفسہ وفنی فی الشیخ بترک اختیار نفسہ یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لیے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادہ سے بالکل باہر آیا، اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا۔ پھر فرمایا ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانہ السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنہ فیفلح ویذکر المرید فی کل ما اشکل علیہ من تصاریف الشیخ قصۃ الخضر علیہ السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرھا موسٰی ثم لما کشف عن معناھا بان وجہ الصواب فی ذالک فھکذا ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیہ من الشیخ عند الشیخ فیہ

بیان وبرھان للصحۃ پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے کہ کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے۔ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح معلوم نہ ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات یاد کرے کیوں کہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض کیا تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بے گناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا یونہیں مرید کو یقین رکھنا چاہیئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔ امام ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابوسہل صعلوکی نے فرمایا مَنْ قَالَ لِاُسْتَاذِہٖ لِمَ لَا یُفْلِحُ اَبَدًا جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ جب یہ اقسام معلوم ہولئے، اب حکم مسئلہ کی طرف چلیئے **مطلق فلاح** کے لئے مرشد عام کی قطعًا ضرورت ہے فلاح تقویٰ ہو یا فلاح احسان اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو **اقول** پھر اس سے جدائی دو طرح ہے اول صرف عمل میں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرے پر مصر اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علماء کی طرف رجوع ہی نہ لائے اور اس سے بدتر وہ کہ باوصف جہل ذی رائے بنے، احکام علما میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث وفقہ سے بتا دیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اسی کو حق کہے۔ بہرحال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاک میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جب کہ اولیا و علمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو، اگرچہ شامت نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو قسم تھی یونہیں باعتبار مرشد عام بھی اگر اس کے حکم پر چلتا ہے بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں

کہ ایمان و اعتقاد تو ہے تو گناہ گار سنی اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے فبہا ورنہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگرچہ نافرمانی کے باعث فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کر جدائی مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام لغو سمجھتے ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے سب پنڈت ہیں عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے سے معجزے دکھائے (۲) وہ دہرے ملحد فقیر و ولی بننے والے کو کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے ہیں ہمیں راستے سے کیا کام، ان خبیثوں کا رد ہمارے رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع و علما میں ہے امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں ابوعلی الروذباری بغدادی اقام بمصر ومات بها سنة اثنتين وعشرين وثلثمائة صحب الجنيد والنوری اظرف المشائخ واعلمهم بالطریقة سئل عمن یتسمع الملاهی لی حلال لانی وصلت الی درجة لاتوثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولکن الی سقر یعنی سیدی ابو علی رود باری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغدادی ہیں، مصر میں اقامت فرمائی اور اسی میں ۳۲۲ تین سو بائیس میں وفات پائی۔ سید الطائفہ جنید و حضرت ابو الحسن احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اصحاب میں سے ہیں، مشائخ میں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک۔ عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ کتاب الیواقیت والجواهر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں، حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی لوگ کچھ کہتے ہیں ان التکالیف کانت وسیلة الی الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے۔ فرمایا صدقوا

فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذالک وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک، چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں (۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا چند کتابیں پڑھ کر برعم خود عالم بن کر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا قرآن و حدیث ابو حنیفہ و شافعی سمجھتے تے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے خلاف حکم دیئے یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ یہ گمراہ بد دین غیر مقلدین ہوتے (۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تقویت الایمان پر سر منڈا بیٹھے، اس کے مقابل قرآن و حدیث پس پشت پھینک دیئے، اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اور یہ اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں (۵) ان سے بدتر ان میں کے دیوبندی کہ انہوں نے گنگوہی و نانوتوی و تھانوی اپنے احبار و رہبان کے کفر کو اسلام بتانے کے لئے اللہ و رسول کو سخت گالیاں قبول کیں (۶) قادیانی (۷) نیچری (۸) چکڑالوی (۹) روافض (۱۰) خوارج (۱۱) نواصب (۱۲) معتزلہ وغیرہم بالجملہ جملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف و منکر ہیں۔ یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر یقیناً شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بعیت کا نام لیں بلکہ خود پیر و ولی و قطب بنیں۔ قال اللہ تعالیٰ استحوذ علیھم الشیطان فانسٰھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخسرون ۔ شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں، سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین **فلاح**

تقویٰ اقول اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنیٰ نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا فلاح ظاہر ہے اس کے احکام واضح ہیں۔ آدمی اپنے علم سے یا علما سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے۔ اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابو طالب مکی و امام حجۃ الاسلام

غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت خاص بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح یہ جب کہ اسی قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں، متقی کیوں کر بے پیرا یا معاذ اللہ مرید شیطان ہو سکتا ہے اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں تو جتنا پیرا سے درکار ہے حاصل ہے تو اولیا کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہو سکتا اور قول اول کہ بے پیرا فلاح نہیں پاتا یہ تو ہدایۃً اس پر صادق نہیں فلاح تقویٰ بلاشبہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم واجل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمھاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمھیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے۔ یہ بلاشبہ فوز عظیم ہے مولیٰ تعالیٰ نے اہل تقویٰ اور اہل احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے جو اہل احسان ہیں، یہ کیسا فضل عظیم ہے اور فلاح کے لئے کیا چاہئے اقول بات یہ ہے کہ تقویٰ عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدہ صادقہ کافی ووافی احسان یعنی سلوک راہِ ولایت اعلیٰ درجے کا مطلوب ومحبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیا کے سوا ہر دورہ میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں۔ باقی کروڑہا کروڑ مسلمان ہزار علما صلحا سب معاذ اللہ تارک فرض وفاق ہوں، اولیاء نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی، کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا[1]

---

[1] ترجمہ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر، اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ جو آ دیا ہے۔

یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتٰھا عوارف شریف میں ہے اما خرقۃ التبرک یطلبھا من مقصودہ التبرک بزی القوم وشمل ھذا الطالب بشرائط الصحبۃ بل یوصی بلزوم حدود الشرع ومخالطۃ ھذہ الطائفۃ لیعود علیہ برکتھم ویتأدب بآدابھم فسوف یرقیہ ذالک الی الاھلیۃ لخرقۃ الارادۃ فعلی ھذا خرقۃ التبرک مبذولۃ لکل طالب وخرقۃ الارادۃ ممنوعۃ الا من الصادق الراغب یعنی خرقہ تبرک ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے اور خرقہ ارادت اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہو، نااہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے، صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیا کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کر دے، تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں نہ کہ معاذاللہ مرید شیطان کر دے، اکابر علماء و آئمہ میں ہزار ہا وہ گذرے جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبۂ امامت اور وہ بھی بیعت برکت، جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ کے دست مبارک پر اقول ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے، اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور گمراہ و بے فلاح اور مرید شیطان ہے جب کہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کیلئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو الیس فی جہنم مثوی المتکبرین کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں اور اگر بلاوجہ شرعی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں ان من الحزم سوء الظن[1] دع ما یریبک الی مالا یریبک --

---

[1] ترجمہ بے شک احتیاط میں داخل ہے برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ نہ اسے چھوڑ کر وہ اختیار کرے جو بے دغدغہ ہو۔

فلاح احسان کے لئے بے شک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو بیعت برکت کہاں، یہاں بس نہیں اس راہ میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل کمل اس راہ کے جملہ نشیب و فراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی۔ نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقویٰ کی طرح محدود و معدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے الطرق الی اللّٰہ تعالیٰ بعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان اللّٰہ لایتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفۃ لعبدین الخ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں پر کا داہ[1] فی البھجۃ الشریفہ وفیہ ثنیا یطول شرحھا اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں، گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے اگر بتانے والا، آنکھیں کھولنے والا، ہاتھ پکڑنے والا، مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے، کس گھاٹی میں ہلاک کرے ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جاتے، جیسا کہ بارہا واقعہ ہو چکا ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر تمہیں تمہارے علم نے بچا لیا، ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں، معروف و مشہور اور کتب ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی و مسطور اقول حاشیہ یہ مرشد عام کا عجز نہیں بلکہ اس کے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے، مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتب من شئی ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علماء، علماء کو ائمہ، ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض

---

[1] یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثنا ہے جس کی شرح طویل ہے

فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو
اگر تم نہیں جانتے۔ یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل الذکر وہ مرشد خاص باوصاف
مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع
(۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال نہیں (۴) ایسے کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے
قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسے پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال
ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پر نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ
پہنچے گا اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہو گا جس سے تعجب نہیں کہ اسے
اصل فلاح یعنی نفس ایمان سے دور کر دے والعیاذ باللہ رب العالمین
اقول بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اسی قدر کہ اس
راہ میں بہکے گا، یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے نہیں
نہیں عدو لعین تو دشمن ایمان ہے وقت و موقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے جن
سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے، آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں
سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور
اسی اعتقاد پر جما رہے حالانکہ لیس الخبر کالمعاینہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ
پیر کامل چاہیئے کہ ان شبہات کا کشف کرے۔ رسالہ مبارکہ امام قشیری میں ہے: اعلم
ان فی ھذہ الحالۃ قلما یخلو المرید فی اوان خلوتہ فی ابتداء ارادتہ
من الوساوس فی الاعتقاد الی اخر ما افادوا جاد علینا بہ رحمۃ الملک
الجواد ثم اقول غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں
میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گرگ شیطان اسے بے رائی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے اگرچہ
ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط
پیر مکائد نفس و شیطان سے بچا کر نکال لے جائے اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص
کا کام دے گا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مرشد خاص ہوں گے

بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا **ثم اقول** بے مرشد خاص اس راہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر اصلاً فتح یاب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں یہ اپنی فلاح تقوٰی پر قائم رہے گا دو[2] شرط سے۔ ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے، اپنے آپ کو اوروں سے اچھا نہ سمجھنے لگے ورنہ فلاح تقوٰی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا، دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگدلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈال دے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاح درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و انکار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنیٰ رہے گا کہ جب راہ نہ کسی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس کے مثل ہوا جو فلاح تقوٰی پر مقتصر رہا **اقول** قرآن کریم کے لطائف لامتناہی ہیں، اس بیان سے آیہ کریمہ یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ہ کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے، انہیں کے لئے تقوٰی شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللّٰہ، اب کہ تقوٰی پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلۂ شیخ ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق اب کہ سامان مہیا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ وجاھدوا فی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لعلکم تفلحون تاکہ فلاح احسان پاؤ جعلنا اللّٰہ من المفلحین

---

[1] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ
[2] پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ لو [3] ترجمہ اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بے شک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود و سلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقہ میں ہر صلاح و فلاح ہے ان کے آل و اصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث الاعظم اور ان کے سب گروہ پر۔ آمین

بفضل رحمتہ بھم انہ ھو الرؤف الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علی من بہ الصلاح والفلاح وعلی الہ وصحبہ وابنہ و حزبہ اجمعین آمین **ثم اقول** یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اسے اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا، حزب شیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الا ان حزب الشیطٰن ھم الخسرون ۵ سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے الا ان حزب اللہ ھم المفلحون سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔ تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گذرا نسأل اللہ العفو والعافیۃ بالجملہ **حاصل تحقیق** یہ چند جملے ہوئے (۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہلاک میں چور ہے مطلقاً بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے، راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا یفلح وشیخہ الشیطان کا مصداق ہے (۲) سنی صحیح العقیدہ کہ راہ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے تو فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان بلکہ جس شیخ جامعہ شرائط کا مرید ہو اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام کا (۳) یہ اگر تقوٰی کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام کا مرید، غرض سنی کہ مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا مرید، ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے (۴) اگر مضایق سلوک میں بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب و انکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آیا تو شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے (۵) یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار و فسادِ عقیدہ مرید شیطان بھی ہو گیا (۶) اگر راہ کھلی تو جب تک پیر ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی ناقابل پیر یا محض شیخ اتصال

کا مرید یا خود شیخ بنتا ہو (ے)، یا اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ الحمد للہ یہ وہ تفصیل جمیل و تحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے گی۔ بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا جس کی تکمیل و تفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوگی والحمد للہ رب العالمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید المرسلین وصحابہ اجمعین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

(۸۵)
سوال ۸۵۔ عمر اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ صحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا یہ فعل اگر عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ دیکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہٰذا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نساء ھذہ الامۃ فرمایا بلکہ ان کی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے، عدد چار کی صرف اس لئے دشمنی کہ اہل سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے۔ آسمانی کتابیں بھی چار ہیں، قرآن عظیم، توریت، انجیل، زبور۔ اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام۔ اللہ ومحمد وحیدر وقبول وحسین وشہید وعابد وسجاد و

سلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

باقر وصادق وموسٰی وکاظم وجواد ومہدی وائمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ ومتعہ وشیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہوگا سوا چار حرف کے، اگر کہیں تو شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اسی طرح تقیہ متعہ، لہٰذا ان سے محبت ہے تو یزید سے کیوں نہیں کرتے، اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیئے کہ خالص تین ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ چار خلفا میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا پسند نہیں رکھتی، جہاں ان تین میں چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے۔ اسی کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں۔ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں من اجھل ممن یکرہ التکلم بلفظ بعشرۃ او فعل شئی یکون عشرۃ لکونھم یبغضون العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ ویستثنون علیا والعجب انھم یوالون لفظ ایتسعتہ وھم یبغضون التسعۃ من العشرۃ یالجملہ کسی عدد خاص سے اس وجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے یا اس لئے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلاثہ تین ہیں۔ عمر وغنی وسنی وغوث وقطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو

لہ ان سے بڑھ کر جاہل کون جو دس کا نام لینا یا وہ کام کرنا جس میں دس کی گنتی آئے ناگوار رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں ان دس سے عداوت ہے جن کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی شہادت دی۔ فقط علی کو الگ کرتے ہیں اور عجب یہ کہ وہ نو کا لفظ پسند کرتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو ہی کے دشمن ہیں۔ ۔ عہ امام محمد نقی کا لقب ہے۔

بتول زہرا کے ابنائے ثلثہ تین ہیں الہ و نبی و علی حسن و رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق و عثمان و شیخین و ختنین و اصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنج تن پاک ہیں مصطفےٰ و مرتضیٰ و فاطمہ و مجتبےٰ و حسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھیئے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ، تابوت، جریدہ، مرثیہ، کربلا، روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان، نمرود، شداد، فرعون، ہامان، ابلیس سب کے دوست بنو، سُنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیئے۔ ایک روٹی کے تین چار پانچ نو دس جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے، گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفضول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے انکی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجۂ اولیٰ افضل ہوگا۔ موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کو مسح موزہ بہتر ہے، نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے کما فی فتح القدیر و بیناہ فی فتاونا سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے، پھر فاروق اعظم، پھر مذہب منصور میں عثمان غنی، پھر مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سُنی نہیں ہاں یہ معنے لے کر چاروں کو ماننا فرض ہے اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے لانفرق بین احد من رسلہ ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ

جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہم نے اپنے فتاوے میں بیان کیا

ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۶ ۔ اس مقام پر ایک حکایت بیان کرتا ہوں حلیل احسان حسب فرمائش حاجی چراغ دین وسراج دین تاجر کتب لاہور در مطبع مصطفائی لاہور۔ طبع شد **باب سوم** در فضیلت چہار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ بطرف گورستان رفت واستادہ شد دیدند کہ یک شخص از عذاب قبر فریاد میکند فوقی نار وتحتی نار ویمینی نار ویساری نار امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ چوں اور اوراں احوال دیدند کہ در عذاب قبر گرفتار ست برو رحم فرمودہ وہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب آنرا بارواح آں میت بخشند لیکن ہرگز عذاب رفع نشد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ دریں احوال متفکر وحیران ماندند کہ ایں بندہ را بسیار گناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمیشود وخلاصی او از عذاب نمیگردد وحضرت علی کرم اللہ وجہہ از انجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ ودراں زماں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندروں حجرہ نشستہ بودند کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرمود کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امروز بطرف گورستان رفتہ بودم وشخصے از عذاب قبر فریاد میکند من صد رکعت نماز نفل گذاردہ وسہ ختم قرآن مجید کردہ بروح آں میت بخشیدم لیکن میت بعذاب گرفتار بماند وعذاب او رفع نشد چوں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از زبان علی کرم اللہ وجہہ ایں چنیں احوال شنیدند ہرچند کہ در حرم شریف خوش وقت نشستہ بودند زود واز استماع ایں احوال بے قرار شدہ بطرف گورستان رواں شدند فرمودند کہ یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ من بیائید وآں قبر مرا بنمائید تا احوال آں میت بہ بنیم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آں حضرت را در انجا بردند چوں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراں قبرستان تشریف آوردند چہ

بیند کہ آں میت را عذاب نمیشود ہر چند تفحص کردند نیافتند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را فرمودند مگر آں قبر از شما سہو و نسیان شدہ باشد آں قبر دیگر خواہد بود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں قبرست من آثار کردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست پس آں جا حضرت رسالت پناہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ معائنہ میفرمودند کہ جبریل از درگاہ رب العالمین بطرف سید المرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالیٰ ترا سلام میرساند بعدہ میفرماید کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست میگوید کہ قبر آں بندہ ہمیں ست لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے عبادت و نماز وضو ساختہ بودند بعدہ شانہ بر ریش مبارک خود کردہ بودند چنانچہ یک موئے از ریش مبارک جدا شدہ بود چوں باد آں موئی را بر آں قبر انداختہ از برکت آں موئے مبارک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تمامی گورستان را حق تعالیٰ بخشیدہ و آمرزیدہ است۔ پس اے مومن بر گاہِ حق تعالیٰ در موئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزار لعنت بر جان رافضی کہ در حق ایشاں گلہ کند یا چیزے دیگر گوید، پس ہر مومن لازم ست کہ چوں اسم مبارک صدیق اکبر بشنود از دل و جان فدا شدہ بگوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مولانا صاحب: یہ حکایت صحیح ہے یا نہیں اور اہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں۔ یہ فضیلت بیان کرنا یہاں پر زید صاحب کو اعتراض بڑا گذرا ہے کہ میاں اس حکایت بیان کرنے سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے، وجہ یہ زید صاحب بتاتے ہیں کہ جناب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین ختم قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا رد کیسے ہو اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخش دے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ صاف کم کرنا ہے۔ یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مگر شاید زید صاحب کو یہ خبر نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل ایسا زبردست ہے کہ ایک کو ایک پر فضیلت و بزرگی

دیتا ہے۔

ہاں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یہ پیغمبر ہیں کہ بزرگی دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کیں اللہ نے ان سے اور بعض ان کے کو درجوں بلند کیا۔ یا اللہ! ہمارے مولانا صاحب کی زندگی میں برکت دے۔ آمین۔

الجواب

یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو یہ بلاشبہہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اگرچہ اس حکایت کو اس سے بھی بحث نہیں وہ تو آیات و احادیث و اجماع سے ثابت ہے، اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے۔ یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا وہ بہت زیادہ ہو کر حاصل ہوا کہ تمام گورستان بخشا گیا۔ مولیٰ علی کی دعا ہی کا یہ اثر ہوا کہ صدیق کا موئے مبارک ہوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہو گئی تو یہ رد دعا ہوا یا اصلی درجے کا قبول، اور فرض کیجیے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المومنین علی کو قبول کے تیسرے اعلیٰ مرتبے میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا (کہ قبول دعا کے تین مرتبے ہیں (۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دفع ہونا، یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کے لئے جمع رہنا یہ سب سے اعلیٰ ہے) اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کر دیا کہ وہ کریم مسلمان کی پیری سے حیا فرماتا ہے اور مسلمان بھی کون سا سردار جملہ مسلمین ابوبکر صدیق جن کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پیری کو اپنی امت کی مغفرت کے لئے وسیلہ کیا کہ الٰہی! ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخش دے، تو اس میں معاذ اللہ امیر المومنین

علی کی کیا توہین ہوئی مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۷ رمضان شریف کے کامل ماہ کے روزے رکھنا فرض ہیں، وہ تیس روز کا ہو یا انتیس دن کا ہو اب ایک بلاد میں روز تیس ہوئے اور دیگر بلاد میں روزے انتیس ہوئے۔ اب زید فرماتے ہیں جہاں پر انتیس روزے ہوئے ہیں وہاں یہ حکم کرتے ہیں کہ ایک روزہ قضا کرنا فرض ہے۔ یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔ ہاں اگر تیس روزے فرض مقرر کئے جاتے تو ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوتا یہاں تو یہ حکم ہے کہ وہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا، اب عرض یہ ہے کہ چاند ماہِ رمضان شریف و چاند ماہ شوال کا کتنے لوگوں کی گواہی سے قبول کیا جائے گا اور رمضان شریف کے روزے کے واسطے گواہی ایک شہر سے دوسرے شہر تک کتنی منزل کا فاصلہ دور ہو تو گواہی سنی جائے گی، مثلاً یہاں دربن ناٹال میں چاند ماہِ رمضان شریف کا روز شنبہ کو دیکھا اور پہلا روزہ یک شنبہ کو ہوا اور یہاں پر دو شنبہ کو روزہ ہوا، اب اگر گواہی بذریعہ ٹیلی گراف یا ٹیلی فون سے چاند کی گواہی ملی تو وہ سنی جائے گی یا نہیں ٹیلی فون سے آواز پہنچایا جاتا ہے کہ فلاں آدمی بات کرتا ہے اور ٹیلی گراف سے تو مطلقاً آواز آتا نہیں۔ یہ گواہی سنی جاتی ہے یا نہیں اور ایک شہر سے لے کر دوسرے شہر تک کتنے میل کا فاصلہ ہو یا کتنے روز کی منزل دور ہو یہ بھی شمار تو ہوگا۔ اصل حکم تو یہ ہے کہ ماہ رمضان شریف کے روزے چاند دیکھ کر رکھے اور چاند دیکھ کر چھوڑے یا گواہی ملے تو گواہی کہاں تک کی سنی جائے گی۔

الجواب

ایک جگہ روزے تیس دوسری جگہ انتیس ہونے کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض میں ۲۹ والوں پر ایک روزہ قضا رکھنا ہوتا ہے بعض میں تیس والوں پر، بعض میں دونوں پر، بعض میں کسی پر نہیں۔ مثلاً **اوّل** ایک جگہ انتیس کو ابر تھا، رویت نہ ہوئی انہوں نے شعبان ۳۰ کا لے کر روزے شروع کئے، جب انتیس روزے رکھے عید کا چاند ہو گیا، دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر نہ تھا رویت ہوئی یا ثبوت شرعی سے ثابت

ہو گئی انہوں نے ایک دن پہلے سے روزہ رکھا اور ان کا رمضان ۳۰ دن کا ہوا اس صورت میں اگر ۲۹ روزے والوں کو ایک دن پہلے رویت ہو جانے کا ثبوت بروجہ شرعی پہنچ جائے اگرچہ رمضان مبارک کے بعد اگرچہ دس برس بعد تو بے شک ان پر ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوگا۔ ٹیلی گراف، ٹیلی فون، اخبار، جنتری بازاری افواہ سب محض باطل و نامعتبر ہیں۔ ابر و غبار ہو تو رمضان مبارک میں ایک مسلمان غیر فاسق کی گواہی درکار ہے اور باقی مہینوں میں دو ثقہ عادل کی اور مطلع صاف ہو تو سب مہینوں میں ایک جماعت عظیم کی ان استثناؤں کے ساتھ جو ہم نے اپنے فتاویٰ میں منقح کئے یا شہادۃ علی الشہادۃ ہو یا شہادت علی الحکم ہو یا استفاضہ شرعیہ ہو ان سب کا روشن بیان ہمارے رسالہ طرق اثبات الہلال میں ہے، جسے تفصیل دیکھنی ہو اسے دیکھے کہ اس میں تمام طرق مقبولہ و مردودہ کا کامل بیان ہے۔ پھر شرعی طریقے سے ثبوت ہو تو فاصلے کا کچھ لحاظ نہیں اگرچہ ہزاروں میل ہو۔ درمختار میں ہے یلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب[1] دوم یکم رمضان دونوں جگہ ایک دن ہوئی۔ ایک جگہ کے لوگ ۲۹ روزے رکھ چکے کہ ہلال عید نظر آیا، عید کرلی، دوسری جگہ ابر تھا نہ چاند دیکھا نہ ثبوت ہوا تو ان پر فرض تھا کہ ۳۰ روزے پورے کریں اس صورت میں ۲۹ والوں پر ہرگز کسی روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا، یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا اس بنا پر لازم کرتی کہ اور جگہ ۳۰ روزے ہوئے ہیں محض جہالت اور اختراع شریعت ہے۔ سوم مثلاً ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو ایک جگہ رویت ہوئی جمعہ سے روزہ رکھا جب ۲۹ رمضان آئی رویت ہو گئی، شنبہ کی عید کرلی، دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا انہوں نے جمعہ کو ۳۰ شعبان مانی اور روزہ نہ رکھا، ہفتہ سے رکھا پھر

---

[1] ترجمہ، چاند اگر مغرب کے کسی مقام میں دیکھا جائے اور ان کا دیکھنا مشرق والوں کو ثبوت شرعی سے ثابت ہو جائے تو اس رویت کا حکم ان پر بھی لازم ہے۔

وہ جمعہ کو واقع میں ۲۹ رمضان تھا اسے اور شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی۔ دونوں دن ان کے یہاں ابر رہا۔ انہوں نے ۳۰ روزے پورے کر کے پیر کی عید کی، پھر ان کو ثبوت شرعی سے ثابت ہوگیا کہ ۲۹ شعبان کو رویت ہوگئی اور جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان پر اس جمعہ کے روزے کی قضا فرض ہے حالانکہ یہ ۳۰ رکھ چکے ہیں اور اس شہر والوں نے ۲۹ ہی رکھے۔ چہارم واقع میں ہلال ۲۹ شعبان کو ہوا مگر ان دونوں شہروں میں ابر کے باعث نظر نہ آیا شعبان کے ۳۰ دن لے کر شنبہ سے دونوں جگہ روزہ ہوا پھر واقع کی ۲۹ رمضان کا جب جمعہ آیا دونوں جگہ ابر تھا پیر کی عید کی ایک جگہ روزے ۲۹ ہوئے ایک جگہ ۳۰ ہوئے اور واقع میں دونوں جگہ پہلے جمعہ کا روزہ کم ہوا، جب ان کو تیسری جگہ کی رویت ثبوت شرعی سے معلوم ہو جاتے جس سے جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان ۳۰، ۲۹ والے دونوں پر ایک روزہ قضا لازم ہوگا۔ یہ صورتیں ہم نے یکم رمضان میں اشتباہ کے لحاظ سے لیں۔ یوہیں سلخ رمضان میں غلطی کئی اعتبار سے ہوسکتی ہیں مثلاً جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مان کر عید کرلیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے اگرچہ واقع میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی، صرف بے ثبوت شرعی سے عید کر لینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں بالجملہ جب ثبوت شرعی سے یہ ثابت ہو کر ایک دن جس کا ہم نے روزہ نہ رکھا رمضان کا تھا تو ان پر اس کی قضا فرض ہو گی چاہے ۳۰ رکھ چکے ہوں ورنہ نہیں اگرچہ ۲۹ ہی رکھے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۸ - ایک کافر مرد یا عورت ایمان لائے اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ ہر دو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور اردو زبان بھی نہیں جانتے فقط زبان انگریزی یا کافری سسوٹو زبان جانتے ہیں اور کوئی کلمہ کے معنے سمجھانے والا بھی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ معنی سمجھتے نہیں اس صورت میں اگر وہ زبان سے کلمہ پڑھے اور اپنی زبان سے اتنا اقرار کرتے کہ میں آج سے اپنا مذہب عیسائی وغیرہ اپنی راضی خوشی سے چھوڑ کر دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول کرتا ہوں تو اتنا اقرار کافی ہوگا یا

نہیں اور وہ ہر دو مسلمان ٹھہریں گے یا نہیں۔

الجواب

بے شک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگرچہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا بھی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا ان کے اسلام کے لئے کافی ہے۔ محیط پھر انفع الوسائل میں ہے اَلْکَافِرُ اِذَا اَقَرَّ بِخِلَافِ مَا اِعْتَقَدَ یُحْکَمُ بِاِسْلَامِہٖ شرح سیر کبیر میں ہے لو قال اَنَا مُسْلِمٌ فَھُوَ مُسْلِمٌ وکذا لو قال اَنَا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ اَوْ عَلَی الحنیفۃ او علی دین الاسلام انفع الوسائل میں ہے وکذا لو قال اسلمت اھ الکل فی رد المحتار واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۸۹

نکاح پڑھتے وقت عورت کو پانچ کلمے پڑھاتے ہیں۔ اب وہ عورت حیض کی حالت میں ہے تو وہ پانچ کلمے اپنی زبان سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حالت حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے۔ کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگرچہ انہیں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر وثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے۔ کما صرح بہ قاطبۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ۹۰

غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں اور اگر دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے۔

الجواب

اگر خوف فتنہ نہ ہو جواب کی اصلا حاجت نہیں ولا یقاسون علی ذمی

---

[1] ترجمہ: کافر جب اپنے دین باطل کے خلاف کا اقرار کرے اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا [2] ترجمہ کافر اگر اتنا کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو وہ مسلمان ہو گیا یونہی اگر کہے میں محمد کے دین پر ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا ملت حنفی پر ہوں یا دین اسلام پر ہوں [3] اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اسلام لایا [4] جیسا کہ تمام علماء نے تصریح فرمائی [5] ان کا ملیح الاسلام کافر بلکہ کافر پر بھی قیاس نہیں ہو سکتا اس لیے کہ مرتد کا حکم سب سے سخت تر ہے۔

ولا حول لی لان حلم المرتد اشد اور خوف ہو تو صرف وعلیک کہے۔ درمختار میں ہے
لوسلم یہودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلا باس بالرد ولکن لا یزید
علی قولہ وعلیک[1] کما فی الخانیۃ اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار
میں بھی خوف صحیح ہو یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدا السلام کی ضرورت ومجبوری
شرعی ہو تو کیا کرے۔ اقول۔ پورا سلام کہے اور چاہے تو ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بھی بڑھائے اور اصلا مضایقہ شرعیہ نہ آئے اس کی کیا صورت ہے یہ کہ ہر شخص کے
ساتھ اگرچہ کافر ہو کراماً کاتبین اور کچھ ملئکہ حافظین ہوتے ہیں۔ قال تعالیٰ: کلا بل
تکذبون بالدین ۰ وان علیکم لحفظین ۰ کراما کاتبین[2] ۰ وقال تعالیٰ وَلہٗ
معقبٰت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ[3] اپنے جواب
یا سلام میں ان ملئکہ پر سلام کی نیت کرے۔ والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۱ امام حنفی ہے اور مقتدی شافعی پیچھے ہیں اور آخری رکعت فجر میں
وہ دعائے قنوت پڑھنے تک امام حنفی کو ٹھہرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ ٹھہرنا
چاہیئے اور اگر ٹھہرنے کا حکم بھی ہو تو کتنے اندازہ تک ٹھہرنا چاہیئے۔

الجواب

زید محض غلط کہتا ہے امام کو ہرگز نہ ٹھہرنا چاہیئے کہ اس میں قلب موضوع ہے۔
یعنی وضع شرعی الٹ دینا کہ متبوع کو تابع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں انما جعل الامام لیوتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہے کہ مقتدی اس
کی پیروی کریں نہ یہ کہ الٹا وہ مقتدیوں کی پیروی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۲ عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام

---

[1] ترجمہ، اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی کسی مسلمان کو سلام کرے تو جواب دینے میں حرج نہیں مگر وعلیک سے زیادہ نہ کہے جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے [2] ترجمہ کوئی نہیں بلکہ تم جزا سزا کے منکر ہو اور بیشک تم پر نگہبان نہیں عزت والے لکھنے والے [3] ترجمہ آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ حکم الٰہی سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔

کہا تو اس کو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

دل میں یا ہمیشہ کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیئے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو کما فعلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم[1] تنویر میں ہے لایکرہ النظر الیہ ای القرآن لجنب وحائض ونفساء[2] کا وعیہ ردالمحتار میں ہے نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللّٰہ تعالیٰ[3] اسی میں بحر سے ہے وترک المستحب لایوجب الکراھۃ۔[4] واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۳ زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ زنا میں نہ پھنس جاؤں۔

الجواب

پیٹ پر جائز ہے ران پر نا جائز کہ حالت حیض و نفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا کما فی المتون وغیرھا واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۴ تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ خدا کا لکھا ہوا نہیں بدلتا اور عمرو اپنا عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بے شک تقدیر کا لکھا ہوا اللہ عزوجل

---

[1] ترجمہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کہ ایک صاحب نے سلام کیا حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا۔

[2] ترجمہ جنب اور حیض و نفاس والی کو قرآن مجید آنکھ سے دیکھنا یا دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں [3] ترجمہ ہدایہ میں تصریح فرمائی کہ ذکر الٰہی کے لئے وضو مستحب ہے [4] ترجمہ مستحب کے نہ کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی۔

اپنے فضل و کرم سے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد سے بدل دیتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نماز روزہ نہ ادا کرنے سے اس کی زندگی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور روزی تنگ کر دیتا ہے جب تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا تو پھر یہ کیوں اکثر کتابوں میں ذکر ملتا ہے۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتب اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے جو چاہے اور ثابت فرماتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ اصل کتاب لوح محفوظ ہے، جو کچھ لکھا ہے نہیں بدلتا، فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں وہ شفاعت و دعا و خدمت والدین و صلۂ رحم سے زیادت و برکت کی جانب یا ظلم و گناہ و نافرمانی والدین و قطع رحم سے دوسری طرف بدل جاتے ہیں۔ مثلاً صحف ملئکہ میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آگیا یا نکوئی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا، یہ تبدیل ہوئی لیکن علم الٰہی و لوح محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے، ان کے مطابق ہونا لازم۔ اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق و توضیح ہماری کتاب المعتمد المستند میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۵ عمرو اگر اپنے فرزند سرکار مدینہ طیبہ کے روضہ مطہر میں داخل کرتے وقت کچھ مٹھائی وغیرہ ساتھ میں دے اور وہ مٹھائی تبرکات کے طور پر نیاز ملک میں لے جاوے تو وہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

بے شک درست ہے قال اللّٰہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج[1]

---

[1] ترجمہ، تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی دی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور کس نے حرام کئے پاکیزہ رزق۔

لعبادہٖ والطیبٰت من الرزق وہابیہ لعنہم اللہ تعالیٰ کہ روضہ اقدس کو معاذ اللہ بت اور اس شیرینی کو بت کے چڑھاوے کی مثل جانتے ہیں ملعون ہیں قاتلہم اللہ انی یؤفکون وہاں سے جو چیز منتسب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور تبرک ہے اور اسے اپنے اعزہ و احباب کے لیئے لیجانا ضرور جائز ہے۔ امام وہابیہ نے کہ تقویۃ الایمان میں کہا "اس کے کوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لے جانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کسی پیغمبر یا بھوت کو ایسی قسم کی باتیں کرے شرک ہے اس کو اشراک فی العبادہ کہتے ہیں۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس کی تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھیئے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اس کا افترا ہے اور خود شرکِ حقیقی میں مبتلا ہے۔ سنن نسائی شریف میں ہے۔ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کا بقیہ وضو مانگا۔ حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا جب اپنے شہر میں پہنچو فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانہا بھذا الماء واتخذوہا مسجدا اپنا گرجا توڑو اور اس زمین پر یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہے اور گرمی سخت وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہو جائے گا فرمایا مدوہ من الماء فانہ لا یزیدہ الا طیبا اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔ مدینہ طیبہ کے حوالی میں جانب مغرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی جب سے برابر اہل مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں۔ اہل اسلام اس کا پانی زمزم شریف کی طرح دور دور لے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زمزم ہو گیا ہے۔ امام سید

لہ ترجمہ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں فرماتے ہیں بئر
اھاب بصق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیھا وھی بالحرۃ الغربیۃ
معروفۃ الیوم بزمزم وقد قال المطری لم یزل اھل المدینۃ قدیما وخلفا
یتبرکون بھا وینقل الی الآفاق من مائھا کما ینقل من زمزم یسمونھا ایضا
زمزم لبرکتھا۔

سوال ۹۶ ۔ اگر کسی نے ولی کی درگاہ کی منت کی مثلاً عمرو کہے یا فلاں
بزرگ اللہ عزوجل آپ کی دعا سے میرے یہاں فرزند عطا کرے تو اس میرے فرزند
کے سر کے بال آپ کی درگاہ میں آکر منڈواؤں گا اور بال کے ہم وزن صدقہ للہ سونا
یا چاندی دوں گا یا یہ شرط کی ہو کہ اس میرے فرزند کے ہم وزن مٹھائی یا شکر قند
خیرات کروں گا یا ایک پلہ میں وہ فرزند بٹھایا جائے اور دوسرے پلہ میں شکر قند
رکھی جائے اور پھر وہ للہ مساکین کو بانٹی جائے۔ یہ ہر دو شرطوں سے منت کرنا جائز
ہے یا نہیں اور وہ مٹھائی کھانی جائز ہو گی یا نہیں اور جو بچہ وزن کیا جاتا ہے وہ بچہ
تربت پر نہیں ہوتا وہ دور جگہ میں وزن کیا جاتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ ناجائز ہے۔

الجواب

دونوں صورتوں میں صدقہ کی منت جائز اور پوری کرنا لازم ہے قال اللہ تعالیٰ
ولیوفوا نذورھم اور بال وہاں اتروانا فضول اور اس کی منت باطل ہے کما
تقدم واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۷ ۔ پیش امام اگر شایہ زریں بوٹے بھرے ہوئے ہوں اور بُنا ہوا
سوت کا یا کشمیری گرم کپڑا پہن کر نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

لہ ترجمہ چاہ اہاب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلی فرمائی وہ پچھاں کی پتھریلی زمین میں ہے آج زمزم کے
نام سے مشہور ہے اور بیشک مطری نے کہا کہ ہمیشہ اہل مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں دور دور شہروں کو زمزم
کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں اس کی برکت کے سبب سے بھی زمزم کہتے ہیں۔

الجواب

سوتی یا کشمیری گرم کپڑے میں کہ ریشمی نہ ہو حرج نہیں نہ زریں بوٹوں میں جب کہ کوئی بوٹا چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہو، نہ اتنے قریب قریب ہوں کہ دور سے کپڑا نظر نہ آئے۔ سب مغرق معلوم ہو کما فی الدر وغیرہ وقد فصلناہ فی فتاونا واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۸

اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھاوے تو کیسا ہے۔

الجواب

شال اگر ریشمی یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ اور اگر ایسی نہیں تو اب دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکے چھوڑ دیئے۔ تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور نماز کا پھرنا واجب درمختار میں ہے ۱ کرہ سدل ۲ تحریما للنھی (تنویر) ای ارسالہ بلا لبس معتاد و کشد ومندیل یرسلہ من کتفیہ ردالمختار میں ہے ۳ وذالک نحو الشال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۹

عمرو اگر فاتحہ کھانے پر اور قبروں پر ہر دو جگہ پر اول تین بار قل بعد سورہ فاتحہ بعد سورہ بقرہ کا پہلا رکوع پڑھ کر ثواب حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز کو ثواب بخشتے تو جائز ہے یا نہیں اور زید فرماتے ہیں کہ کھانے پر دوسری طرح سے فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔ آیا اگر ایک

---

۱ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے تفصیل سے بیان کیا ۲ ترجمہ کپڑا لٹکانا یعنی برخلاف طریق معروف لٹکا رکھنا جیسے شال یا رومال کندھوں پر چھوڑ دینا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ حدیث میں اس سے منع فرمایا ۳ ترجمہ یہ جیسے شال۔

ہی طرح سے فاتحہ عمرو پڑھتا ہے تو درست ہے یا نہیں اور اس کا ثواب بزرگانِ دین و اہل قبور کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب

زید کا قول غلط ہے، فاتحہ ایصالِ ثواب ہے، جس طرح ہو درست ہے، کھانے پر کوئی دوسرا طریقہ ہو اور قبر پر اور یہ تعیین کہیں نہیں۔ ہاں ایک بات یہاں واجب اللحاظ ہے، سوال میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ثواب بخشنا لکھا ہے یہ لفظ بہت بے جا ہے، بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے، یہاں نذر کرنا کہنا چاہیئے یعنی سرکاروں میں ثواب نذر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۰۔ پیش امام اگر فال بآیتِ قرآن شریف دیکھے وہ درست ہے یا نہیں۔ زید فرماتے ہیں کہ امام اگر فال دیکھے تو حرام ہے اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ یہ قول زید کا باطل ہے یا صحیح۔

الجواب

قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں۔ بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع و مکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لیے نہ اتارا گیا۔ ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے قال[1] القونوی لایجوز اتباع المنجم والرمال ومن ادعی الحروف لانہ فی معنی الکاھن انتھی ومن جملۃ علم الحروف فال المصحف حیث یفتحونہ وینظرون فی اول الصفحۃ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ الخ ملخصا

---

[1] ترجمہ امام قونوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کے مدعی کی پیروی جائز نہیں کہ وہ کاہن کے مثل ہیں۔ اس علم حروف میں سے مصحف شریف کی فال ہے کہ قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھتے ہیں۔

اسی میں شرح عقیدۂ امام طحاوی، سے ہے الواجب[۱] علی ولی الامر ان الہ ھولاء المنجمین واصحاب الرمل والقرعۃ والفالات ومنعھم من الجلوس فی الحوانیت والطرقات اوان یدخلوا علی الناس فی منازلھم لذلک[۲] تحفۃ الفقہائے امام علاء الدین سمرقندی پھر جامع الرموز پھر شرح الدرر للعلاء اسمٰعیل بن عبد الغنی النابلسی پھر حدیقہ ندیہ علامہ عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہے اخذ الفال من المصحف مکروہ اخیر میں ہے یعنی کراھۃ تحریم لانھا المحمل عند الاطلاق عندنا وفی حیات الحیوان للدمیری جزم الامام العلامۃ ابن العربی فی الاحکام فی سورۃ المائدۃ بتحریم اخذ الفال من المصحف ونقلہ القرافی عن الامام العلامۃ ابی الولید الطرطوشی واقرہ واباحہ ابن بطۃ من الحنابلۃ ومقتضی مذھب الشافعی کراھۃ یعنی کراھۃ تنزیہ لانھا المحمل عند الاطلاق عندہ علامہ قطب الدین حنفی ابن علاء الدین احمد بن محمد نہروانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی مستفیض بارگاہ حضرت سیدی علی متقی مکی رحمہم اللہ تعالیٰ کتاب ادعیۃ الحج میں فرماتے ہیں فی منسک[۳] ابن العجمی لا یاخذ الفال من

---

[۱] ترجمہ حکم پر لازم کہ نجومی اور رمال اور قرعہ اور فال والوں کو دفع کر کے ان کو دکانوں اور راستوں میں نہ بیٹھنے دے نہ اس کام کے لئے لوگوں کے گھروں میں جانے دے [۲] ترجمہ مصحف شریف سے فال لینا مکروہ ہے [۳] یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ حنفیہ کے یہاں جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لی جاتی ہے اور امام دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان میں ہے کہ امام علامہ ابن العربی (مالکی) نے کتاب الاحکام تفسیر سورۂ مائدہ میں مصحف شریف سے فال لینے کی حرمت پر جزم فرمایا اور اسے علامہ قرافی (مالکی) نے امام علامہ ابو الولید طرطوسی (مالکی) سے نقل کیا اور مسلم رکھا اور ابن بطہ حنبلی نے اسے جائز بتایا اور مذہب امام شافعی کا مقتضی کراہت ہے یعنی کراہت تنزیہی کہ ان کے یہاں مطلق کراہت سے یہی مراد لیتے ہیں۔

[۴] ترجمہ منسک ابن عجمی میں ہے مصحف شریف سے فال نہ لے کہ علما کو اس میں اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں بعض جائز اور متاخرین مالکیہ سے ابو بکر طرطوشی نے تصریح کی کہ حرام ہے۔

المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذالک فکرھہ بعضھم واجازہ بعضھم ونص ابوبکر الطرطوشی من متاخری المالکیۃ علی تحریمہ اور علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں نسک مذکور سے یوں نقل کیا ونص المالکیہ علی تحریمہ[1] طریقہ محمدیہ امام برکوی حنفی میں ہے الصواد[2] بالفال المحمود ولیس الفال الذی یفعل فی زماننا مما یسمونہ قال القرآن اوفال دانیال اونحوھما بل ھی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالھا بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے مگر زید کا وہ حکم کہ اس کے پیچھے نماز درست نہیں ۔ نماز فاسق کے پیچھے بھی نادرست نہیں ہاں مکروہ ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو مکروہ تحریمی کما حققناہ فی فتاولنا النھی الاکید[3] کراہت تحریم سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھرنا واجب نہ کہ نادرست ہو اور یہاں تو ابتداءً حکم فسق بھی نہ چاہیئے ، مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس پر خفی کہ عوام میں حکم معروف نہیں تو یہاں یہ چاہیئے کہ اسے اطلاع دیں کہ مذہب حنفی میں ناجائز ہے اگر چھوڑ دے بہتر اور نہ چھوڑے تو ایک آدھ بار سے فاسق نہ ہوگا بلکہ تکرار و اصرار کے بعد حکم فسق دیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے کما فی رد المحتار عن رسالۃ المحقق البحر[4] اور صغیرہ بعد اصرار فسق ہے پھر اگر بعد اطلاع یہ فال بینی باصرار و علانیہ نہ کرے بلکہ چھپا کر تو اس کے پیچھے نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی نامناسب وبس ۔ درمختار میں ہے یکرہ تنزیہا امامتہ فاسق اور اگر علانیہ مصر ہو تو اب فاسق معلن کہا جائے گا اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ

---

[1] ترجمہ مالکیہ نے تصریح کی کہ حرام ہے [2] ترجمہ فال جس کی تعریف حدیث میں ہے اس سے وہ مراد نہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کرتے ہیں جیسے فال قرآن یا فال دانیال وغیرہ کہتے ہیں یہ تو اس کے مثل ہے جیسے مشرکین عرب پالنے ڈالتے ہیں ان کا فعل جائز نہیں [3] ترجمہ جیسے ہم نے اپنے فتاوٰی اور اپنی کتاب النھی الاکید میں تحقیق کیا۔

[4] ترجمہ جیسا کہ ردالمحتار میں محقق صاحب بحر کے رسالہ سے ہے۔

تحریمی کہ پھیرنی واجب۔ فتاوی حجہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون یوہیں غنیہ وتبیین الحقائق وغیرہ ہما کا مفاد ہے التوفیق ماذکرنا بتوفیق اللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

سوال ۱۰۱ - پیش امام اگر تعویذ بنائے تو کیا حکم ہے۔

الجواب

جائز تعویذ کہ قرآن عظیم یا اسمائے الٰہیہ یا دیگر اذکار و دعوات سے ہو اس میں اصلا حرج نہیں بلکہ مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے رواہ احمد ومسلم عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ اسمار انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام سے بھی تعویز بطور تبرک و توسل روا ہے۔ کہ تابع و مظہر اسمائے الٰہیہ ہیں۔ درمختار میں ہے فی المجتبی التمیمۃ المکروھۃ ماکان بغیر العربیۃ ردالمحتار میں مغرب سے ہے لاباس بالمعاذات اذاکتب فیھا القرآن اواسماء اللہ تعالی وانما تکرہ اذاکانت بغیر لسان العرب ولایدری ماھو ولعلہ یدخلہ سحر اوکفر اوغیر ذالک اماماکان من القرآن اوشی من الدعوات فلاباس بہ اسی میں مجتبی سے ہے وعلی الجواز عمل الناس

لہ ترجمہ اگر فاسق کو امام کریں تو گناہ گار ہوں گے ۲ ترجمہ دونوں قوتوں میں موافقت وہ ہے جو ہم توفیق الٰہی ذکر کی کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی ۳ یہ حدیث سند احمد وصحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے ۴ ترجمہ مجتبی میں ہے تعویذ وہ مکروہ ہے جو غیر زبان عربی میں ہو یعنی جس کے معنی مجہول ہوں ۵ ترجمہ تویذوں میں حرج نہیں جب کہ ان میں قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ لکھے جائیں مکروہ جب ہیں کہ غیر عربی میں ہوں اور معنی معلوم نہ ہوں کیا معلوم کہ ان میں جادو یا کفر یا کچھ اور ہو اور وہ تعویذ جو آیتوں یا دعاؤں سے ہو اس میں حرج نہیں ۶ ترجمہ وہ منتر کا عمل تعویذوں کے جواز پر ہے اور اس میں حدیثیں آئی ہیں۔

الیوم رب ہ وودت الاثار امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں الرقی التی من کلام الکفار والرقی المجہولۃ مذمومۃ لاحتمال ان معناھا کفراو قریب منہ اومکروہ اما الرقی بآیات القرآن وبالاذکار المعروفۃ فلا نہی فیہ بل سنۃ[1] اسی میں ہے نقلوا الاجماع علی جواز الرقی بالقرآن و اذکار اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے رقیہ بقرآن واسمائے الٰہی جائز ست باتفاق و ماسوائے آں از کلمات اگر معلوم باشد معانی آں و مخالف نبود دین وشریعت رانیز جائز ہاں جس کی برائی معلوم ہو جیسے بعض تعویذوں میں شیطان فرعون ہامان نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں بسم اللہ طاسوسا حاسوساماسوسا یا بعض تعویذوں عزیمتوں میں علیتما ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی القلوب حقیقتا یہ ناجائز ہے مگر نامعلوم المعنے لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعان علم ظاہر و باطن سے بروجہ صحیح مروی ہو تو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں یارب مگر بعضے کلمات باشد کہ از ثقات معلوم شدہ است خواندن آں داز مشائخ متواتر آمدہ است چنانچہ در حرز یمانی کہ آنرا سیفی می نامند ومانند آں میخوانند۔ اسی میں اسمائے محبوبان خدا سے رقیہ وتعویذ کی نسبت فرمایا تمسک و توسل کہ بدوستان خدا و اسمائے ایشاں می کنند بسبب قرب ایشاں بدرگاہ حق و درگاہ رسول وی میکنند اگر تعظیم میکنند ایشاں را ہمیں طریق بندگی خدا و تبعیت رسول میکنند نہ باستقلال و استبداد ایں را قیاس بر حلف بغیر خدا عزوجل نتواں کرد **اقول** (۱) اس پر دلیل روشن اور وہابیت کے سر پر سخت کوہ افگن امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ

---

[1] ترجمہ وہ منتر کہ کافروں کے کلام سے ہوں اور وہ جن کے معنی نہ ہوں بد ہیں کہ شاید ان کے معنی کفر یا قریب بکفر یا مکروہ ہوں اور آیتوں اور معلوم المعنے ذکرِ الٰہی سے جھاڑنا پھونکنا منع نہیں بلکہ سنت ہے۔

امام ابوبکر بن السنی تلمیذ جلیل امام نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا اذا کنت بواد تخاف فیھا السباع فقل اعوذ بدانیال وبالجب من شر الاسد جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے کوئیں کی شیر کے شر سے۔ امام ابن السنی نے اس حدیث پر یہ باب وضع فرمایا باب مایقول اذا خاف السباع یعنی یہ باب ہے اس دعا کے بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے۔ امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا و شعب الایمان بیھقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے بادشاہ کے خوف سے دجسے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی کہ اس سال ایک لڑکا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہوئے بچے کو قتل کر رہا تھا، ان کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا۔ شیر اور شیرنی ان کا بدن چاٹتے رہے۔ جب جوان ہوئے بخت نصر نے دو بھوکے شیر ایک کنوئیں میں ڈال کر ان پر دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو ڈلوا دیا۔ شیر ان کو دیکھ کر دبلاؤ کتے کی طرح، دم ہلانے لگے۔ یہ حدیثیں لکھ کر امام دمیری نے فرمایا فلما ابتلی دانیال علیہ الصلاۃ والسلام بالسباع اولا واخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذالک تمنع شر السباع التی لا تستطاع یعنی جب کہ دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دوہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کو شیروں کے بےقابو شر کا دفع کرنے والا کیا۔ اس سے بڑھ کر محبوبان خدا کے نام کا تعویذ کرنا اور کیا ہوگا جسے مولیٰ علی ارشاد فرما رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس روایت فرما رہے ہیں! امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کر رہے ہیں اس کے بتانے کو کتاب میں ایک خاص باب وضع کر رہے ہیں۔ طائفہ گنگوہ کو اپنے

فتاوی حصہ سوم صفحہ ۱۰ میں جب کچھ نہ بنی یہ حرکت مذبوحی کی کہ" وہاں نہ دانیال ہیں نہ ان کو کچھ علم ہے ان کو مفید اعتقاد کرنا شرک ہے بلکہ اللہ نے اس کلام میں میں تاثیر رکھ دی ہے یہ مکروہ بوجہ ضرورت مباح کیا گیا جیسا اضطرار میں توریہ درست ہوجاتا ہے" یہ گنگوہی کی تمام سعی ہے، مسلمان دیکھیں اولا قطع نظر اس سے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کہنا کہ نہ ان کو کچھ علم ہے اور انہیں مفید اعتقاد کرنے کو شرک بتانا قدیم علت وہابیت ہے جس کے رد کو ہمارے رسائل کثیرہ کافی اسی دوہائی دینے میں کلام کیجئے گنگوہی جی اسے فقط مکروہ بولے اور ان کا امام الطائفہ اپنی تقویت الایمان میں لکھ رہا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء انبیاء سے کرگزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں۔ دیکھیے وہ کافر مشرک صاف صاف کہہ رہا ہے۔ آپ نرے مکروہ پڑھ ڈالتے ہیں۔ ہاں درپردہ آپ بھی توریہ کی مثال دے کر کفر کہہ گئے ہیں ثانیا وہ کون سی ضرورت ہے جس کے لئے تقویت الایمانی صریح کفر و شرک بولنا جائز ہوگیا۔ ذرا سنبھل کر بتایئے اور اپنے طائفہ و امام الطائفہ سے بھی مشورہ لے لیجیے۔ اللہ عزوجل کے نام پاک کی دوہائی دینے میں یہ اثر ہے یا نہیں کہ بلا سے بچالے، شیر کا شر دفع کردے، اگر ہے تو دوسرے کی دوہائی ضرورت کب رہی۔ کیا اسلامی کلمہ کہنے سے بھی بلا دفع ہوتی ہو اور آدمی کفر بولے تو یہ اضطرار و مجبوری کہا جائے گا۔ کیا وہ کافر نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا اور اگر نہیں تو صاف لکھ دو کہ اللہ کی دوہائی دینے سے بلا نہیں ٹلتی، دانیال کی دوہائی کام دیتی ہے۔ اس وقت آپ کے طائفہ میں جو گت بنے وہ قابل تماشا ہوگی اور ہم تکفیر سے زیادہ کیا کہیں گے جو حرمین شریفین سے آپ کے لئے آچکی ثالثا حدیث میں خاص اس وقت کا ذکر نہیں جب شیر سامنے آجائے اور حملہ کرے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا اندیشہ ہو۔ کیا اگر کافر نہ سامنے ہو نہ ڈرائے دھمکائے صرف اندیشہ ہے کہ شاید کوئی کافر آکر دھمکائے کلمہ کفر بولتے رہیئے گا۔ رابعا

اللہ عزوجل نے اس کلام میں دفع بلا کا اثر رکھ دیا ہے۔ یہ اثر برکت و پسند کا ہے جیسا ذکرِ الٰہی میں یا غضب و ناراضی کے ساتھ ہے جس طرح جادو میں۔ بر تقدیر اول اللہ عزوجل کی پسند کو مکروہ رکھنے والا کون ہوتا ہے اور وہ جو اسے کفر و شرک بتائے کیسا ہے۔ بر تقدیر دوم مولیٰ علی جادو سکھلانے والے ہوئے اور ابن عباس اس کو بتانے والے اور ابن السنی اسے پھیلانے والے اور تقویت الایمانی دھرم پر کافر و مشرک۔ مولیٰ علی و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان تو عظیم و اعلیٰ ہے کیا امام ابن السنی یا امام و میری آپ کے دھرم میں آپ کے امام الطائفہ کے دادا طریقۃً پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مثل ہیں جو نادِ علی اور یا علی یا علی اور شیخ عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ اور قبروں کا طواف بتا کر تقویت الایمانی دھرم پر مشرک و مشرک گر ہوئے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ خیر ان کفر پسندوں کو جانے دیجئے۔ محبوبوں کے ناموں کے بعض تعویذ اور سنئے (۲) مواہب شریف میں امام ابو بکر احمد بن علی بن سعید ثقہ حافظ الحدیث سے ہے، مجھے بخار آیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی یہ تعویذ مجھے لکھ کر بھیجا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بسم اللہ و باللہ محمد رسول اللہ یا نار کونی بردا و سلٰما الخ یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا الی آخرہ۔

(۳) فتح الملک المجید میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ سار عیسٰی بن مریم و یحیٰی بن زکریا علی نبی الکریم و علیہم الصلوٰۃ والتسلیم فی بریۃ اذ رأیا وحشیۃ ماخضا فقال عیسٰی لیحیٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام قل تلک الکلمات حنۃ ولدت مریم و مریم ولدت عیسٰی الارض تدعوک ایہا المولود اخرج ایہا المولود بقدرۃ اللہ تعالیٰ یعنی سیدنا عیسٰی و سیدنا یحیٰی علی نبینا الکریم و علیہما الصلوٰۃ والسلام نے جنگل میں کوئی وحشی مادہ دیکھی جسے بچہ پیدا ہونے کا درد تھا۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یحیٰی علیہ الصلوٰۃ و

السلام سے فرمایا یہ کلمے کیئے حنہ سے مریم پیدا ہوئیں، مریم سے عیسٰی پیدا ہوئے۔ اے مولود تجھے زمین بلاتی ہے۔ اے مولود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہو۔ راوی حدیث امام ثقہ ثبت حافظ الحدیث حماد بن زید فرماتے ہیں۔ آدمی ہو یا جانور جسے دردزہ ہو یہاں تک کہ بکری جس کے بچہ پیدا ہوتے میں مشکل ہو اس کے پاس یہ کلمات لکھو بچہ ہو جائے گا (۴) امام دمیری نے سانپ کا زہر اتارنے کی دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ سے فرمایا، اس میں ہے سلٰم علی نوح فی العٰلمین و علی محمد فی المرسلین نوح نوح قال لکم نوح من ذکرنی فلا تلدغوہ سلام ہو نوح پر جہان والوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رسولوں میں نوح نوح۔ تم سے حضرت نوح نے فرمادیا تھا کہ جو میری یاد کرے اسے نہ کاٹنا۔

(۵) امام ابو عمر ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا بلغنی ان من قال حین یمسی سلٰمٌ علیٰ نوح فی العلمین لم تلدغہ عقرب مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت کہے سلام ہو نوح پر سارے جہان میں، اسے بچھو نہ کاٹے گا۔ (۶) یہی عمل امام عمرو بن دینار تابعی ثقہ تلمیذ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اور اس میں یوں ہے قال فی لیل او نہار سلٰمٌ علیٰ نوحٍ فی العالمینَ (دن میں کہے خواہ رات میں)، یہی امام اجل ابوالقاسم قیشری قدس سرہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا اور اس میں ہے حین یمسی وحین یصبح سلٰمٌ علیٰ نوح فی العلمین صبح شام دونوں وقت کے الکل فی حیاۃ الحیوان (۸) نیز امام دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعض اہل خیر سے روایت کیا ان اسماء الفقہاء السبعۃ الذین کانوا بالمدینۃ الشریفۃ اذا کتبت فی رقعۃ وجعلت فی القمح فانہ لا یسوس مادامت الرقعۃ فیہ یعنی مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہائے کرام کے اسمائے طیبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھ دیا جائے تو جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا۔ ان کے اسمائے طیبہ یہ ہیں۔ عبید اللہ، عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، حسن، خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۹) اسی میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا ان اسماء ھم اذا کتبت وعلقت علی الراس اوذکرت علیہ ازالت الصداع ان فقہائے کرام کے نام اگر لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دم کئے جائیں تو درد سر کھو دیتے ہیں۔
(۱۰) نیز زیرہ جاج بعض علمائے کرام سے نقل فرمایا جس نے کھانا زیادہ کھالیا اور بدہضمی کا خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین بار یہ کہے اَللّیلۃ لیلۃ عیدی یاکوشی ورضی اللّٰہ عن سیدی ابی عبداللّٰہ القرشی اے میرے معدے آج کی رات میری عید ہے رات ہے اور اللہ راضی ہو ہمارے سردار حضرت ابو عبداللہ قرشی سے یہ سیدی ابو عبداللہ محمد بن احمد ابراہیم قریشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے۔ ۶ ذی الحجہ ۵۹۹ھ کو بیت المقدس میں انتقال فرمایا اور اگر دن کا وقت ہو تو اللیلۃ لیلۃ عیدی کی جگہ الیوم یوم عیدی کہے۔
(۱۱) حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں من جملۃ کراماتہ من ذکرہ عند توجہ الاسد انصرف عنہ ومن ذکرہ فی ارض مبقاتہ اندفع البق باذن اللّٰہ تعالیٰ ان کی کرامتوں سے ہے کہ جس پر شیر جھپٹتا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس جاتے گا اور جہاں مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ تعالیٰ۔ یہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے ۵۶۴ھ میں وصال ہوا۔ (۱۲) اب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعض اقوال ان کے رسالہ قول الجمیل سے لکھیں اور ان کی عربی عبارت پھر ترجمہ سے اولیٰ یہ کہ شفاء العلیل میں مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ ہی ذکر کریں کہ وہ بھی معتمدین وہابیہ سے ہیں اور ہر عبارت دوہری شہادت ہو گی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف

کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے (۱۳) اسی میں ہے یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے (۱۴) اسی میں تعویذ تپ میں ہے یاام ملدم انکنت مومنہ فنجق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانکنت یہودیۃ فجق موسیٰ الکلیم علیہ السلام وان کنت نصرانیۃ فجق مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان لا اکلت لفلان بن فلانۃ مخما الخ اے بخار اگر تو مسلمان ہے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور نصرانی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے (۱۵) اسی میں ہے جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے پھر یہ لکھے بحق مریم وعیسیٰ ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد وآلہ یعنی صدقہ مریم وعیسیٰ کا نیک بیٹا بڑی عمر کا۔ صدقہ محمد اور ان کی آل کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۲ اگر حاضرات سے احوال دریافت کرے وہ درست ہے یا نہیں منقول از فتاویٰ افریقہ۔ ۱۶/۱

الجواب

اقول یونہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کے لئے ہو اور اس میں شیاطین سے استعانت نہ ہو جائز ہے حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں اس کے بہت طریقے لکھے اور حضرت علامہ شیخ احمد شناوی مدنی قدس سرہ نے ضمائر السرائر الالٰہیہ میں مشرح کئے۔ یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اشیاخ سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے اور سب سے اجل واعظم یہ کہ امام اوحد سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب

بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں ائمہ اجلۃ عارفین باللہ حضرت سید تاج الملۃ والدین ابوبکر عبد الرزاق و حضرت سید سیف الملۃ والدین ابو عبد اللہ عبد الوہاب و حضرت عمر کیماتی واز و حضرت ابوالخیر بشیر بن محفوظ قدست اسرارہم سے باسانید صحیحہ روایت کیا کہ ان سب حضرات نے حضرت ابو سعید عبد اللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ھ میں بیان کیا کہ ۵۵۴ھ میں ان کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا سولہ ۱۶ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں۔ وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا یہ بارگاہِ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے، ارشاد فرمایا

اذھب اللیلۃ الی خراب الکرخ واجلس علی التل الخامس وخط علیک دائرۃ فی الارض وقل وانت تخطھا بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر آج رات ویرانہ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی، مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا، پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا۔ اس سے کہنا حضور سیدنا عبد القادر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقع بیان کرنا۔ حضرت ابو سعید عبد اللہ فرماتے ہیں، میں گیا حسب ارشاد عمل کیا۔ مہیب صورتوں کے جن آتے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آیا۔ وہ گروہ گروہ گزرتے تھے یہانتک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جن کی فوجیں تھیں۔ بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی تیرا کیا کام ہے۔ میں نے کہا حضور سید عبد القادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی۔ بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا۔ میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ نے

ہمراہیوں سے کہا کس نے یہ حرکت کی، کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے زیر سایہ سے لے گیا کہا یہ میرے دل کو بھائی۔ بادشاہ نے حکم دیا اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی۔ میں نے کہا میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکم حضور کے ماننے میں کیا۔ کہا ہاں وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہیٰ پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرتا ہے جن و انس سب پر اسے قابو دیتا ہے۔ انتہیٰ۔ ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر۔ شرح فقہ اکبر میں ہے لا یجوز الاستعانة بالجن فقد ذم اللہ الکافرین علیٰ ذالک فقال وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا وقال تعالیٰ ویوم نحشرھم جمیعا یٰمعشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیٰئھم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض الاٰیة فاستمتاع الانسی بالجنی فی قضاء حوائجہ وامتثال اوامرہ واخبارہ بشیٔ من المغیبات ونحو ذالک واستمتاع الجنی بالانسی تعظیمہ ایاہ واستعانتہ واستغاثتہ بہ وخضوعہ لہ۔ یعنی جن سے مدد مانگنی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کافروں کی مذمت فرمائی کہ کچھ آدمی کچھ جنوں کی دوہائی دیتے تھے تو انہیں اور غرور چڑھا اور فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اکٹھا کر کے فرمائے گا، اے گروہ شیاطین تم نے بہت آدمی اپنے کر لیے اور ان کے مطیع آدمی کہیں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔ آدمی نے شیطانوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی حاجتیں روا کیں، ان کا کہنا مانا، ان کو کچھ غیب کی خبریں دیں۔ و علیٰ ہٰذا القیاس۔ اور شیطانوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی تعظیم

کی، ان سے مدد مانگی، ان سے فریاد کی، ان کے لئے جھکے۔ انتہیٰ۔ اور قوم جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے۔ اللہ عزوجل نے انسان کو ان پر فضیلت بخشی ہے ولہذا فتاویٰ سراجیہ پھر فتاویٰ ہندیہ اور منیۃ المفتی اور شرح الدرر نابلسی پھر حدیقہ ندیہ میں ہے

اذا احرق الطیب او غیرہ الجن افتی بعضھم بان ھذا فعل العوام الجھال

یعنی قوم جن کے لئے خوشبو وغیرہ جلانے پر بعض فقہا نے فتوی دیا کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے۔ ہاں تعظیم آیت و اسماو ضیافت ملئکہ کے لئے بخور سلگاتے تو حسن ہے۔ اس فعل سے غرض صحیح کی اعلیٰ مثال وہ ہے کہ ابھی بہجۃ الاسرار شریف سے گذری۔ اور غرض نامحمود یہ کہ مثلاً صرف ان سے ربط بڑھانے کے لئے ہو اس کے نتیجہ اچھا نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں، جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانا جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ سوال میں جو غرض ذکر کی کہ دریافت احوال کے لئے اس میں جائز و ناجائز دونوں احتمال ہیں۔ اگر ایسا حال دریافت کرنا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا حال کا واقعہ ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں۔ غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غائب نہیں تو جائز جیسا واقعہ مذکورہ حضرت ابوسعید میں تھا اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت حاضرات کر کے موکلاں جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہو گا، فلاں کام کا انجام کیا ہو گا۔ یہ حرام ہے اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بد تر۔ زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملئکہ کی باتیں سنا کرتے۔ ان کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور بیچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی۔ زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہو گیا، آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے۔ اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملئکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورہ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں۔ ایسے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔ مسند احمد اور سنن اربعہ میں

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول اواتی امراۃ حائضا اواتی امرأۃ فی دبرھا فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کسی کاہن کے پاس جاتے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قربت کرلے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔ مسند احمد و صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتی عرافا فسالہ عن شئ لم تقبل لہ صلاۃ اربعین لیلۃ جو کسی غیب گو کے پاس جاکر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔ مسند احمد و صحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند بزاز میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کسی غیب گو یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہوا اس چیز سے جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتی کاھنا فسالہ عن شئ حجبت عنہ التوبۃ اربعین لیلۃ فان صدقہ بما قال کفر جو کسی کاہن کے پاس جاکر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو، جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے۔ حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین دربارۂ کہانت ہے

المراد ھنا الاستخبار من الجن عن امور من الامور کعمل المندل فی زماننا۔ یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانہ میں مندل کا عمل اقول پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں و لہذا حدیث اول میں اسے جماع حائض و وطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے

مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں۔ صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن تو بہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکمِ کفر۔ اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا کہ تکفیر کو مشروط بہ تصدیق۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقینی بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔ جامع الفصولین میں ہے المنفی ھو الجزوم بہ لا الظنون اور دن سے علمِ غیب کی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی تو اس فرع تاتارخانیہ میں کہ یکفر بقولہ انا اعلم المسروقات او انا اخبر باخبار الجن ایای یعنی جو کہے میں گمی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے یہی صورت ادعائے علم قطعی یقینی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اس مسئلہ میں کلام مجمل اور تفصیل کے لئے اور محل واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۴۳،۱۰۴۴۔ صاحب زکوٰۃ پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی مکان میں عمرو اور دیگر برادران دو چار ساتھ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی سب کی ایک ساتھ میں جمع ہوتی ہیں اور زکوٰۃ بھی سب مل کر ایک ہی جگہ نکالتے ہیں اب اگر وہ سب برادران مل کر ایک ہی بکرا قربانی کریں تو جائز ہے یا نہیں اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے اور ہر ایک بندہ پر جدا جدا قربانی کرنے کا کب حکم ہو گا اس کا اندازہ کتنی طاقت کے بعد ہو گا جیسا کہ زکاۃ کا اندازہ یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو سوائے قرض کے تو اس کو سو روپے پیچھے ۲½ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اسی طرح ہر ایک برادر پر جدا جدا قربانی کرنا واجب ہے۔

الجواب

قربانی واجب ہونے کو صرف اتنا درکار کہ اس وقت اپنی حاجات اصلیہ سے فاضل چھپن روپے کا مال کا مالک ہو۔ خواہ وہ مال کسی قسم کا ہو اور اس پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو اور زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے شرط ہے کہ یہ مال خاص سونا چاندی ہو یا تجارت کا یا چوپائے کہ اکثر سال جنگل میں چھوٹے چریں اور سال گزرنا لازم ہے جس شریک کا مال مشترک میں جو حصہ ہے اور اس کے سوا جو اس کی خاص ملک ہے وہ ملاکر اگر اس وقت چھپن روپے کی مالیت ہو اور اس کی حوائج اصلیہ سے فاضل ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس شریک کا حصہ مع اپنے خاص مال کے چھپن روپے سے کم ہو یا اس پر قرض وغیرہ ہے جس کے سبب حاجت اصلیہ سے فارغ نہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں۔ پھر اگر دو یا زائد شریک ایسے ہیں جن پر وجوب کا حکم ہے تو ان کا ایک بکری کر دینا کافی نہ ہوگا۔ ایک کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی کہ بکری بھیڑ میں حصے نہیں ہو سکتے۔ ہاں اونٹ یا گائے کریں اور شریک سات سے زیادہ نہ ہوں تو سب کی ادا ہو جائے گی اور آٹھ ہوں تو کسی کی بھی ادا نہ ہوگی غرض اس صورت میں ہر شریک پر واجب ہے کہ اپنی اپنی قربانی جدا کرے۔ زکوٰۃ اگر یکجائی نکالتے ہیں حرج نہیں کہ مجموع کا چالیسواں حصہ ہر ایک کے جدا جدا چالیسویں حصوں کا مجموعہ ہے یا اس سے زائد جب کہ جدا حصے میں عفو نکلتا ہو اور جمع سے نہ رہے جس کا بیان ہمارے رسالہ المشکوٰۃ الانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۵۔ قربانی کرنا شرط ایک دنبہ یا بکرا ہے اور وہ قربانی قیامت میں پل پر سواری ہوگی۔ اب اگر زید قربانی کا بکرا ذبح نہ کرے اور اس بکرے کی قیمت دوسرے شہر میں مسجد یا مدرسہ میں بھیج دے تو درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ درست ہے۔ جب مکہ معظمہ میں حج کے ایام میں قربانیاں کروروں ہوتی ہیں پھر ایک کھڈ میں ذبح کر کر کے کیوں پھینک دیتے ہیں۔ ان کی قیمت حرمین شریفین

میں کیوں نہیں دیتے۔ کیا وہاں قربانی کی قیمت دینا جائز نہیں ہے اور دیگر بلاد میں جائز ہے۔

الجواب

جس پر قربانی واجب ہے وہ اگر ایام قربانی میں بجائے قربانی دس لاکھ اشرفیاں تصدق کرے، قربانی ادا نہ ہو گی واجب نہ اترے گا، گنہگار و مستحق عذاب رہے گا۔ درمختار میں ہے [1] کنها ذبح فتجب اراقة الدم [2] ردالمحتار میں نہایہ سے ہے لان [3] الاضحیة انما تقوم بهذا الفعل فکان [4] کما آج کل نیچریوں نے اپنے چندے بڑھانے کو یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ قربانی نہ کرو ہمارے چندے میں دے دو۔ یہ شریعت مطہرہ پران کا افترا ہے۔ ہمارے فتاوی میں اس کا مفصل رد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۶ - خون تھوڑا یا زیادہ کھانا حرام ہے۔ اب قربانی کا خون چکھنا حرام ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے قربانی کا خون ذبح کے وقت اپنی انگلی بھر کے چکھنا درست ہے۔ یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

الجواب

زید کا قول باطل ہے۔ خون مطلقاً حرام ہے قربانی کا ہو یا کسی کا بہت ہو یا تھوڑا۔ رگوں کا خون تو بنص قطعی قرآن کریم حرام قطعی ہے قال تعالیٰ اودما مسفوحا اور ذبح کے بعد جو خون گوشت سے نکلتا ہے وہ بھی نا جائز ہے یونہی جگر یا تلی کا خون کما فی البحر المحیط و جامع الرموز وغیرهما اور دل کا خون تو خود نجس ہے اور ہر نجس حرام۔ حلیہ و قنیہ و تجنیس و عنایہ و خزانۃ الفتاوی وغیرہا

---

[1] ترجمہ قربانی کی حقیقت کا جز ذبح کرنا ہے تو خون بہانا ہے ضرور ہے [2] ترجمہ اس لئے کہ قربانی اسی فعل ذبح سے متحقق ہوتی ہے تو ذبح اس کی حقیقت کا جز ہوا [3] ترجمہ جیسا کہ بحر محیط و جامع الرموز وغیرہما میں ہے۔

میں ہے دم قلب الشاۃ نجس[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۷، ۱۰۸۔ ایک مسجد کی ملکیت دیگر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں۔ مسجد کا پیسہ مدرسہ میں خرچ کرے تو درست ہو گا یا نہیں۔

الجواب

دونوں صورتیں حرام ہیں۔ مسجد جب تک آباد ہے اس کا مال نہ کسی مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے نہ دوسری مسجد میں۔ یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں سو چٹائیاں یا لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری مسجد میں ایک بھی نہ ہو تو جائز نہیں کہ یہاں کی ایک چٹائی یا لوٹا دوسری مسجد میں دے دیں۔ درمختار میں ہے اتحد الواقف والجہۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ جاز[2] للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ لانہما حینئذ کشیٔ واحد وان اختلف احدہما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجد او مدرسۃ ووقف علیہما اوقافا لایجوز لہ ذالک ردالمحتار میں ہے المسجد[3] لایجوز نقل مالہ الی مسجد اٰخر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۹۔ مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ خراب ہو جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] ترجمہ بکری کے دل کا خون ناپاک ہے [2] ترجمہ دو وقفوں کا واقف بھی ایک ہو اور ایک ہی چیز پر وقف ہوں۔ ان میں ایک کی آمدنی کم ہو جائے تو حاکم کو جائز ہے کہ دوسرے وقف کی بچت سے اس پر خرچ کرے اس لئے کہ اس حالت میں وہ دونوں گویا ایک ہی چیز ہیں اور اگر واقف دو ہوں تو جدا جدا چیزوں پر وقف ہوں تو دو شخصوں نے دو مسجدیں بنائیں یا ایک شخص نے ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنایا اور ان پر جائیدادیں وقف کیں تو اب حاکم کو بھی جائز نہیں کہ ایک کا مال دوسرے میں صرف کرے [3] ترجمہ جائز نہیں کہ ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کو لے جائیں۔

الجواب

جائز ہے مگر اسے بے ادبی کی جگہ نہ لگائے۔ درمختار میں ہے حشیش المسجد[1] وکناستہ لایلقی فی موضع یخل بالتعظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۰۔ عمرو نے اپنے فرزند کا عقیقہ کیا ہے اور بکرے کی ہڈیاں توڑ ڈالے یعنی سانڈھے کے سوائے سب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے تو وہ جائز ہے یا نہیں اور بعض علما منع کرتے ہیں کہ سوائے سانڈھے کے عقیقہ کے بکرے کی ہڈی نہیں توڑنا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے ممانعت کہیں نہیں۔ ہاں بہتر نہ توڑنا ہے کہ اس میں بچّے کے اعضا سلامت رہنے کی فال ہے ولہذا کہا گیا کہ یہ گوشت میٹھا پکانا بہتر ہے کہ بچّے کی شیریں اخلاقی کی فال ہے۔ سراج وہاج میں ہے المستحب ان یفصل لحمھا ولا یکسر عظمھا تفاؤلا بسلامۃ اعضاء الولد[2] شرعۃ الاسلام وفصول علائی میں ہے لایکسر للعقیقہ عظم[3] شرح حصن حصین للعلامۃ علی القاری میں ہے ینبغی ان لایکسر عظامہ تفاؤلا[4] فتاوی حامدیہ پھر عقود دریہ میں شرح جناب علامہ ابن حجر سے مع تقریر ہے حکمھا کاحکام الاضحیۃ الا انہ لیس طبخھا بحلو تفاؤلا بحلاوۃ اخلاق المولود ولا یکسر عظمھا و

---

[1] مسجد کا گھاس جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جس سے اس کی تعظیم میں فرق آئے [2] ترجمہ مستحب ہے کہ عقیقہ کی بوٹیاں بنائیں اور ہڈی نہ توڑیں بچے کے اعضا سلامت رہنے کی فال ہے [3] ترجمہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑیں [4] ترجمہ مناسب ہے کہ اس کی ہڈیاں نہ توڑیں کہ اچھی فال ہو [5] ترجمہ عقیقہ کا حکم قربانی کی طرح ہے مگر اس کا پکانا سنت ہے اور میٹھا پکائیں کہ اس میں بچے کی عادتیں میٹھی ہونے کی فال ہے اور اس کی ہڈیاں نہ توڑیں تو مکروہ نہیں۔

ان کسر لہ بکسوہ اشعۃ اللمعات میں ہے و در کتب شافعیہ مذکور است کہ اگر پختہ تصدق کنند بہتر است و اگر شیریں پزند بہتر بجہت تفاؤل بحلاوت اخلاق مولود اسی میں اس سے اوپر ہے۔ نزد شافعی استخوانہائے عقیقہ می شکنند و نزد مالک نے اقوال قضیہ ایں نقل آنست کہ نزد مالک ممنوع باشد کہ اولویت ترک خورد منصوص شافعیہ است واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۱۔ ایک شہر میں سب لوگوں نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا گیا اور مسجد نام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادت گاہ بد دعا نہ کرے۔ اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں اور اس مکان میں جمعہ و عیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور لکڑی کا منبر بھی رکھا گیا ہے اور پیش امام بھی ہے تو وہ عبادت گاہ میں فقط محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہوگا یا نہیں اور اس میں دنیا کی باتیں کرنی درست ہیں یا نہیں۔

الجواب

جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اسے کسی محدود مدت سے مقید نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت دیتے ہیں اور اس میں نماز حتیٰ کہ جمعہ و عیدین تک ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے۔ اس میں دنیا کی باتیں ناجائز اور تمام احکام مسجد۔ مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں۔ نہ محراب نہ ہونا کچھ منافی مسجدیت۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی محراب نہیں۔ خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ کہا ہو اسے مسجد کیا اس میں محراب کہاں سے آئے گی۔ ذخیرہ ہندیہ و خانیہ و بحر طحطاوی میں ہے ؎ رجل لہ ساحۃ

؎ ترجمہ ایک شخص کی خالی زمین بے عمارت ہے اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ اس میں جماعت سے

لابناء فیھا امر قوما ان یصلو فیھا بجماعۃ فھذا علی ثلثہ اوجہ ان امرھم بالصلاۃ فیھا ابداً انصًّا بان قال صلو فیھا ابداً او امرھم بالصلاۃ مطلقاً ونوی الابد صارت الساحۃ مسجداً او ان وقّت الامر بالیوم او الشھر او السنۃ لاتصیر مسجداً لو مات یورث عنہ درمختار میں ہے یزول ملکہ عن المسجد بالفعل وبقولہ جعلتہ مسجدا۔۔ یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ زبان سے کہہ دے میں نے اسے مسجد کیا۔ دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے اور اس میں نماز کی اجازت بلاتحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں۔ بحرالرائق میں ہے لایحتاج فی جعلہ مسجدا قولہ ووقفتہ ونحوہ لان العرف جار بالاذن فی الصلوۃ علی وجہ العموم والتخلیۃ بکونہ وقفا علی ھذہ الجھۃ فکان کالتعبیر بہ اسی میں ہے بنٰی[2] فی فنائہ فی الرستاق دکانا لاجل الصلاۃ یصلون فیہ بجماعۃ کل وقت فلہ حکم المسجد ا اقول بلکہ اگر نماز کے لئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کر دے۔ مثلاً کہے میں نے یہ

(بقیہ) نماز پڑھیں اس کی تین صورتیں ہیں۔ اگر تصریحاً کہا کہ ہمیشہ پڑھیں یا مطلق کہا اور دل میں ہمیشگی کی نیت تھی تو وہ سادہ زمین مسجد ہوگئی اور اگر ایک دن یا مہینے یا برس کی قید لگا دی کہ اتنے دن اس میں نماز پڑھ لو تو مسجد نہ ہوگی اس کے مرنے پر وارثوں کو پہنچے گی [1] ترجمہ مسجد ہونے کو کچھ ضرور نہیں کہ زبان سے کہے میں نے اسے وقف کیا یا اور کوئی لفظ اس کے مثل (مثلاً مسجد کیا) اس کے کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ عرف جاری ہے کہ نماز کی عام اجازت دے کر زمین اپنے قبضہ سے جدا کر دینا نماز کے لئے وقف ہی کرنا ہے تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہتا کہ اسے مسجد کیا [2] ترجمہ گاؤں میں اپنے پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کے لئے بنا لیا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے۔

زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے زمین موقوف پورے ہو گئے۔ اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلقہ نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں تو البتہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ زمین مذکور جسے بالاتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمان بجائے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل مالک بھی اس میں شامل ہو یا اس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو۔ ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی مملوک زمین بے اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے ہرگز نہ وقف ہو گی نہ مسجد، اگرچہ سب اہل شہر نے بالاتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا بحر الرائق میں ہے فی الحاوی القدسی من بنی مسجدا فی ارض مملوکۃ لہ[1] الخ

---

[1] ترجمہ، حاوی قدسی میں ہے جس نے اپنی مملوک زمین میں مسجد بنائی اس سے ثابت ہوا کہ مسجد ہونے کیلئے شرط ہے کہ بانی اس زمین کا مالک ہو اسی لئے فتاویٰ قاضی خاں میں فرمایا کہ اگر سلطان نے لوگوں کو اجازت دی کہ شہر کی کسی زمین پر دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں یا حکم دیا کہ یہ زمین مسجد میں ڈال لو۔ علماء نے فرمایا اگر وہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور وہ دکانیں بنانا یا مسجد میں اس زمین کا شامل کر لینا راستہ تنگ نہ کرے نہ عام لوگوں کا اس میں نقصان ہو تو وہ حکم سلطان نافذ ہو جائے گا اور اگر شہر صلح سے فتح ہوا تو نہیں کہ پہلی صورت میں شہر کی زمین بیت المال کی ملک ہو گئی تو اس میں سلطان کا حکم جائز ہے اور دوسری صورت میں اصل مالکوں کی ملک رہی تو سلطانی حکم اس میں نفاذ نہ پائے گا[2] ترجمہ، وقف کی شرط ہمیشگی ہے اور زمین جب دوسرے کی ملک ہو تو مالک اسے واپس لے سکتا ہے۔

فافاذان من شرطه ملك الارض ولذا قال فی الخانیة لوان سلطانا اذن لقوم یجعلوا ارضا من ارض البلدة حوانیت موقوفة علی المسجد او امرهم ان یزیدوا فی مسجدهم قالوا ان کانت البلدة فتحت صلحا لاینفذ امر السلطان لان فی الاول نصیر ملکا للغانمین فجاز امر السلطان فیها و فی الثانی تبقی علی ملك ملاکها فلا ینفذ امره فیها رد المحتار میں ہے شرط[1] الوقف التأبید والارض اذا کانت ملکا لغیره فللمالك استردادها یہ بیان بغرض تکمیل احکام تھا۔ سوال سے ظاہر وہی پہلی صورت ہے تو اس کے مسجد ہونے میں شک نہیں اور اس کا ادب لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بشارت جلیله

تحریر۔ جناب حاجی اسمٰعیل میاں صاحب

صفائح اللجین صفحہ ۴ دیکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن عباس اور دوا نا احمد وابن ماجہ وخزیمہ وحبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ اور مسند احمد میں ام المومنین صدیقہ اور معجم کبیر میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی وھذ اللفظ الطبرانی حضور مفیض النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذھبت النبوة فلا نبوة بعدی الا

---

[1] ترجمہ: وقف کی شرط ہمیشگی ہے اور زمین جب دوسرے کی ملک ہو تو مالک اسے واپس لے سکتا ہے۔

الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او تری لہ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں، وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھی جائے۔ اسی طرح احادیث اس بارہ میں متواتر اور اس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ان کی تفصیل موجب تطویل اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رای احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا وغیرہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے چاہیئے کہ اس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے فقیر اللہ عزوجل و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف کو اپنے سامنے رکھکر اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ فقیر بے نوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا۔ میرے سردار میرے آقا مولانا عالم علامہ محب سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت حاجی احمد رضا خاں صاحب غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائیں۔ مولانا صاحب اب اصل خواب کی صورت یہ ہے کہ فقیر کا مکان ملک کاٹھیاواڑ میں موضع لالپور ہے۔ وہاں ہمارے بڑے بزرگ میاں شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مطہر ہے اس میں مسجد ہے۔ اب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جمعہ کا دن ہے اور حضور وہاں تشریف لائے ہیں۔ بعد نماز جمعہ آپ منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے ہیں اور میرے والد آپ کے سیدھے بازو کھڑے ہیں اور میں سامنے حضور کے کھڑا ہوں۔ میرے والد صاحب کی زندگی اللہ عزوجل زیادہ کرے وہ مجھے فرماتے ہیں فرزند دیکھو یہ مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں اسی وقت فقیر حضور کے پاس آکر دست و پا پر بوسہ دیا اور پاؤں مبارک کو چپی کرنے لگا۔ آخر جب حضور وعظ ختم کر چکے، بعد فقیر حضور کے سامنے تمہید ایمان سے وعظ کہنا شروع کیا اور یہ آیت کریمہ پڑھنی شروع کی اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ اے

بنی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو فقیہ زار زار روتا ہے اور بیان کرتا ہے۔ اور حضور کو میں نے اس صورت سے پایا کہ پوشاک سفید پہنے ہوئے یعنی زار و جبہ سفید ہے اور سر پر ٹوپی باریک ململ کی ہے اور قد مبارک آپ کا دراز ہے اور منہ کا رنگ گندمی ہے اور بدن پتلا اور سر پر بال ہیں اور دوش پر لٹکتے ہیں۔ اسی صورت سے فقیر عفی عنہ نے تین جمعہ تک خواب دیکھا ہے اور اسی طرح حضور وعظ فرماتے ہیں اور فقیر بھی وعظ کرتا ہے۔ الحمدللہ فقیر نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس خواب میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی قدمبوسی میں سال بھر یا کچھ کم زیادہ رہ کر قدرے علم حاصل کر دں۔

الحمدللہ بشارت دوم

دوسرا خواب ماہ ذی قعدہ تاریخ ۲۷ روز چہار شنبہ اور شب پنجشنبہ کو فقیر بعد نماز عشاء کے اپنے درود و وظیفے کے بعد اپنے مکان میں آکر ان مسائل میں تقریظ اول مولانا علامہ شیخ صالح کمال کی لکھ کر سو گیا۔ فجر کے وقت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو دنبے بڑے موٹے عمدہ کھڑے ہیں۔ میں نے اپنی زبان سے کہا کہ ماشاء اللہ کیا مضبوط دو دنبے قربانی کے لئے کھڑے ہیں۔ چھری لی اور دونوں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا۔ بعد روح نکلنے کے فقیر پوست جدا کرنے کو نزدیک گیا اتنے میں قدرت الٰہی سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں دنبے حرکت میں آئے اور کھڑے ہو گئے اور دونوں کی شکل شیر کی بن گئی اور دونوں نے میرے مارنے کا قصد کیا جب میں نے کہا تمہاری طاقت نہیں ہے کہ تم مجھے مارو تو جب بڑے زور کے ساتھ حملہ میرے مارنے کا کیا۔ اتنے میں بفضلہ تعالیٰ میرے سامنے ایک مکان عالیشان نورانی ظاہر ہوا۔ فقیر اس مکان میں داخل ہوا اور دونوں شیر مارنے کو میرے سامنے آئے۔ جب میں نے کہا ہر گز تم مجھے نہ مار سکو گے اور اسی وقت میں نے نماز کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ

کہی کہ اللہ اکبر یہ لفظ نکلنا تھا کہ وہ دونوں شیر ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔

الحمد للہ بشارت سوم

عزہ محرم شریف ۱۳۳۶ھ پنجشنبہ کو خواب میں چار سوئر نے مجھ پر حملہ کیا مگر بفضلہ تعالیٰ کارگر نہ ہوئے اور اس خاکسار نے تین سوئر کو ایک مکان میں قید کر دیا اور ایک اس کی ماں باقی رہ گئی۔ اس نے میرے مارنے کا قصد کیا آخر کارگر نہ ہوئی۔ یہ مسکین ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں جماعت سے عصر کی نماز پڑھی۔ بعد نماز ایک مولانا صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ یہ خاکسار دلائل کی منزل یوم الخمیس پڑھنے لگا اور وہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ دیگر اَللّٰھُمَّ وَسَتْرًا بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ یہ ہر ایک دعا تین تین بار پڑھی۔ بعد ختم منزل قیام میں کھڑا ہو کر ہماری شفاعت کے کرنے والے جناب پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا شروع کیا۔ کچھ بارش بڑے زور سے برسنا شروع ہوئی۔ بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا تو میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی۔ آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل تیار ہے۔ فاتحہ پڑھ کے کھالو۔ میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا، کیچڑ زانو میں لگی۔ آخر کھڑا ہو گیا۔ نیاز کھائی شیرینی تھی۔ بعد طعام کے مغرب کی نماز پڑھی۔ یہ خواب عبد المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سگ دربار جیلانی قدس سرہ العزیز و غلامان غلام العلماء نے دیکھی اور بیدار ہوا۔ اس کی تعبیر آپ بیان فرمائیں۔

الحمد للہ بشارت چہارم

فقیر عفی عنہ نے خنزیروں کے واقعہ سے پہلے دیکھا کہ میں مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور ایک شخص کالی شکل کا میرے سامنے آیا اور میرے دونوں بازوؤں کو پکڑ کے میرا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرتا ہے۔ فقیر نے کہا شیطان تجھے طاقت نہیں کہ میرا منہ

تو قبلہ کی طرف سے پھیر دے۔ اس نے بہت زور کیا۔ آخر فقیر نے اس بدشکل کو نماز سے فارغ ہو کر زمین پر گرایا اور تین موٹھے اس کے منہ پر مارے۔ آخر کے موٹھے مارنے سے زمین پر میرا ہاتھ لگا اور آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے میں زخم ہو گیا اور خون نکلا۔ ابھی تک یہ زخم کی نشانی ہاتھ میں باقی ہے یہ اس کی تعبیر ہوئی اور حضور کی خوشی ہو تو خوابوں کو آخر رسالہ میں چھپوا دیں مگر خداوند کریم جل جلالہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی برائی یا تجبر کے واسطے نہیں کہتا اب خوشی حضور کی۔

الجواب

خیر لنا وشر لاعدائنا خیر تلقاہ وشر توقاہ الحمد للہ رب[1] العلمین خواب بحمد للہ چاروں مبارک ہیں۔ اللہ عزوجل دونوں جہان میں مبارک فرمائے۔ آمین۔

خواب اوّل میں یہ آیت کہ آپ نے تلاوت کی سورہ فتح شریف کی ہے اور خواب میں اس کی کوئی آیت تلاوت کرنا دلیل فتح وظفر و برکات دنیا و آخرت ہے، دین کو انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مدد پہنچے گی اور آپ کو ایک دعائے مستجاب ملے گی اور تعلیم حضور پُرنور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعظ دلیل محبت حضور وصدق ایمان و قبول رحمٰن ہے اور رونا کہ آواز سے نہ ہو دلیل فرحت و سرور۔

خواب دوم میں دنبوں کی قربانی بلائے عظیم سے نجات ہے وفدینٰہ بذبح عظیم، دشمنوں کا دفع ہونا ہے، خوف سے امن ہے، ادائے دین ہے، شفائے مرض ہے اور ان کا شیر ہو کر حملے کا قصد اور مکان نورانی میں ببرکت نماز ان سے نجات دلیل ہے۔ کہ آپ کی حمایت دین سے اعدائے دین عاجز آکر بذریعہ حکومت کچھ

---

[1] ہمارے لیے خیر اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر۔ خیر ہے گر تم اسے پاؤ یا شر ہے جس سے تم بچائے جاؤ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ایذا رسانی کی تدبیر کریں اور رحمت الٰہی اور نور ایمان آپ کی حمایت کرے، اعدا خائب و خاسر رہیں۔

خواب سوم بالکل اس کے مشابہ ہے جو اس فقیر نے ۱۳۰۵ھ میں زمانہ تصنیف تجلی الیقین میں دیکھا تھا اس کتاب کے آخر میں اسے پائیے گا۔ وہیں سے تعبیر آپ کو ظاہر ہو گی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں اور بد مذہبیوں پر غالب و مظفر رکھے گا اور ان کے فتنے آپ کے ہاتھوں بند ہوں گے اور ان کا حملہ آپ پر نہ چلے گا۔ عصر کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے اور جماعت دین کی برکت اور دعا و بلا اور دلائل کی منزل اللہ تعالیٰ کی رحمتیں درود دین برکتیں سلام اور سلام عرض کرنا محبت و تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دلیل ہے جو عین ایمان ہے اور بارش رحمتِ الٰہی ہے اور نیاز ختم دلائل باعث برکات ہے اور نیاز کا شیریں ہونا میٹھی مراد ہے اور دوڑنا جلدی کرنا ہے اس کے باعث پاؤں پھسلنا اور کیچڑ لگنا اشارہ ہے کہ جلدی نہ چاہیئے اس سے لغزش ہوتی ہے، مثلاً جل وعلا کی جگہ (ج) اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ (ص) لکھنا یہ بھی جلدی ہی کے باعث ہے اور لغزش ہے اور کھڑا ہو جانا لغزش کا دور ہو جانا ہے۔ بہر حال خواب سراسر برکت ہے۔

خواب چہارم میں نماز مغرب مراد پوری ہونا ہے کہ وہ انتہائے نہار پر ہے باقی خواب ظاہر ہے کہ انشاء اللہ الکریم آپ کو شیطان لعین دین حق سے نہ پھیر سکیگا۔ مولیٰ عزوجل حق پر قائم رکھے گا۔ وللہ الحمد واللہ سبحنہٗ و تعالیٰ اعلم۔

ابن صادق میاں احسان اللہ عظیم خوشنویس،
نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ ۱۲/۸۶

علوم مصطفٰی ﷺ ________ مولانا احمد رضا خاں بریلوی -/٦٠ روپے

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ لوگوں کے ایک سوال کے جواب میں لکھی ہوئی امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ایک اہم تصنیف معترضین کے لئے ایک مسکت جواب اور علوم مصطفٰی پر ایک گرانقدر کتاب جس میں سیرتِ نبوی پر بہت سا مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں محمد کریم اللہ مہاجر کا ایک مبسوط تعارف بھی شامل ہے۔

احکامِ شریعت (مکمل) اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی -/٤٥ روپے

شریعت کے تقریباً تمام اہم موضوعات پر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ایک نہایت اہم تصنیف جس میں وضو، نماز، روزہ، زکواۃ، حج کے علاوہ روزمرہ زندگی کے سینکڑوں مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، توہمات اور بدعتوں کا قلع قمع کرنے والا ایک مجموعۂ مسائل۔

عرفانِ شریعت ________ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی /١٨ روپے
(اوّل۔ دوم۔ سوم۔)

حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے زندگی کے عام سادہ اور روزمرہ کے مسائل کے بارے میں شرعی اعتبار سے وجوب اور جواز کے ساتھ جوابات رقم کیے ہیں۔ ایسے روزمرہ مسائل کہ جو ابہامات کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بھی بڑے مسکت اور واضح سوالات اور جوابات کا ایک نادر مجموعہ۔

معارفِ حدیث ________ مولانا عبدالعزیز -/٣٨ روپے

معارفِ حدیث، علوم و معارف کا وہ گنجینہ ہے کہ جس میں حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالعزیز کے رشحاتِ قلم کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس مجموعے میں احادیثِ نبوی کی روشنی میں نوعِ انسانی کو درپیش مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ممکنہ حل بھی پیش کئے گئے ہیں۔ ہر سطح کے قارئین کے لئے باعث رشد و ہدایت مجموعہ احادیث۔

قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں مولانا محمد اسماعیل سنبھلی -/٣٢ روپے

قرآن و حدیث اپنی جامعیت، آفاقی افادیت اور ہر دور میں ہر طرح کے انسانوں کے لیے روحانی اور مادی احتیاجات پوری کرنے والے منابع ہیں۔ ان میں سابقہ، حالیہ یا آمدہ کوئی متوقع امر نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ غیر واضح ہے۔ روشنی اور ہدایت کے انہی دو سرچشموں سے انسانی زندگی کے لئے جو پیش گوئیاں موجود ہیں ١٠ ان پر اس کتاب میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان پیش گوئیوں سے قرآن و حدیث کی پہنچ اور استدلال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

سیرت نبوی

محمد رسول اللہ ———— آر. وی. سی. باڈلے. ‎60/-‎ روپے

ترجمہ، محمد علی چراغ

سیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مشہور زمانہ اس کتاب کا ترجمہ محمد علی چراغ نے نہایت خلوص اور عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔ سیرتِ نبویؐ کے موضوع پر ایک اہم کتاب کا خوب صورت ترجمہ کہ جس میں حواشی اور وضاحتی نوٹس کتاب کی افادیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

انسانِ کاملؐ ———— محمد منیر قریشی. ‎30/-‎ روپے

سیرتِ نبوی پر جناب حاجی محمد منیر قریشی کی ایک عقیدت بھری کتاب کہ جس میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل اسوہ حسنہ ہر شعبہ زندگی کے طالبان حق کے لئے باعث رہنمائی اور موجب سعادت ہے۔ انتہائی دلکش اور آسان پیرائے میں مرتب کی ہوئی کتاب حضور اکرم کے پاکیزہ اطوار و اوصاف کا ایک حسین مرقع۔

مکتوبات نبویؐ ———— مولانا سید محبوب رضوی ‎40/-‎ روپے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبلیغی خطوط۔ بین الاقوامی سیاسی معاہدات تشریعی فرامین اور آبادکاری کے احکام کا عظیم الشان ذخیرہ۔ ان خطوط، فرامین اور معاہدات سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہوتی ہے کہ اسلام کو کس نہج سے غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

رحمتِ دو عالمؐ ———— مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطا. ‎45/-‎ روپے

حضور پر نور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ مطالعہ پر ایک مختصر کتاب کہ جس میں زمانہ قبل از اسلام کے عرب سے لے کر حضور نبی اکرم کے وصال تک تمام اہم واقعات اور حالات کو سمو دیا گیا ہے۔ ایک پر خلوص جذبے کے ساتھ لکھی ہوئی سیرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

فلسفۂ دُعا ———— علامہ فضل احمد عارف ‎45/-‎ روپے

اللہ تعالےٰ ہر دعا کو قبول کرتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ دعا قرینے کے ساتھ مانگی جائے۔ یہ قرینہ کیا ہے؟ دعا کی حکمت اور افادیت کیا ہے قبولیتِ دعا کے کیا طریقے ہیں۔ قرآنی دعائیں